مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی

اور مفتی محمد خلیل صاحب کے رسالوں کا جواب

یعنی

قاتلانِ حسینؑ کی گرفتاری

مصنفہ

مولانا سید محمد رضی صاحب قبلہ

(زنگی پوری)

شواہد جلیہ (بر) جواز تقیہ

یہ رسالہ بھی فاضل اجل بارع اکمل عالیجناب مولانا سید محمد رضی صاحب قبلہ دامت فیضہم (زنگی پوری) کی تصنیفات میں سے ہے ناظرین رسالہ قاتلان حسینؑ کی گرفتاری خود ہی اسکی خوبیوں کا اندازہ کر سکتے ہیں اجمالاً اسکے مضامین کی بعض بعض سرخیاں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

امام بخاری، علامہ نیشاپوری، علامہ بیضاوی، علامہ سیوطی، علامہ طبری، علامہ ابن حجر، علامہ نودی، شاہ عبد الحق دہلوی، قاضی عیاض، ملا علی قاری علامہ تفتازانی، علامہ فخر الدین رازی، علامہ ابن عبد البر، شاہ عبد العزیز دہلوی، قاضی خان، علامہ عینی، امام غزالی، ودیگر علماء اہلسنت کے افادات و ارشادات و فتاوی و آرا جو تقیہ کے بارے میں فرمائے ہیں اس رسالہ میں قلمبند کیے گئے ہیں اور بڑی بڑی مستند کتابوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ خود بانی اسلام حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ، مومن آل فرعون، حضرت علیؑ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، امام ابو حنیفہ، حسن بصری، استاد بخاری ودیگر صحابۂ کبار و جلیل القدر علماء اسلام تقیہ کو جائز سمجھتے تھے اور خود بھی اُس پر عامل تھے، غرضکہ یہ رسالہ بے مثال و بے نظیر ہے اسکی خوبیاں دیکھنے ہی پر منحصر ہیں، قیمت فی جلد ۴؍ ٹکٹ آنے پر ارسال خدمت کیا جا سکتا ہے۔

ملنے کا پتہ

منیجر مسلمانی پریس، محلہ گائیگھاٹ۔ شہر بنارس

ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ ویقولون یٰویلتنا مال ھٰذا الکتاب
لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصٰھا ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربک احدا

قاتلانِ حسینؑ کی گرفتاری

(مصنفہ)

عالیجناب مفاخر انتساب العالم البارع والطود الفارع اسوۃ الفضلاء المدققین فخر العلماء المتکلمین مولانا مولوی سید محمد رضی صاحب قبلہ دامت فیوضہم (زنگی پوری) تلمیذ قدوۃ العلماء المحققین حامی ذمار الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا السید محمد ہارون صاحب مرحوم طاب ثراہ

(حسب فرمائش)

جناب حکیم مولوی فیاض حسین صاحب فاضل مبارکپوری "(اعظم گڑھ)"

باہتمام مرزا محمد جواد پروپرائٹر
در نظامی پریس واقع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع پوشید

تمہید

اس سال ماہ محرم مین ایک رسالہ میری نظر سے گذرا جسکا نام "مظلومان کربلا کی کہانی خود اُنکی زبانی" ہے مؤلف رسالہ مفتی محمد خلیل صاحب ہین جو چند دنون پیشتر اسلامی ریاست مالیر کوٹلہ مین "مفتی شرع" کے عہدہ پر فائز تھے اور بنی امیہ کی روحانی بعیت کا حق ادا کرنے مین ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ سنا گیا ہی کہ چشم و چراغ خاندان بنی امیہ یزید ابن معاویہ سے آپکو نہایت خلوص ہے اور مواعظ مین اُسکے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" یا "علیہ السلام" کہنا آپکی عادت مستمرہ کی حیثیت رکھتا ہی مگر افسوس کہ ریاست مالیر کوٹلہ کی عاقبت اندیش گورنمنٹ نے آپکی تخریبی کارروائیون کو مصالح حکومت کے خلاف سمجھا اور زیادہ مدت تک آپ کا ایک عہدہ دار ریاست کی حیثیت سے مقیم مالیر کوٹلہ رہنا گوارا نہ کیا جس سے آپکے اموبت نواز طرز عمل کو دنیوی حیثیت سے کچھ کامیابی حاصل نہو سکی اور فقط آخرت کی آس رہگئی دیکھئے مالک یوم الدین کی عدالت سے کس طرح کا منصفانہ فیصلہ صادر ہوتا ہی خدائی فیصلون کے متعلق "منصفانہ" کا لفظ استعمال کرنا اہل سنت کے اصول و عقائد کے بموجب حق بجانب نہین ہوسکتا

کیونکہ یہ لوگ حقیقی عدل و انصاف کو خدا کے اوصاف کمالیہ مین شمار ہی نہین کرتے اور جس قسم کے عدل کی اُس سے توقع رکھتے ہین وہ ظلم و جور و سلب حق کا مرادف ہے لہٰذا اس عقیدہ مسلمہ کی بنا پر آپکو خدائی فیصلون سے بھی روشن توقعات وابستہ کرنے کا موقع حاصل نہین ہے۔ جو کچھ بھی ہو آپ کے حق مین اہل ایمان کی دعا صدق دل سے تو یہی ہو گی کہ جب بروز حساب خبر الٰہی "یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ" کے بموجب بنی اُمیہ کی اُخروی امامت کا دور شروع ہو تو آپ جیسے فدویان خاص اپنے آقاؤن کی فوج مین علمبرداری کے ممتاز عہدہ پر فائز کیے جائین تاکہ خسران دنیا و آخرت کا حسرتناک منظر آنکھون کے سامنے نہ آنے پائے۔

رسالہ کی بار بار ورق گردانی کر کے ایک ایک بات پر نظر تعمق ڈالی گئی مگر مقصد تحریر اسکے سوا اور کچھ ظاہر نہو سکا کہ شیعون کے خلاف غیر ضروری بدزبانی اور زہر فشانی کر کے دل کے جلے پھپھولے توڑے جائین ایسی صورت مین یہ رسالہ اس قابل نہین ہو سکتا کہ اُسکے نقد و تبصرہ مین ارباب فہم اپنے اوقات عزیز کو برباد کرین مگر معزز و محترم احباب کے شدید اصرار کے سامنے سر تسلیم خم کر کے با دل ناخواستہ قلم اُٹھانا پڑا اور ایک ایسا مجموعہ تیار ہو گیا جو ارباب نظر کے سامنے قاتلان حسین علیہ السلام کی اصلی مذہبی طبیعت اور دینی حیثیت کو بے نقاب کر دینے کیلیے کافی ہو سکتا ہے۔

مفتی صاحب کے رسالہ کو دیکھکر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے اول سے

آخر تک تہذیب و متانت کی ہواؤن سے اپنے خیالات و افکار کو محفوظ رکھنے کی
کسقدر سعی بلیغ فرمائی ہے اور جہل مرکب کا یہ کرشمہ نظر انداز کردینے کے قابل
نہین ہوسکتا کہ آپ نے رافضیون کی عداوت مین خود رافضی شعار بنجانے کی
نادر مثال پیش کی ہے یعنی قاتلان امام کا تذکرہ کرتے ہوے "علیہم اللعنۃ" کا
فقرہ استعمال کرنے مین نہایت غیر محتاط بنگئے اور اپنے اعمال نامہ مین سب وشتم
صحابۂ رسول ص کے ناقابل عفو جرم کا ایک نیا باب قائم کردیا ہی کاش آپکو
اِسکی خبر ہوتی کہ واقعات کربلا تمام تر صحابہ و تابعین کے مقدس ہاتھون سے
عالم شہود مین آئے تو ایسا رافضیانہ طرز عمل اختیار کر کے اپنی مذہبی روح کو
پامال نہ کرتے۔

آپ کی تہذیب کلام کا صحیح اندازہ کرنے کے لیے رسالۂ مذکورہ کی عبارتون
کے چند اقتباسات پیش کرتا ہون ناظرین انکو دیکھکر میرے قلم کی رفتار کے
معتدل ہونے کا یقین کرلینگے اور اگر کسی مقام پر کوئی تلخی محسوس ہوگی
تو مجھے معذور سمجھین گے۔

ا- ٹائٹل پیج پر یہ اشعار درج ہین

اترجوا شیعۃ ختذلت حسینا　　شفاعۃ جدہ یوم الجزاء
علیہا لعنۃ اللہ مد اما　　ودامت فی کروب والبلاء

ب- برادری کا حق ان کمبخت شیعون نے یہ ادا کیا کہ امام کو بھوکا پیاسا
ذبح کیا ان شقی القلب شیعون کے ایمان کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام کو ذلیل کیا

ان شیاطین شیعون کے اسلام کا یہ ثمرہ ہوا کہ امام کے مقابلہ مین اُنھون نے اسلحہ اُٹھائے الخ

ج رنگ مین بھنگ ابن زیاد کی ایک ہی دھمکی سے شیعون کی شجاعت کافور بزدلی اور نفاق کا ظہور آگ لگا کر مسلم کو تنہا چھوڑ کر خود فرنٹ مردار دنیا پر شیعون کا اجتماع امداد و نصرت کے وعدے سب برسر طاق غداری۔

د ان کمبخت شیعون نے تو سوا ے پانچ کے سب صحابہ کو مرتد قرار دیکر ناقابل شہادت قرار دے رکھا ہے الخ

ہ جنگ سے پہلے تو خدا نے بھی ملائکہ کی مسلح فوج بھیجدی اور شیعی جنات کی فوجین بھی مسلح ہوکر امام کی خدمت مین امداد و نصرت کے لیے آگئین لیکن جب امام دشمنون کے نرغہ مین پھنس گیا...... حتی کہ امام نے ایک گھونٹ پانی کیلیے بلبلانا شروع کیا اور رحم کی درخواست دشمن شیعون کے سامنے پیش کرنے پر مجبور ہوگیا افسوس ہزار افسوس نہ ملائکہ کی فوج ہی نے اُسکو پناہ دی اور نہ شیعہ جنات نے آپ کی دستگیری کی الی اخر الھفوات۔

و آنحضرت صلعم کے حضور مین شیعی جبرئیل حضرت حسین کا جھولا جھلایا کرتا تھا اور حضرت فاطمہ کی چکی پیسا کرتا تھا لیکن آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت رسول کا پیارا... العطش العطش پکار رہا ہے .... مگر حضرت فاطمہ کی چکی پیسنے والا جبرئیل دم بخود ہے بے پروا ہے امام کی مظلومی بیکسی پر اُسے رحم نہین آتا مظلوم کی دردانگیز آواز پر اُسکا دل نہین پسیجتا۔

ز شیعون کے خدا نے فرشتون کو اجازت بھی دی تو نہایت تنگ وقت مین

منت کا احسان الخ

ح مانا کہ شیعون کے خدا کی گورنمنٹ مین امام حسین کی مظلومی کی اطلاع دیر سے پہونچی اور محکمہ حرب کا سامان جنگ مہیا کرنے اسلحہ صاف کرنے مین دیر لگ گئی اور مسلح فوج کے میدان مین آنے سے پیشتر ہی امام ان لوگون کے ہاتھون سے جنھین وہ باوجود عالم ماکان و مایکون ہونے کے مخلص مومن صادق شیعہ نیک نیت ہونے کا سارٹیفکٹ عطا فرما چکے تھے بہزار تکلیف بھوکے پیاسے شہید ہو چکے تھے الخ

ط رسولخدا نے امام حسین کا فدیہ بھی دیدیا لیکن خدا نے فدیہ لیکر بھی امام کو نہ چھوڑا قتل کرا کے تماشا دیکھ ہی لیا۔

ی ہائے افسوس یہ عراقی شیعون کے نجس منحوس ہاتھ اور پاکدامن مقدس خواتین کے کان اے آسمان تو اُسوقت کیون نہ ٹوٹ پڑا اے زمین تو کیون نہ شق ہو گئی ہان صاحب شیعون کے خدا ہی کی مرضی تھی تو پھر کس کے بس کی بات۔

ک بدمعاش ناہنجار عراقی شیعہ امام کی مستورات کی طرف جھانک رہے ہین۔

ل اے خدا وند ہم حضور کی تماش بینی کا ذکر کیا کرین چھوٹا منھ بڑی بات ہے خود ہی فیصلہ فرما لیجیے کہ ان مظالم کا ذمہ دار کون ہے الخ

تمام رسالہ مین اسی قسم کی بدزبانی تمسخر واستہزا کا مظاہرہ کیا گیا ہے بہت سے مقامات پر یہ طرز تحریر اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ ارباب تہذیب اُس کو دیکھنے کی تاب نہین لا سکتے۔

اس رسالہ کی تالیف و ترتیب مین رئیس محترم زعیم مفخم عالیجناب نواب محمد احسان علیخانصاحب آف مالیرکوٹلہ اور جناب قاضی سید اسد اللہ صاحب رئیس بنارس کے اوامر واجب الامتثال بہت زیادہ محرک ثابت ہوئے لہذا احقر آپکی عنایاتکا بالخصوص شکرگذار ہون مؤلف

بسمہٖ سبحانہٗ

قال المخاطب - آخر وہ کون بدبخت شقی القلب سنگدل لوگ تھے کہ جنھون نے ایسی پاک ہستیون کے ساتھ ایسے ایسے سلوک کیے اس سوال کا جواب دینے کے لیے دو فریق آگے بڑھتے ہین ایک شیعہ صاحبان دوسرے اہل سنت صاحبان شیعہ صاحبان یہ تمام مظالم اہل سنت کی طرف منسوب کرتے ہین اور اہل سنت یہ تمام کرتوتین اُن لوگون کی تبلاتے ہین جو امام حسین اور اُنکے پدر بزرگوار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پکے شیعہ محب صادق سچے خیر خواہ ہونے کے مدعی تھے اہل بیت سے تنخواہین لیتے تھے حضرت امیر کی خلافت مین بڑے بڑے عہدون پر فائز تھے الخ -

الجواب خدا جانے کن ذریعے سے آپ کو اس کا علم ہوا کہ شیعہ صاحبان مظالم کربلا کو اہل سنت کی طرف منسوب کرتے ہین ہم نے تو آج تک کسی شیعہ کو نہین دیکھا کہ وہ قاتلان امام کو سنی کہتا ہو کاش آپنے اپنے دعوے پر کوئی معتبر شہادت بھی پیش کی ہوتی چونکہ آپنے محض ایک دعوی بے دلیل و شاہد پر اکتفا کی ہے لہذا یہ کہنا بیجا ہوگا کہ آپ شیعون کی جانب سے اس بدگمانی مین حق بجانب ہرگز نہین ہین اور آپکے اس خود ساختہ الزام کا مقصد اسکے سوا اور کچھ نہین کہ حضرات اہلسنت کے جذبات کو شیعون کی طرف سے بھڑکایا جاوے اور اس اشتعال انگیزی مین

آپ کے جو ذاتی اغراض مضمر ہون گے اون کو آپ ہی بہتر جانتے ہونگے آپ کے
دل کی گہرائیون مین جو باتین پوشیدہ ہونگی اُن کا جائزہ لینا آپ ہی کا کام ہوسکتا ہی
اشقیائے کوفہ و شام جن دلگداز مظالم کے ذمہ دار تھے اُن کو تسنن تو درکنار
اسلام سے بھی کوئی تعلق نہ تھا اگرچہ بظاہر حلقہ بگوش دین اسلام ہونے کے مدعی تھے
لیکن درحقیقت اسلام کشی اُن کا اصلی مذہب تھا اور زرپرستی و دنیا طلبی اُن کا
حقیقی دین و ایمان اُنکا ظاہری اسلام کفر و جاہلیۃ کا ایک بگڑا ہوا مرقع تھا جس سے
اخلاقی خصوصیات کا وہ رنگ بھی اُڑ چکا تھا جو زمانۂ جاہلیت مین سرمایہ افتخار سمجھا
جاتا تھا اور اُنکے ارادات و حرکات سے بے دینی و لامذہبی کو بھی شرم آتی تھی اور کفر
و الحاد بھی بیزار تھا۔

البتہ بغیر کسی عذر کے یہ ضرور کہا جاسکتا ہی کہ ان اہل شقاوت کو اپنے اسلام کش
ارادات مین جو کچھ کامیابی نصیب ہوئی وہ انھین اصول و ضوابط کی روشنی مین نصیب
ہوئی جنکی بنیاد زمانۂ رسالت کے بعد ارباب حل و عقد نے ایوان سقیفۂ بنی ساعدہ
مین ڈالی تھی اور اُنکی حوصلہ افزائی اس سلوک اور طرز عمل سے ہوئی جو صحابۂ کبار نے
اہلبیت رسالت کے ساتھ اختیار فرمایا اُس مبارک عہد سے لیکر زمانۂ خلافت یزید تک
جن عقائد و جذبات کی پرورش سینون مین ہوتی رہی اُن کی نشو و نما کی آخری رفتار
اُن ننگ انسانیت افعال پر ہوئی جو سرزمین نینوا پر واقع ہوے۔ صفحات
تاریخ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھکر مبادی و مقدمات سے نتائج تک پہونچنے کی
صلاحیت رکھنے والے دل و دماغ اس حقیقت کو بے عذر تسلیم کرلینے پر مجبور

ہو جاتے ہین کہ خلافت نبویہ کو عالم وجود مین لانے اور اُسکے اقتدار کو دنیا مین قائم کرنے کے لیے جن اصول اور جن عقائد وخیالات کی اُس مبارک عہد مین عام طور سے ترویج کی گئی اُنھون نے عوام کے دلون مین کوئی خوشگوار اثر نہین پیدا کیا اس خیر القرون کی پاک شخصیتون نے مذکورہ بالا دینی مقصد کے حصول کو پیش نظر رکھکر جو روش اور طرز عمل اختیار کیا انھین پر بعد کے تمام حوادث و واقعات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے - اہل کوفہ و مصر نے حضرات صحابہ کرام کی سرکردگی مین قتل حضرت عثمان جیسے جرم عظیم کا ارتکاب انھین نظریات وعقائد کو نظر کے سامنے رکھکر کیا اہل عراق نے اُنھین اصول اور طریقون کے ماتحت جناب امیر علیہ السّلام کے ہاتھون پر بیعت کی اور پھر مختلف نازک مواقع مین انتہائی مشکلات کا سبب بنتے رہے یہانتک کہ خاندان بنی امیہ کی خلافت وامارت تسلیم کرکے اپنے ارادات وحرکات سے یہ ثابت کردکھایا کہ وہ اصول ونظریات نہ صرف خاندان رسالت بلکہ دین اسلام کے لیے بھی کتنے خطرناک اور تباہ کن تھے اور وہ ایمانی دنیا مین کیسے مہلک نتائج پیدا کرسکتے تھے -

اب رہا دوسرا دعوی کہ اہل سنت تمام مظالم کو شیعون کے ذمہ عائد کرتے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب سے پیشتر جہانتک مجھے معلوم ہے باخبر اہل سنت کی جانب سے شیعون پر مظالم کربلا کا الزام کبھی وارد نہین کیا گیا ممکن ہے کہ موصوف سے پہلے بھی کسی ناعاقبت اندیش اور فکر انجام سے خالی دل ودماغ مین پیدا ہوا ہو مگر اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ اس بے بنیاد الزام کو

اُنھین کی تحریرات نے فروغ دیا اور آپ نے بھی اپنے عواقب سے غافل ہو کر اُنھین کے راگ کو دُہرا کر دل کے جلے پھپھولے توڑنے کی ہوس کی ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی تحریرون کے متعدد شافی وکافی جوابات شیعون کی طرف سے طبع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہین لہذا محض الزامات کی فہرست کو دُہرانے مین عمر عزیز کو ضایع کرنے سے زیادہ مناسب آپ کے لیے یہی ہوتا کہ اُن جوابات پر نقد وتبصرہ کرتے جس سے آپ کے جوہر کمالات بھی دنیا پر روشن ہوتے اور عوام ناس کو بحث کے ہر پہلو پر پورا غور کر کے حق وباطل کے پرکھنے کا عمدہ موقع ملجاتا۔

انصاف پسند دنیا میرے اس دعوے کی سچائی مین شبہہ نہین کر سکتی کہ جن لوگون پر واقعات کربلا کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اُن کے دلون مین نور اسلام کا اثر مطلق نہ تھا وہ لوگ اسلام کے دامن پر ایسے بدنما داغون کی حیثیت رکھتے تھے جن کے مہلک اثرات تاقیامت مٹنے والے نہین ہین اسلیے یہ سوال پیدا ہی نہین ہوسکتا کہ اُن کا تعلق درحقیقت اسلام کے کس فرقہ سے تھا اور وہ کس مذہب کے پیرو تھے مگر چونکہ اس زمانہ مین ان افتراق پسند لوگون کی طرف سے یہ سوال خواہ مخواہ اُٹھایا جاتا ہے جنکے مخصوص اغراض کیلیے اتحاد بین المسلمین سے زیادہ سم قاتل اور کوئی شے نہین ہوسکتی لہذا وقت عزیز کی مفت بربادی کا خیال نہ کرتے ہوئے اسکی تفتیش وتنقیح مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اشقیائے کوفہ جس قسم کی اسلامیت کی آڑ لیکر دین وملت کا خون بہا رہے تھے وہ کس فرقہ کے عقائد مسلمہ پر منطبق ہوسکتی ہے۔ جو مطلب پرست حضرات ناواقف دنیا کو یہ دکھانا چاہتے ہین

کہ قاتلان امامؑ شیعہ تھے اُن کو یہ بات نظر انداز نہ کردینی چاہیے کہ کتب تواریخ کے اوراق جن حقائق و واقعات کی صدیوں سے حفاظت کرتے چلے آتے ہیں اُنپر پردہ ڈالنا آسان کام نہیں ہی اور نہ یہ اُن کے اختیار کی بات ہے کہ واقعات سے نتائج کی طرف عقل سلیم کی رفتار حیلہ و فریب کو سنگ راہ بنا کر روکدی جاسکے یہ حقیقت عالم کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رکھی جاسکتی کہ نہ صرف وہی لوگ جنکی بداعمالیوں نے دشت کربلا کو خاندان رسالت کے مقدس خون سے گلرنگ کردیا اجماع و شوریٰ کے گرویدہ اور مادی قہر و غلبہ کے فرلفیتہ تھے خلافت نبویہ کو بیعت اہل حل و عقد کا معمولی کرشمہ تصور کرتے تھے بلکہ جن ارکان ملت نے مدینہ طیبہ کو دارالحرب قرار دیا اور مختلف بلاد و امصار کے لوگوں کو دعوت جہاد دیکر حضرت عثمان کے مقدس خون کو مباح قرار دیا اور حادثۂ کربلا کے بعد حرم نبوی میں صحابۂ کرام کا خون بیدریغ بہایا اُن کی عزت و ناموس کو کمال بیدردی سے برباد کیا نیز حرم خداوندی میں ہنگامہ کارزار گرم کرکے خانۂ خدا کی انتہائی بیحرمتی کے مجرم ہوئے وہ بھی صحابۂ کرام کے اُنھیں اصول و نظریات کو بنیاد اسلام تصور کرتے تھے اور اُن تمام شرمناک کرتوت کے باوجود اسکے مدعی تھے کہ وہ سچے مسلمان ہیں اور جو کچھ کررہے ہیں وہ فسق و فجور کفر و الحاد نہیں بلکہ بہت بڑی اسلامی خدمت ہے جسکو انجام دینا اُنکا دینی فرض ہے مجھے اکابر صحابہ کے ایجاد کیے ہوئے اصول و عقائد پر نقد و تبصرہ اسوقت مدنظر نہیں ہی مگر یہ بات کہنے میں ضرور آتی ہی کہ عہد صحابہ میں جو خیالات و جذبات

پھیلائے گئے اور جسطرح کی عملی مثالین پیش کیگئین اُنھین کے یہ تلخ ثمرات حاصل
ہوے کہ دنیا پرست اور لامذہب افراد کو احکام خداوندی کی کھلی مخالفت شعائراللہ
کی بیدریغ توہین کے باوجود اپنے آپ کو پیرو اسلام ظاہر کرنے کا موقع ہاتھ آگیا
محض اسلیے کہ اُنھون نے جو کچھ کیا انھین اصول وعقائد کی حمایت مین کیا
اور حد درجہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ علمائے اسلام نے بھی اُن
ننگ انسانیت افراد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے عوض
اُن کی حمایت کا بیڑا اُٹھالیا اُن کی حرکات وسکنات کی نئی نئی تاویلین
کرنے لگے اُن کے اعمال وافعال کو ملکۂ اجتہاد کا کارنامہ قرار دیکر ناواقف
دنیا کو یہی سمجھایا کہ یہ لوگ مجتہد زمانہ تھے اُن کے تمام کرتوت قوت اجتہاد کا
نتیجہ تھے لہذا اُن پر مخالفانہ نکتہ چینی ناروا ہوگی۔ اس مقام پر ناظرین کو ملا علی قاری
جیسے عالم متبحر کے مندرجہ ذیل ارشاد کو بہ نظر عبرت ملاحظہ کرکے یہ اندازہ
کرلینا چاہیے کہ علمائے اہل سنت نے کسقدر خالص ارادت اور پختہ عقیدت
کے ساتھ اجماع وشورے کے طرفدارون کی حمایت وعیب پوشی کا حق
ادا کیا ہے اور بدگمان دنیا کے سامنے اُن کے عیوب کو ہنر ظاہر کرنیمین
کتنی سرگرم کوششین کی ہین۔

ملا علی قاری کی طرف سے عمر بن سعد کی پرزور حمایت

قال ابن معین فی عمر بن سعد کیف یکون من قتل الحسین ثقة انتہی

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ ابن معین نے عمر بن سعد کی بابت
کہا کہ قاتل حسین ثقہ (قابل اعتبار) کیونکر ہوسکتا ہے
مین کہتا ہون کہ خدا انصاف پسندون پر رحم کرے

تعجب تو اُن لوگون سے ہے جو عمر بن سعد کی
احادیث اپنی کتابون مین اُسکا حال جاننے
کے باوجود درج کرتے ہین بیشک کلام میرک
تمام ہوا اب ملا علی قاری فرماتے ہین (اسمین
یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عمر بن سعد خود تو مباشر
قتل حسین ع ہوا نہین اب رہا یہ امر کہ وہ فوج
کوفہ کے ساتھ تھا تو امید ہے کہ اس مین اُسکے
اجتہاد کو دخل رہا ہوگا اور بعد مین اُسکا حال
درست اور مآل پاکیزہ و بخیر ہوگیا ہوگا اور آخر
ایسا کون ہو سکتا ہے جو کسی گناہ کے صادر
اور کسی لغزش کے ظاہر ہونے سے محفوظ و سالم
رہگیا ہو پھر بالخصوص عمر بن سعد کو بے اعتبار
ٹھہرانے کی کیا وجہ) اگر اتنی سی بات سے
اُسپر بے اعتمادی کا دروازہ کھولدیا جاوے
تو صاحبان عقل مشکل مین پڑجائینگے۔

یہ صحابی زادہ مجتہد
تھا اُسکا انجام
بخیر ہوگا

اقول رحم الله من انصف والعجب ممن یخرج حدیثه فی کتبهم مع علمهم بحاله تم کلام میرک وفیه انه لم یباشر قتله ولعل حضوره مع العسکر کان بالرای والاجتهاد ربما حسن حاله وطاب مآله ومن الذی سلم عن صدور معصیته وظهور زلته منه فلو فتح هذا الباب اشکل الامر علی ذوی الالباب۔

شرح مشکوۃ منقول
از تشئید المطاعن
جلد دوم

دیکھیے یہ وہی عمر بن سعد ہے جو باتفاق مورخین محض حکومت رے کی طمع مین قاتلان
حسین ع کی فوج کا قائد اعظم اور مطلق العنان امیر الامرا بنکر آیا تھا اور جملہ سیہ کاریان
اُسی کی مرضی اور احکام و ہدایات کے ماتحت واقع ہوئین ملا علی قاری اُسکی

کئی مخلصانہ طرفداری وحمایت فرمارہے ہیں اوّلاً یہ عذر کیا کہ وہ خود مباشر قتل حسینؑ نہ تھا
یہ حادثۂ کبریٰ اُسکے ہاتھوں سے واقع نہیں ہوا ہاں لشکر کے ساتھ اُسکا حاضر رہنا تو
امید ہے کہ یہ فعل اُسکا اجتہاد کی بنا پر واقع ہوا ہوگا **ثانیاً** یہ توقع ظاہر کیگئی کہ اُسکا
حال درست اور انجام پاک اور بخیر ہوگیا ہوگا اس کلام میں واقعہ قتل فرزند رسول اور
بربادی خاندان رسالت کی عظمت واہمیت کو جس حد تک گھٹا کر ظاہر کیا گیا ہے
وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی کاش اسی پر قناعت کی ہوتی مگر ایسا نہیں ہوا
بلکہ صاف صاف اس بدترین جرم کو اُن معمولی معصیتوں اور ہلکی لغزشوں میں داخل کیا
گیا جس سے انسان عام طور سے محفوظ نہیں رہ سکتا لوگوں سے عموماً سرزد ہوا ہی کرتے
ہیں لہذا قابل اعتنا نہونگی۔

عمر بن سعد کی خطاؤں پر آخر کلام میں نہایت ایمانداری سے عجیب لہجے میں جناب ارشاد فرمائی ہے کہ اگر
نظر کرنا ارباب عقل کو ایسے ہی امور کو وجہ الزام بنا کر ایکمرتبہ جرح و قدح کا فتح الباب کر دیا جائے
مشکلات میں ڈالدیگا تو ارباب عقل گرفتار مشکلات ہوجائینگے اس ارشاد نے یہ حقیقت بالکل بے نقاب
کردی کہ عمر بن سعد نے جو کچھ کیا وہ کوئی نئی بات نہ تھی نہ اس میں وہ منفرد و لاثانی ہو بلکہ بحکم
ارکان ملت ومقتدایان مذہب بھی ایسی ہی لغزشوں اور معصیتوں (یعنی بغض و عداوت
اہلبیت اور ایذا و تذلیل عترت طاہرہ) سے پاک دامن نہ تھے لہذا اگر عمر بن سعد کے خلاف
نکتہ چینی اور بے اعتمادی کا دروازہ کھولدیا گیا تو ارباب عقل بڑی مشکل میں پھنس جائینگے
تمام مذہبی روایات ناقابل اعتبار ہوجائینگی اور مذہب کی خیر نہ رہے گی

قاتلان حسینؑ کی اس سوال کے حل ہونے کے لیے کہ قاتلان امام کس فرقہ سے مذہبی حالت کا ظاہری تعلق رکھتے تھے مندرجہ ذیل امور کی تنقیح لازم ہے
انکشاف تنقیحات (۱) شیعہ امامیہ اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مابین امامت و خلافت کے معاملہ مین بنیادی واصولی اختلافات کیا کیا ہین؟ ذیل پر منحصر ہے
(۲) قرون اولے مین شیعہ امامیہ (بقول اہلسنت روافض) ہی لقب "شیعہ" سے ملقب تھے یا اہل سنت بھی اسی لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔
اور اس معاملہ مین اکابر علمائے اہل سنت کے دعاوی کیا ہین؟
(۳) صحابۂ کرام اور اہل کوفہ کی اکثریت نے جناب امیرعؑ کی بیعت و اطاعت کن اصول کے ماتحت قبول کی تھی اور یہ لوگ دیگر خلفائے راشدین کی شان مین کیسا عقیدہ رکھتے تھے؟
(۴) قتل حضرت عثمان اور واقعہ ہائلہ حرّہ او رہجر متی خانہ کعبہ کے ایسے شرمناک جرائم کن لوگون سے واقع ہوے اور اُن کے متعلق اہل سنت کس قسم کا عقیدہ رکھتے ہین؟
(۵) سبط رسول شہید مظلوم امام حسین علیہ السلام کی شہادت کبریٰ کے واقعہ مین صحابۂ کرام و تابعین کا رویہ کیا رہا اور اُن کی کوئی فرد قاتلان امام کی فوج مین مصروف کار تھی یا نہین اور جو لوگ اہلبیت رسولؐ کی تذلیل وخانہ بربادی کے اصل بانی و ذمہ دار تھے اُن کی طرف سے علمائے اہل سنت کے عقائد وخیالات کیا ہین؟
تنقیح اوّل امر اوّل کی تنقیح کیلیے زیادہ کدوکاوش کی حاجت نہین اگرچہ توحید ونبوت وغیرہ اصول دین مین بھی ان دونون فرقہائے

اسلام کے مابین شدید اختلاف عقائد موجود ہے لیکن بالخصوص مسئلہ امامت وخلافت
مین بنیادی اختلافات اس حد تک شہرت پذیر ہوچکے ہین کہ انکی تفصیل غیر ضروری
ہوگئی ہے پھر بھی چند علمائے اہلسنت کی تحریرات یہان نقل کیجاتی ہین جن سے
صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس مسئلہ مین یہ دونو فرقے کس حد تک متضاد عقائد رکھتے ہین
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کی مشہور کتاب تحفہ اثنا عشریہ کے مندرجہ ذیل اقتباسات
مسئلہ امامت مین شیعہ سنی کے اصولی اختلافات کو واضح کردینے کیلئے کافی ہونگے

عقیدہ سوم آنکہ امام را معصوم بودن — تیسرا عقیدہ یہ کہ علم واجتہاد مین امام کو معصوم ہونا
از خطا در علم اجتہاد ضرور نیست ونہ امتناع — ضروری نہین ہر اور صدور گناہ کا ممتنع ہونا شرط
صدور گناہ از و شرط امامت است — امامت ہر ہان یہ البتہ ہونا چاہیے کہ نصب خلافت کے
آرے در وقت نصب باید کہ مرتکب — وقت وہ شخص کبیرہ گناہون کا مرتکب اور صغائر
کبائر و مصر بر صغائر نباشد کہ معنے — پر اصرار کرنے والا نہو عدالت کے یہی معنی ہین
عدالت است و ہمین است مذہب — اور اہل سنت کا مذہب یہی ہے شیعہ خصوصًا
اہل سنت و شیعہ خصوصًا امامیہ و سماعیلیہ — امامیہ و اسماعیلیہ کہتے ہین کہ علم و عمل مین خطا
گویند کہ عصمت از خطا در علم و از گناہ — و گناہ سے معصوم ہونا اسی معنی سے شرط
در عمل بمعنے امتناع صدور کہ خاصۂ انبیاء — امامت ہر جو کہ انبیاء کے لیے مخصوص ہر یعنی امام
ست شرط امامت است۔ — سے بھی صدور گناہ اسیطرح ممتنع ہونا چاہیے جسطرح
انبیاء سے ممتنع ہونا لازم اور شرط نبوت ہے۔

عقیدہ چہارم امام را لازم نیست کہ منصوص باشد — چوتھا عقیدہ یہ کہ امام کو خدا کی جانب سے منصوص ہونا

واجب است کہ وقت حاجت بر وفق مصلحت آن وقت یکی را از خود رئیس سازند...... امامیہ گویند کہ نصب امام بر خدا واجب است پس می باید کہ منصوص باشد از جانب خدا۔

لازم نہیں ہے کیونکہ اسکا نصب کرنا مکلفین کے ذمہ واجب ہے کہ بوقت حاجت مصلحت وقت کے موافق اپنی جماعت میں سے ایک شخص کو اپنا رئیس بنا لیں ...... امامیہ کہتے ہیں کہ امام کا مقرر کرنا خدا پر واجب ہے لہذا ضروری ہے کہ خدا کیجانب سے منصوص ہو۔

عقیدہ پنجم آنکہ امام را لازم نیست کہ عنداللہ افضل از جمیع اہل عصر خود باشد

پانچواں عقیدہ یہ کہ امام کے لیے یہ لازم نہیں ہے کہ خدا کے نزدیک اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے افضل ہو

عقیدہ ششم آنکہ امام بعد از رسول ص بلا فاصلہ ابوبکر صدیق است و ہمین است مذہب اکثر اہل اسلام و شیعہ متفرد اند بانکار این عقیدہ و قدر مشترک در جمیع فرق شیعہ آنست کہ امام بعد از رسول ص بلا فاصلہ جناب امیر است و ابوبکر غاصب بود بتغلب و حیلہ امیر را از منصب امامت دفع نمود و خود بر آن قائم شد۔

چھٹا عقیدہ یہ کہ امام بعد رسول ص بلا فاصلہ ابوبکر صدیق ہیں اور اکثر اہل اسلام کا یہی مذہب ہے شیعہ اس عقیدہ کے انکار میں متفرد ہیں اور شیعوں کے تمام فرقہ اس رائے میں مشترک ہیں کہ امام بعد رسول ص بلا فاصلہ جناب امیرع ہیں اور ابوبکر غاصب تھے انھوں نے تغلب (زبردستی) و حیلہ سے جناب امیرع کو منصب امامت سے ہٹا دیا اور خود جم گئے

ان تمام اقتباسات سے مندرجہ ذیل اختلافات عقائد کی تصریح و توضیح ہوتی ہے

(۱) اہلسنت کے نزدیک خطا و عصیان سے امام کو معصوم ہونا ضروری نہیں ہے مگر شیعہ امامیہ کا

عقیدۂ مسلمہ اسکے خلاف ہے اُن کے نزدیک امام کو علم و عمل مین عصمت مطلقہ کے اُس درجہ پر
ہونا لازم ہے جو انبیا کا خاصہ ہے عصمت کے معاملہ مین اُن کے نزدیک نبی و امام مین
کوئی فرق نہین ہے۔

(۲) اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ امام کو خداوند عالم کی جانب سے منصوص ہونا
لازم نہین ہے بلکہ شاہ صاحب کے متعدد ارشادات مین اسکی تصریح موجود ہے کہ امام
کا خدا کی جانب سے منصوص ہونا مفاسد کا سبب ہوگا منصوص نہونا ہی انسب اور مصلحت
سے قریب تر صورت ہے۔ اسکے خلاف شیعون کا عقیدہ یہ ہے کہ بدون نص خداوند عالم
کوئی شخص امام نہین ہو سکتا اور نہ خلق اللہ کو اسکا اختیار ہے کہ کسی شخص کو کسی عنوان سے
امام برحق بنا سکے۔

(۳) امام کو خدا کے نزدیک تمام اہل زمانہ سے افضل ہونا اہل سنت لازم نہین
سمجھتے اُن کا عقیدہ یہ ہے کہ افضل کے ہوتے ہوسے اُس سے کم درجہ
کا شخص بھی اس منصب جلیل پر فائز کیا جاسکتا ہے مگر شیعہ امامیہ کا عقیدہ اس سے
مخلف ہے اُنکے نزدیک افضلیت مطلقہ شرط امامت ہے۔

(۴) اہل سنت کے تمام فرقے بعد رسول حضرت ابوبکر کو امام بلافصل مانتے ہین مگر شیعہ
امامیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ امام بلا فاصلہ جناب امیرؑ ہین اور خلافت و امامت کے
باب مین حضرات شیخین کے متعلق اس فرقہ کے عقائد وہی ہین جنکی ترجمانی شاہ صاحب
کے الفاظ کر رہے ہین اور وہ عقائد خود جناب امیر المومنین و عم رسول جناب
عباس کے اُن خیالات کی پیروی کرتے ہوسے قائم کیے گئے ہین جنکی تصریح

صحیح مسلم کی اس حدیث مین کہگئی ہے۔

قال فلما توفی رسول اللہ صلعم قال
ابو بکر انا ولی رسول اللہ ص فجئتما
تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب
ھذا میراث امرأته من ابیھا فقال
ابو بکر قال رسول اللہ صلعم ما نورث
ما ترکناہ صدقة فرأیتماہ کاذبا آثما
غادرا خائنا واللہ یعلم انه لصادق
بار راشد تابع للحق ثم توفی ابو بکر
وانا ولی رسول اللہ وولی ابو بکر فرأیتمانی
کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم
انی لصادق بار راشد تابع للحق الخ
صحیح مسلم جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ

(حضرت عمر جناب امیر و جناب عباس سے مخاطب
ہوکر فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلعم نے وفات
پائی تو ابو بکر نے کہا کہ مین رسول کا ولی ہون
پس تم اُن کے پاس اپنی میراث مانگنے کے لیے
آئے تم (عباس) اپنے بھتیجے کی طرف سے میراث
کے دعویدار تھے اور یہ (علی بن ابیطالب)
اپنی بیوی کی میراث اُنکے باپ کیطرف سے طلب کررہے تھے۔
ابوبکر نے جواب دیا رسول نے فرمایا ہے ہم
کسی کو وارث نہین بناتے۔ جو کچھ چھوڑ جاتے ہین
وہ صدقہ ہوتا ہے اس جواب پر تم نے اُن
بزرگ جھوٹا گنہگار۔ غدار خائن سمجھ لیا حالانکہ
خدا جانتا ہے کہ وہ سچے پاکباز ہدایت یافتہ اور
تابع حق تھے پھر جب وہ دنیا سے گئے اور مین نے
کہا کہ مین رسول اور ابو بکر کا ولی ہون تو تم لوگون نے
مجھے بھی جھوٹا۔ گنہگار غدار خائن ٹھہرایا حالانکہ
خدا کو معلوم ہے کہ مین سچا راست باز صاحب
رشد اور تابع حق ہون۔

ان تمام اختلافات کے واضح ہوجانے کے بعد بھی اگر اس دعوے پر اصرار کیا جائے
کہ جن کوفیون پر قتل امام کا الزام عائد ہوتا ہے وہ شیعہ امامیہ تھے تو یہ بھی ثابت کرنا ہوگا
کہ وہ مذکورۂ بالا شیعی عقائد و خیالات کے پیرو تھے اور اہل سنت کے عقائد مندرجہ
بالا سے اُن کو کوئی علاقہ نہ تھا اس کا ثبوت نہ دینے کی صورت مین شیعہ امامیہ کو ملزم
ٹھہرانے کی نیت سے اس طعن آمیز دعوی کو دُہراتے رہنا ایک ایسا فعل ہوگا
جس پر حماقت ویے دانشی بھی خندہ زن ہوے بغیر نہین رہ سکتی۔

تنقیح دوم امر دوم کی تنقیح پہلی تنقیح سے وابستہ ہے جبکہ کسی شہادت سے
یہ ثابت کرنا ممکن نہین ہے کہ جو اہل کوفہ خاندان رسالت کی
تباہی کے مجرم تھے اور ارتکاب جرم سے پیشتر اس خاندان کے بظاہر طرفدار
نظر آتے تھے وہ تولا و تبرا مین عقائد شیعہ امامیہ کے پیرو تھے امیر المومنین کو
معصوم مطلق و امام بلا فاصلہ تسلیم کرتے تھے نیز حضرات شیخین کی شان مین وہی
ناگفتہ بہ جذبات وخیالات رکھتے تھے جو شاہ عبد العزیز کے ارشاد اور حدیث
صحیح مسلم مین مذکور ہین تو لامحالہ یہ ماننا پڑیگا کہ اُنکے تشیع کی اصلیت بس اتنی ہی تھی کہ
بعد قتل عثمان امیر المومنین ع کو چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے ہوے آپکی بعیت و اطاعت
انھین اصول و نظریات کے ماتحت قبول کرلی تھی جو پہلے سے دلون پر نقش ہوچکے تھے
یہ ہرگز ثابت نہین کیا جاسکتا کہ حضرت عمر کے آباد کردہ شہر کوفہ کے باشندے تبرائی
مذہب مین داخل ہوگئے تھے۔ کتب تواریخ شاہد ہین کہ بعد قتل حضرت عثمان خود
صحابہ کرام اور اُن کے تابعین دو جماعتون مین منقسم ہوگئے تھے ایک جماعت نے

اصول اجماع کے ماتحت امیر المومنینؑ کی بیعت قبول کی وہ "شیعہ علی" کے لقب سے مشہور ہوئے دوسری جماعت نے آپ کی خلافت تسلیم کرنے سے قطعی انکار کر دیا اس کا لقب "عثمانیہ" مشہور ہوا اُن میں سے چند سر برآوردہ اشخاص کے اسما بنا بر تصریح مورخ ابن اثیر یہ ہیں۔

و بایعت الانصار الا نفرا یسیرا منهم حسان بن ثابت و کعب بن مالک و مسلمة بن مخلد و ابو سعید الخدری و محمد بن مسلمة و نعمان بن بشیر و زید بن ثابت و رافع بن خدیج و فضالة بن عبید و کعب بن عجرة و کانوا عثمانیة ۔ کامل جلد ۳ ص۲

گروہ انصار نے جناب امیر کی بیعت کی مگر چند حضرات اُس سے مستثنیٰ رہے اُن کے نام یہ ہیں۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک۔ مسلمہ بن مخلد۔ ابو سعید خدری محمد بن مسلمہ نعمان بن بشیر۔ زید بن ثابت۔ رافع بن خدیج فضالہ بن عبید۔ کعب بن عجرہ۔ یہ لوگ عثمانی جماعت بن گئے تھے۔

نیز طبقات ابن سعد میں ہے جلد ۶ ص۱

کان زر بن حبیش یحب علیا و کان ابو وائل یحب عثمان ۔

زر بن حبیش محب علی تھے اور ابو وائل عثمان کی محبت رکھتے تھے۔

پھر اُسی کتاب میں مذکور ہے جلد ۶ ص۸

قال رأیت عبد الرحمان بن ابی لیلی و عبد اللہ بن عکیم و کان هذا یحب علیا و هذا یحب عثمان ۔

میں نے عبد الرحمان بن ابی لیلی اور عبد اللہ عکیم کو دیکھا وہ (عبد الرحمان) علی کو دوست رکھتے تھے اور یہ (عبد اللہ) عثمان سے محبت رکھنے والے تھے۔

تمام اہل شام انھین صحابہ کرام وتابعین عظام کی پیروی کر کے عثمانیہ جماعت بنگئے تھے
بمقابلہ اُن کے اکثر اہل کوفہ نے حضرت امیر المومنینؑ کا ساتھ دیا اور "شیعہ علی"
کے لقب سے مشہور ہوے مگر یہ بات نہ تھی کہ جماعت عثمانیہ کے خیالات رکھنے والے
کوفہ مین موجود نہ رہے ہون بلکہ وہان بھی عثمانیہ خیالات وجذبات رکھنے والے
کثیر تعداد مین موجود تھے۔ تاریخ کامل مین ہے۔ جلد ۳ صد ۱۲۹

ثم مضی حتی مر بالنا عطیین وکان کلھم عثمانیۃ۔ جناب امیرؑ کا گذر ناعطیین کیطرف سے ہوا یہ لوگ سب کے سب عثمانی تھے۔

مورخ ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتے ہین۔ جلد ۴ صد ۹۲

ونادوا فی الجبانۃ یالثارات الحسین فسمعھا یزید بن عمیر ذی مران الھمدانی فقال یالثارات عثمان فقال لھم رفاعۃ بن شداد ما لنا ولعثمان لا اقاتل مع قوم یبغون دم عثمان۔ یعنے جب انصار مختار نے مقام جبانہ مین پہونچکر یالثارات الحسین کی آواز بلند کی تو یزید بن عمیر ہمدانی نے اُن کی صدا سُنکر یالثارات عثمان کا نعرہ مارا رفاعہ بن شداد نے لوگون سے کہا کہ ہمکو عثمان سے کیا غرض۔ مین اُس قوم کے ساتھ ہو کر نہ لڑونگا جو خون عثمان کا قصاص چاہتی ہے۔

آیندہ معلوم ہوگا کہ میدان کربلا مین ایسے لوگ موجود تھے جو انصار حسینؑ کے مقابلہ مین جماعت عثمانیہ کے جذبات کا علانیہ اظہار کر رہے تھے اور اُنکے طرز عمل سے یہ بات پوشیدہ نہین رہگئی تھی کہ وہ خون عثمان کا انتقام لینے کے لیے فرزند رسولؐ کے مقابلہ مین صف آرا ہوے ہین
پھر ان باتون سے چشم پوشی کر کے قاتلان حسینؑ پر شیعیت کا الزام لگانا کسیطرح عقلمندی کا مقتضی نہین ہوتا

علمائے اہلسنت کے   علمائے اہل سنت نے بہ کمال فخر و ناز اسکی تصریح فرمائی ہے
بیانات زمان سابق کہ قرون اولے مین اہل سنت ہی "شیعہ علی" کہے جاتے
مین اہلسنت ہی   تھے شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین۔
"شیعۂ علی"   "باید دانست   جاننا چاہیے کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ زمان سابق مین
کہے جاتے تھے   کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ مین "شیعہ" سے ملقب تھے جب غلاۃ و
اندر زمان سابق بشیعہ ملقب بودند و چون غلاۃ   روافض و زیدیہ و اسماعیلیہ نے اپنے لیے یہ
و روافض و زیدیہ و اسماعیلیہ این لقب خود را   لقب اختیار کر لیا تو اشتباہ کے خوف سے
ملقب کردند خوفا عن الالتباس فرقہ سنیہ   فرقہ سنیہ و تفضیلیہ نے اپنا لقب اہل سنت و
و تفضیلیہ خود را باہل سنت و جماعت ملقب   جماعت قرار دے لیا اس سے واضح ہوا کہ
کردند حالا واضح شد کہ آنچہ در کتب قدیمہ واقع   پرانی کتابون مین جہان یہ کہا گیا ہو کہ فلان شخص
میشود کہ فلان من الشیعۃ او من شیعۃ علی   شیعہ ہے اور فلان شخص شیعہ علی ہے حالانکہ وہ
حالانکہ او از روسائے اہل سنت و جماعت   مذہب اہل سنت کے روسا مین سے ہے تو یہ
است راست است۔ تحفہ ص۱۱   بات بالکل درست ہے

نیز اسی کتاب مین ہے۔

فرقہ شیعہ اولی و شیعہ مخلصین کہ پیشوایان   فرقہ شیعہ اولی و شیعہ مخلصین جو کہ اہل سنت کے
اہل سنت و جماعت اند برروش جناب   پیشوا ہین جناب مرتضے کی روش پر چلتے تھے
مرتضوی بودند ص۲

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہین۔

شیعہ اولی عبارت اند از جمیع مہاجرین و انصار کہ اکثر آنہا در رکاب سعادت مآب جناب مرتضوی بحرب بغات قیام ورزیدہ اند ص۶

شیعہ اولے سے مراد جمیع مہاجرین وانصار ہین جن مین سے اکثر نے ہمراہ رکاب سعادت مآب جناب مرتضےٰ باغیون سے جدال وقتال کیا۔

پھر اسی کتاب مین لکھتے ہین

اول کسیکہ بہ شیعہ ملقب شد جماعت از مہاجرین وانصار وتابعین ایشان اند کہ مشایعت ومتابعت حضرت مرتضیٰ نمودند در وقتیکہ جناب ایشان خلیفہ شدند ص۶

پہلے پہل جو لوگ "شیعہ" سے ملقب ہوئے وہ مہاجرین وانصار اور اُنکے تابعین تھے جنھون نے حضرت مرتضےٰ کی پیروی اسوقت اختیار کی جب کہ آپ خلیفہ ہوئے۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین لکھتے ہین

وشیعۃ اھل البیت ھم اھل السنۃ والجماعۃ لانھم الذین احبوھم کما امرھم اللہ ورسولہ واما غیرھم فاعدائھم فی الحقیقۃ۔

اہل سنت وجماعت ہی شیعہ اہل بیت ہین کیونکہ یہی لوگ حکم خدا ورسول کے موافق اُن کی محبت رکھتے ہین اہل سنت کے سوا دوسرے لوگ درحقیقت محب اہلبیت نہین بلکہ اُن کے دشمن ہین۔

حافظ ذہبی میزان الاعتدال مین تذکرہ ابان بن تغلب کے ذیل مین لکھتے ہین۔

ابان بن تغلب الکوفی شیعی لکنہ صدوق فقد وثقہ احمد وابن معین وابو حاتم وقال کان غالیا فی التشیع

خلاصۂ عبارت یہ ہے۔ ابان بن تغلب کوفی شیعہ تھا مگر سچا تھا احمد وابن معین وابو حاتم نے اسکی توثیق کی ہے اور ابو حاتم کا قول ہے کہ وہ تشیع مین غالی تھا

فلقائل ان يقول كيف ساغ توثيق مبتدع وحد الثقة العدالة والاتقان فكيف يكون عدلا من هو صاحب بدعة وجوابه ان البدعة على ضربين صغرى كغلو التشيع او كالتشيع بلا غلو ولا تحرف فهذا كثير من التابعين وتابعيهم مع الدين والورع والصدق فلو ذهب حديث هولاء لذهب جملة من آثار النبوة وهذه مفسدة بينة والبدعة الكبرى كالرفض الكامل والغلو فيه والحط على ابي بكر وعمر والدعاء الى ذلك فهذا النوع لا يحتج بهم ولا كرامة

جلد اول صہ

اس مقام پر کہنے والا یہ کہسکتا ہے کہ کسی بدعتی شخص کی توثیق (قابل اعتبار ٹھہرانا) کیونکر جائز ہوا حالانکہ ثقہ کی تعریف عدالت ہے اور صاحب بدعت کس طرح عادل ہوگا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بدعة کی دو قسمین ہین ایک بدعة صغرٰی مثلاً غلو تشیع یا تشیع بلا غلو۔ یہ قسم بدعت بہت سے تابعین اور انکے اتباع مین صاحب دین و ورع و صدق ہونیکے باوجود پائے جاتے تھے پس اگر اُن کی حدیثونکو غیر معتبر کر دیا جائے تو آثار نبوت کا بڑا حصہ ہاتھ سے جاتا رہیگا اور یہ ایک کھلا ہوا مفسدہ ہے دوسری قسم بدعت کبریٰ ہے مثلاً رفض کامل اور رافضیت مین غلو اور ابو بکر و عمر کی قدر و منزلت کو گھٹانا اور اُسکی طرف دوسرون کو دعوت دینا تو اس قسم کی بدعت کرنے والون کو ہم لائق احتجاج نہین ٹھہراتے اور نہ اُن مین کوئی کرامت سمجھتے۔

عامر بن واثلہ صحابی کا تشیع حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب مین لکھتے ہین۔

كان ابو الطفيل عامر بن واثلة يتشيع في علي ويفضله ويثني على الشيخين ابي بكر وعمر رضي الله عنهما ويترحم على عثمان رض

ابو الطفیل عامر بن واثلة صحابی علی کے بارے مین شیعی خیالات رکھتے تھے اور شیخین کے مداح وثناخوان تھے اور حضرت عثمان پر ترحم کرتے تھے۔

امام نسائی ابن خلکان نے امام نسائی کے حالات کے ذیل مین لکھا ہے۔

كان يتشيع الامام ابو عبد الرحمان بن شعيب النسائي خرج الى دمشق ودخل فسئل عن معاوية وما روی من فضائله فقال ما اعرف له فضيلة الا لا اشبع الله بطنه وكان يتشيع فما زالوا يدفعون في خصيته حتى اخرجوه من المسجد - وفيات الاعيان

امام نسائی داخل دمشق ہوئے تو وہان کے لوگون نے اون سے معاویہ کے باب مین اظہار خیال کی فرمائش کی اور وہ حدیثین پوچھین جو فضائل معاویہ مین مروی ہین اونھون نے جواب دیا کہ مین "لا اشبع الله بطنه" کے سوا اور کچھ نہین جانتا امام نسائی شیعی خیالات رکھتے تھے اون کے اس جواب پر لوگون نے خصیتین ٹھوکر مار کر مسجد سے باہر نکالدیا۔ (اہلسنت کی یہ سعادتمندی قابل صد آفرین ہے۔ مترجم)

تشیع امام حاکم حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے ہین۔

قال ابن طاہر سألت ابا اسماعيل

ابن طاہر کہتے ہین مین نے ابو اسماعیل

---

۵ ابو اسماعیل انصاری نے امام حاکم جیسی جلیل القدر شخصیت کو "رافضی خبیث" کا لقب محض اس جرم مین دیا کہ وہ دشمنان جناب امیرؑ اور معویہ و اولاد معاویہ سے منحرف تھے حالانکہ وہ ائمہ و رؤسائے مذہب اہلسنت مین اسقدر بلند پایہ بزرگ تھے کہ اون کے مناقب و کمالات کو لکھنے کیلئے ایک مستقل رسالہ درکار ہوگا اور بنا بر تصریح حافظ ذہبی تعظیم شیخین بہر حال کرتے تھے اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح کسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷ پر)

الانصاری عن الحاکم فقال ثقة
فی الحدیث رافضی خبیث ثم قال
ابن طاهر کان شدید التعصب
للشیعة فی الباطن وکان یظهر التسنن
فی التقدیم والخلافة وکان منحرفا
عن معاویة وآله متظاهر بذلك
ولا یعتذر منه قلت اما انحرافه عن
خصوم علی فظاهر واما امر الشیخین
فمعظم لهما بکل حال فهو شیعی لا
رافضی انتهی۔

انصاری سے حاکم کی بابت سوال کیا تو اونھون نے
کہا کہ حدیث مین تو ثقہ ہے مگر رافضی خبیث ہے
پھر ابن طاہر کہتے ہین کہ وہ باطن مین نہایت
متعصب شیعہ تھا اور تقدیم شیخین وخلافت کے بارے
مین اظہار تسنن کیا کرتا تھا اور معاویہ وآل معاویہ سے
کھلم کھلا منحرف تھا اور اپنی اس روش سے کوئی
عذر نہین کرتا تھا (حافظ ذہبی فرماتے ہین) مین
یہ کہتا ہون کہ اوس کا دشمنان علی سے منحرف ہونا
تو ظاہر ہے اب رہا شیخین کا معاملہ تو وہ ان حضرات
کی تعظیم بہر حال کرتا تھا پس وہ شیعی تھا رافضی
نہین تھا۔

علامہ سیوطی نے کتاب تدریب الراوی مین اور ابن قتیبہ دینوری نے کتاب المعارف
مین ایک لمبی فہرست اون لوگون کی مرتب کی ہے جو ائمہ مذہب اہلسنت اور موثق رواۃ احادیث
ہونے کے باوجود "شیعہ" کے لقب سے ملقب کئے گئے ہین اوس فہرست کو نقل کرنا باعث طوالت

م شخص کا شیعہ علی کہا جانا زمان سابق کی اصطلاح کی بنا پر اوس کے شیعہ امامیہ ہونے کا ثبوت نہین
ہے اوسیطرح "رافضی" کا لقب بھی علمائے اہل سنت کی اصطلاح وعرف خاص مین کسی شخص کے پیرو
عقائد شیعہ امامیہ ہونیکا کافی ثبوت نہین ہوسکتا کیونکہ احتمال بہرحال رہیگا کہ یہ لقب "رافضی" اوسکو معتقد مرید
شیخین ہونیکے باوجود محض اس جرم مین عطا کیا گیا ہو کہ معاویہ واولاد معاویہ کیجانب سے اوسکی خیالات اچھے نہ تھے۔

تحریر ہوگا لہذا اوس سے قطع نظر کرکے اتنا ہی کہنے پر اکتفا کی جاتی ہے کہ اگر ان عظیم الشان شخصیتون اور جلیل القدر ہستیون کا تشیع وہی خصوصیات رکھتا ہوتا جو روافض مین پائی جاتی ہین تو اون کو یہ شرف کب حاصل ہو سکتا کہ صحاح ستہ بالخصوص صحیحین کے رواۃ احادیث مین شامل ہون حالانکہ اکابر ائمہ اہلسنت نے صاف کہہ دیا ہے کہ خوارج کی روایت قابل تسلیم ہو سکتی ہے لیکن روافض کی بیان کی ہوئی حدیث تو کیا اون کی گواہی کسی دوسرے معاملہ مین بھی قابل اعتبار نہین ٹہرائی جا سکتی۔

توثیق خوارج امام ابوداؤد کی زبان سے

حافظ جلال الدین السیوطی تدریب الراوی مین فرماتے ہین۔

قال ابوداؤد لیس فی اهل الاهواء اصح حدیثا من الخوارج۔

امام ابوداؤد کا قول ہے کہ بدعتیون مین خوارج سے زیادہ صحیح الحدیث کوئی نہین۔

رافضیون کی گواہی قبول نہین کیجا سکتی

امام نووی منہاج شرح مسلم مین لکھتے ہین۔

قال امامنا الشافعی رض اقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابیة یعنی الرافضة

ہمارے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ مین خطابیہ یعنی رافضیون کے سوا تمام بدعتی لوگون کی گواہی قبول کر لیتا ہون۔

علمائے اہلسنت کے نزدیک تشیع وغلو فی التشیع کا معیار کیا ہے

ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری شرح بخاری مین تشیع اور غلو در تشیع کا اصل معیار اور مفہوم بیان کیا ہے آپ کا کلام مندرجہ ذیل کیا جاتا ہے اوسکو بغور پڑھو معلوم ہوجائیگا کہ زمان سابق کا تشیع غلو کے مرتبہ پر پہونچکر بھی اپنے اندر وہ خصوصیات حاصل نہ کر سکا

جو شیعہ امامیہ میں پائی جاتی ہیں لہذا اوس زمانہ کے لوگوں کا شیعہ غالی کے لقب سے مشہور ہونا بھی اون کے شیعہ امامیہ ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

التشیع محبۃ علی وتقدیمہ علی الصحابۃ فمن قدمہ علی ابی بکر وعمر فھو غال فی التشیع۔

یعنی محبت علی اور آپ کو صحابہ سے مقدم سمجھنا تشیع ہے اور جو شخص آپ کو ابو بکر و عمر پر مقدم سمجھے وہ تشیع میں غلو کرنے والا ہے۔

اس کلام سے ظاہر ہوا کہ علمائے فرقہ سنیہ کی اصطلاح میں "تشیع" بس اسی کا نام ہی کہ علی کی محبت دل میں ہو اور حضرت کو (ابو بکر و عمر کے سوا دیگر صحابہ پر مقدم سمجھا جائے اور حضرات ابو بکر و عمر پر تقدم کا اعتقاد رکھنا غلو در تشیع کا معیار ہی اور ایسا شخص "شیعہ غالی" کہا جائیگا اگرچہ ان حضرات کے فضائل و مناقب کا صادق دل سے اقرار و اعتراف کرتا ہو اون کی روحانی عبدیت کے دائرہ سے اوس کا قدم باہر نہ نکلا ہو پھر انصاف کرو کہ اہل کوفہ کا شیعہ یا شیعہ غالی کہا جانا بھی اس کا ثبوت کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ رافضین کے عقائد رکھتے تھے اور ان کے اعمال کو رافضیوں کے سامنے طعن و الزام کے طور پر پیش کرنا عقل و دانش کو رسوا کرنا ہے یا نہیں؟

کیا صحابہ کرام بھی رافضی تھے غلو در تشیع کے اس معیار و مفہوم کے مطابق صحابہ کرام کی صف اول میں بھی ایسی مقدس شخصیتیں نظر آئیں گی جو شیعہ غالی تھیں۔ حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب میں لکھتے ہیں۔

روی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید وزید بن ارقم ان علی

سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ خباب۔ جابر۔ ابو سعید زید بن ارقم سے مروی ہی کہ اول مسلمین علی بن

بن ابیطالب اول من اسلم وفضلہ ابیطالب ہین ان حضرات نے آپکو دوسرون
هؤلاء علی غیرہ
سے (جن سے ابوبکر و عمر صاحبان بھی مستثنیٰ
نہین) افضل قرار دیا ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۷۰ ۴)

پھر اگر کسی شخص کا شیعہ یا شیعہ غالی ہونا اوس کے رفضی ہونے کا ثبوت ہو تو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ صحابہ کے طبقہ اعلیٰ کی ممتاز ترین ہستیان بھی رافضیت کے بدترین جرم مین گرفتار تھین اور وہ اوسی مذکورہ بالا سلوک کی حقدار تھین جو امام شافعی نے تجویز فرمایا ہے کیا مولوی عبدالشکور صاحب جیسے علمائے فرقہ سنیہ ایمانداری کو مبیش نظر رکھتے ہوے اس کیلئے تیار ہین کہ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ خباب۔ جابر۔ ابوسعید۔ زید بن ارقم جیسے صحابہ کبار کو رافضیت کا مجرم قرار دیکر اس حد تک ناقابل اعتبار و اعتماد سمجھین کہ اون کی شہادتین معمولی معاملات مین بھی لائق قبول و قابل تسلیم نہون اگر یہ علمائے دین اس پر آمادہ ہوں تو چشم ما روشن و دل ما شاد کیونکہ اس صورت مین اون کے تسنن بلکہ تدین کی عمارت کا سرنگون ہو جانا یقینی ہو جائیگا آخر ایسے صحابہ کبار کے رفضی بے اعتبار ٹھہرائے جانے کے بعد عدالت صحابہ کا شہرہ عالم مین کس منہہ سے اور کس زبان سے مچایا جائیگا اور جب عدالت صحابہ خصت ہوئی تو اجماعی خلافت کے قلعہ کے مسمار ہو جانے مین کیا دیر لگے گی۔ اور اگر ان صحابہ کبار کی بابت رفضیت کی نسبت دنیا گوارا نہ ہو سکے تو یہ بتانا پڑیگا کہ جب یہ حضرات علی بن ابیطالب کے شیعہ غالی ہونے کے باوجود رفضی نہ ٹھہرے تو اہل کوفہ کا "شیعہ علی" کے لقب سے مشہور ہو جانا اونکے رفضی و شیعہ امامیہ ہونے کا ثبوت کس طرح ہوا اور اون کے کرتوت سے فرقہ شیعہ امامیہ کو

ملزم ٹھرانے کی کوشش کہان تک عاقلانہ فعل قرار پا سکتی ہے - اگر ایمانی حیاداری

سے دست برداری نہ کیجائے تو اس الزام کو شیعون کے سامنے زبان پر لانا بھی مناسب

نہین ہو سکتا کیونکہ کوفیون کا تشیع وہی تشیع تو تھا جو زمان سابق مین عام طور سے صحابہ

و تابعین کے دلون مین پیوست ہو چکا تھا اور باوجود اس کے اُن کے علمبردار اجماع و

شوری ہی ہونے مین کوئی خلل واقع نہ ہوا - فرقہ سنیہ کے پیشوا و رہنما ہی تصور کئے جاتے ہے

اس اصلیت کے انکشاف کے بعد غور سے دیکھئے ظاہر ہو جائے گا کہ فرزند رسول ؐ اور آپکے

رفقار کے مقدس خون کے نہ مٹنے والے دھبے کس کے دامن پر ہین روافض کے دامن پر یا

ادن لوگون کے جو تشیع ظاہری کے بھیس مین اصول تسنن کے سچے پیرو تھے -

مولوی عبدالشکور صاحب کی آخری فیصلہ کن شہادت کہ قاتلان امام مولوی عبدالشکور اڈیٹر النجم و مؤلف رسالہ قاتلان حسین ؑ جن کے دم قدم سے بین المسلمین تمامتر عقائد فرقہ سنیہ رکھتے تھے - غیر ضروری مذہبی مباحثات کی چہل پہل

قائم ہے ترجمہ اسد الغابہ مین تذکرہ اسود کے ذیل مین لکھتے ہین -

"شیعیان علی سے مراد وہ لوگ ہین جنھون نے حضرت علی کا ساتھ دیا تھا اور ادن کے

ساتھ ہو کر ادن کے مخالفین سے لڑتے تھے جو تمامتر اہلسنت کے عقائد رکھتے تھے گو یہ لفظ

یعنی شیعہ اب زیادہ تر مخالفین اہلسنت پر اطلاق پاتا ہے مگر زمانہ قدیم مین اہلسنت ہی

کیلئے یہ لفظ مستعمل ہوتا تھا" صد ۱۱۱ منقول از رسالہ الآل والاصحاب -

دوسرے مقام پر حجر بن عدی کندی صحابی رسول ؐ کے حالات کے ذیل مین لکھتے ہین -

"شیعیان علی سے وہ لوگ مراد ہین جو حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ رہتے تھے نہ کہ روافض"

مجھے یقین ہے کہ محترم ناظرین ان تحریرون کو پڑھکر غرق حیرت ہو جائینگے اور یہ
دیکھکر اون کے تعجب کی کوئی حد نہ رہے گی کہ وہی بزرگ جو ابھی قاتلان حسین علیہ السلام
کو شیعہ بتا رہے تھے اور اس جرم عظیم کا ملزم شیعون کو قرار دینے مین قوت زبان وقلم کا
تمام قدرتی سرمایہ صرف کئے دیتے ہین قدرت خدا سے بیک جنبش دست وقلم معاملہ کو
اس طرح الٹ پلٹ کر دیتے ہین کہ سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے اور خود اس شعر کے
مصداق مجسم بن جاتے ہین ؎

تہمتین چند اپنے ذمہ دھر چلے ۔ کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے

دیکھئے ایک طرف تو مولوی صاحب یہ فرماتے ہین کہ قاتلان حسین شیعہ تھے دوسری
جانب یہ ارشاد ہوتا ہے کہ "شیعیان علی سے مراد وہ لوگ ہین جنھون نے حضرت علی کا
ساتھ دیا تھا جو تمامتر عقائد اہلسنت رکھتے تھے یہ لفظ شیعہ زمانۂ قدیم مین اہلسنت ہی
کیلئے مستعمل ہوتا تھا" محترم ناظرین ان دونون باتون کو نظر حق بین کے سامنے رکھکر
مولوی صاحب سے جان عدل وانصاف اور روح دین وایمان کی قسم دے کر یہ سوال کرین
کہ فاضل مولانا ! آپ کی ان دونون باتون کو یکجا کر دینے سے منطقی نتیجہ اس کے سوا اور کیا
حاصل ہوتا ہے کہ قاتلان حسین تمامتر عقائد اہلسنت رکھتے تھے نہ کہ عقائد روافض پھر
یہ کون سا انصاف ہے کہ جس فعل قبیح کو انجام دینے والے وہ لوگ ہون جنھون نے
حضرت علی کا ساتھ دیا تھا اور جو تمامتر عقائد اہلسنت رکھتے تھے اوس کا الزام شیعہ امامیہ
یعنی روافض کے ذمہ لگایا جائے اور اون کو ملزم ٹھہرانے کیلئے قلم ۔ روشنائی ۔ کاغذ
اور سب سے بڑھکر عمر عزیز کو یون مفت برباد کیا جائے حیف صد حیف ۔

میری اس گذارش کو دوسرے الفاظ مین یون بھی ادا کیا جاسکتا ہو کہ امام حسین ؑ کے
قاتل وہی بدبخت تو تھے جو عہد خلافت جناب امیر مین آپ کے ساتھ رہتے تھے اور وہ
لوگ جو اون کے ہم خیال وہم مشرب تھے؟ اس حقیقت سے انکار کرنا فاضل اڈیٹر النجم
کیلئے اس وجہ سے غیر ممکن ہو گیا ہے کہ آپ نے اپنے مشہور رسالہ قاتلان حسین مین جو
الزامات بزعم خود فرقہ شیعہ امامیہ پر عائد کئے ہین اون کا ہیولے اسی حقیقت سے تیار
کیا ہے اور اسی واقعہ پر اون تمام الزامات کی عمارت کھڑی کی ہے اب اگر اوس سے انکار
کر دیا جائے تو وہ عمارت از خود سرنگون ہو جائے گی اور شیعہ امامیہ کو اپنی برات و
پاکدامنی کا اظہار کرنے کیلئے جنبش دست وقلم کی احتیاج مطلق نہ رہے گی۔ اور جبکہ
واقعہ کی اصلیت مؤلف رسالہ قاتلان حسین ؑ کے اقرار کے بموجب یہی ٹھری کہ جو لوگ جناب علی
مرتضی کیساتھ رہتے تھے وہی بعد مین قتل امام حسین ؑ کے مجرم بنے تو اس واقعہ کو مولوی
صاحب موصوف کے اس بیان "شیعیان علی سے مراد وہ لوگ ہین جنھون نے حضرت علی کا
ساتھ دیا تھا اور اون کے ساتھ ہو کر اون کے مخالفین سے لڑتے تھے جو تمامتر اہلسنت
کے عقائد رکھتے تھے)" کے ساتھ یکجا کر کے دیکھنے والے فطری طور پر اس صاف وصریح نتیجہ تک
پہونچ جائینگے کہ قاتلان حسین ؑ تمامتر اہلسنت کے عقائد رکھتے تھے روافض کے عقائد وجذبات سے
اون کو کوئی تعلق نہین تھا۔ مجھے یقین ہے کہ محترم ناظرین نے ارشاد ربانی[1] یخربون بیوتھم بایدیھم
کی اس سے زیادہ عبرت انگیز مثال ور کلام الٰہی[2] کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا
کا اس سے بڑھکر حیرت خیز نمونہ کبھی نہ دیکھا ہوگا جو آج فاضل اڈیٹر النجم کے دست وقلم کی

---

[1] اپنے ہی ہاتھون سے اپنا گھر اجاڑنے لگے ۱۲ [2] مثل اوس عورت کے جسنے
اپنا کاتا سوت مضبوط ہوجانے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ۱۲

کرشمہ سازی اور عجائب نگاری سے کاغذ کے مرقع پر جلوہ ریز ہو رہا ہے محض اس سبب سے
کہ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ کاش میرے اصل مخاطب مفتی محمد خلیل صاحب اس سے عبرت
حاصل کرلیں اور سر زانوے تامل پر رکھکر غور کریں کہ اس قسم کے خود ساختہ الزامات سے
شیعون کو ملزم ٹھرانے اور دنیا کو دہوکا دینے کی امید رکھنا اوس حد تک اپنے آپ کو دہوکا
دینا اور مبتلائے جہل مرکب رکھنا ہی یا نہین جس پر عقل و دانش شرمندہ اور نافہمی و
بے دانشی مصروف خندہ ہوے بغیر نہ رہے گی دوستانہ مشورہ تو یہی ہو سکتا ہے اب
آگے وہ جانین اور اون کی افتاد طبیعت اور اون کا انداز فطرت۔

تنقیح سوم تنقیح دوم کے بعد درحقیقت یہ سوال کہ قاتلان حسین علیہ السلام شیعہ تھے یا سُنّی
بالکل حل ہو جاتا ہے اور اس بحث مین کتابون کی ورق گردانی چندان ضرورری نہین
رہ جاتی مگر اس خیال سے کہ صورت حال ظہور کی آخری حد تک پہونچ جائے تحقیق و تنقیح
کے سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ناظرین کو اون فیصلہ کن تاریخی شہادتون کیجانب متوجہ
کرانا چاہتا ہون جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہی کہ اہل کوفہ کی اکثریت عقائد روافض سے
دور کا تعلق بھی نہین رکھتی تھی وہان کے سواد اعظم کے رؤسا و عمائد اونھین عقائد و
اصول اور رسوم و عادات کے پابند تھے جن کو صحابۂ کبار نے خلافت نبویہ اور دیگر امور
شرعیہ کے متعلق عالم مین رائج کیا تھا حضرات شیخین کے فضائل و مناقب کے دل و جان سے
خریدار تھے اور اون کی سیرتون کو جزو دین و ایمان سمجھتے تھے اون لوگون نے جناب علی مرتضیٰ
کی بیعت ضرور کی تھی مگر اوس بیعت مین وہ تبرائی شان مطلق نہ تھی جو روافض کے
ناگفتہ بہ خصوصیات مین داخل ہی۔

تاریخ کی پہلی شہادت

قال

فقام حجر بن عدی وعمر بن الحمق
وعبداللہ بن وہب الراسی فدخلوا
علی علیؑ فسألوہ عن ابی بکر وعمر
ماتقول فیہما وقالوا بین لنا قولک
فیہما وفی عثمان قال علی کرم اللہ وجہہ
او تفرغتم لہذا وہذہ مصر قد افتتحت
وشیعتی فیہا قد قتلت انی مخرج
الیکم کتابا انبئکم فیہ ما
سألتمونی عنہ فاقرأوہ علی شیعتی
فاخرج الیہم کتابا فیہ ......
.... فلما مضی تنازع
المسلمون فی الامر بعدہ فواللہ
ماکان یاتی فی روعی ولا یخطر علی
بالی ان العرب تعدل ہذا الامر
عنی فما راعنی الا اقبال الناس علی
ابی بکر واجفالہم علیہ فامسکت
یدی ورأیت انی احق بمقام محمدؐ

راوی کا بیان ہے کہ حجر بن عدی وعمر بن الحمق
وعبداللہ بن وہب راسی جناب امیر کی خدمت
مین حاضر ہوے اور سوال کیا کہ ابوبکر وعمر کے
متعلق آپ کا قول کیا ہے اون کے نیز عثمان کے
باب مین اپنا قول ہم سے بیان کیجیے حضرتؑ نے
فرمایا کہ تمھارے لیے بس یہی بات رہگئی ہے اور تمام
مہمات سے فارغ ہوگئے دیکھو مصر مفتوح ہوگیا اور
میرے شیعہ وہان قتل کر دیے گئے خیر ایک نوشتہ
تمھین دیتا ہون جو سوال تم نے کیا ہے اوس کا
جواب اوس نوشتہ مین ہوگا تم اوسے میرے شیعون کو پڑھکر
سنا دینا پھر آپنے ایک نوشتہ اونکے حوالہ فرمایا جسمین
مندرج تھا ....
...... جب آنحضرتؐ کی وفات ہوئی تو آپکے بعد
امر خلافت مین مسلمانون کے مابین نزاع شروع
ہوگئی بخدا میرے دل مین یہ بات آتی ہی نہ تھی
کہ عرب امر خلافت کو مجھ سے ہٹا دین گے مگر یہ دیکھکر
مجھ پر عالم حیرت طاری ہوگیا کہ لوگ بہت جلد
ابوبکر کی طرف متوجہ ہوگئے یہ دیکھکر مین نے بیعت

فی الناس ممن تولی الامور علیؑ
فلبثت بذلک ماشاء اللہ حتی رأیت
راجعۃ من الناس راجعت عن الاسلام
یدعون الی محو دین محمد و ملۃ ابراہیم
علیہما السلام فخشیت ان لم انصر[1]

ابی بکر سے ہاتھ روک لیا اور مین یہ رائے رکھتا تھا
کہ جو شخص متولی امور ہوا ہے (یعنی ابوبکر) رسول
کی جانشینی کا حق بہ نسبت اوسکے مجھکو زیادہ ہے مین
اسی حالت مین رہا تا اینکہ میرے سامنے یہ منظر آگیا
کہ مرتدین کے گروہ دین اسلام سے پھر گئے ہین اور

---

[1] جناب امیر کے اس ارشاد سے دو باتون کا انکشاف ہوا اول یہ کہ آپنے ابوبکر صدیق کی بیعت اس لئے قبول نہین فرمائی کہ اون کو خلافت کا زیادہ حقدار تصور فرماتے تھے بلکہ اوس کا سبب واقعی یہ تھا کہ اسلامی دنیا مین فتنہ ارتداد برپا ہو گیا تھا اگر اوس موقع پر آپ ابوبکر کے خلاف عملی جد وجہد فرماتے تو دین اسلام مین رخنہ پڑجاتا اور بانی اسلام کی تمام کوششین برباد ہو جاتین انصاف سے دیکھو جس بزرگ کے سینہ مین ہمدردی دین وملت سے بھرا ہوا دل ہو اور جس کی عرق ریز جد وجہد سے دین اسلام کو نشو ونما نصیب ہوئی ہو اوس سے سوا اور کیا توقع کر سکتے ہو کہ وہ کوئی ایسا طرز عمل اختیار نہ کریگا جو اسلام کی کمزوری اور مفسدون کی کامیابی کا باعث ہو سکے لیکن اوس کی اس مصلحانہ روش سے جو کہ محض مصلحت وقت کی بنا پر اختیار کی گئی تھی یہ نتیجہ حاصل نہین کر سکتے کہ اوس نے اپنے مقابل کو مستحق خلافت تصور کر لیا تھا اور بیعت واشتراک عمل کا سبب استحقاق خلافت وامامت کا ہی احساس واعتراف ہوا تھا۔ جو لوگ یہ خیال خام رکھتے ہون کہ جناب امیرؑ خلیفہ اول کی خلافت کو حق سمجھتے تھے اسی سبب سے آپنے برضا ورغبت بیعت واتحاد عمل کی روش اختیار فرمائی تھی وہ حضرتؑ کا یہ ارشاد عقل کی نگاہون سے دیکھین اور سمجھین کہ اجماعی خلافت کے خلاف لڑائی نہ چھیڑنے کا واقعی سبب یہ نہ تھا کہ آپ اوسکو برحق تصور فرماتے تھے بلکہ اوس کا سبب یہ تھا کہ اگر اوسوقت خلافت کے معاملہ مین لڑائی چھیڑ دی (بقیہ صفحہ ۳۷ پر)

الاسلام واهله ان اری فی الاسلام
ثلماً وهدماً تکون المصیبة به علیّ اعظم
من فوت ولایة امرکم التی انما هی متاع
ایام قلائل ثم یزول ما کان منها کما
یزول السراب فمشیت عند ذلک الی
ابی بکر فبایعته ونهضت معه فی تلک
الاحداث حتی زهق الباطل وکانت کلمة
الله هی العلیا وان رغم الکافرون فتولی ابو بکر

دین محمد و ملت ابراہیم علیہما السلام کو مٹا دینے کی
طرف دعوت عام دے رہی ہیں تو مجھے خوف ہوا کہ اگر
میں نے اس وقت میں اسلام اور مسلمانوں کی امداد نہ کی تو
مجھے اسلام میں رخنہ پڑنے اور اس عمارت کے منہدم ہو جانیکا
منظر دیکھنا پڑیگا اور اسکی مصیبت میرے لیے اون امارت و
حکومت سے عظیم تر ہوگی جو کہ متاع چند روزہ اور سراب
کی طرح زائل ہو جانیوالی ہے (یہ سوچکر) میں ابوبکر کے
پاس گیا اور بیعت کرکے اون نے فتنوں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) جاتی تو ان جھگڑوں اور لڑائیوں سے اون لوگوں کو قوت ہو جاتی جو فتنہ (۴)
ارتداد میں مبتلا ہو کر دین اسلام کو مٹا دینا چاہتے تھے آپ نے اپنی بیعت کے اسی اصلی سبب کو ایک دوسرے
موقع پر یون ظاہر فرمایا ہے -

ان اللہ عز و جل لما قبض رسولہ صلعم قلنا نحن — جب حضرت رسول خدا نے دنیا سے رحلت فرمائی تو ہم نے
اهله واولیاؤه لا ینازعنا سلطانه احد فابی — کہا کہ ہم آپکے اہلبیت و اولیاء ہیں لہذا آپ کی سلطنت کے
علینا قومنا فولوا غیرنا وایم اللہ لولا مخافة — معاملہ میں ہم سے کوئی نزاع نہیں کریگا مگر ہماری قوم
الفرقة وان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا — ہم سے مخالف ہوگئی اور اوس نے غیر کو والی و خلیفہ
فصبرنا علی بعض الالم الخ — رسول بنا لیا) خدا کی قسم اگر قوم میں تفرقہ پڑ جانے
استیعاب ابن عبدالبر جلد ا صفحہ ۱۰۳ — کفر کے لوٹ آنے . دین کے تباہ ہو جانیکا ڈر نہوتا تو ہم
اون کے منصوبے کو الٹ پلٹ کر دیتے مگر اسی خوف سے ہم نے صبر اختیار کر لیا - (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸ پر)

تلك الامور فيه وسدد وقارب
واقتصد فصحبته مناصحا واطعته
فيما اطاع الله فيه جاهدا فلما
احتضر بعث الى عمر فولاه فسمعنا
واطعنا وبايعنا وناصحنا فتولى تلك

کچلنے مین مینے اون کا ساتھ دیا یہانتک کہ باطل مٹ گیا
اور خدا کا بول بالا کفار کے علی الرغم ہو کر رہا۔
پس ابو بکر ہی ہو خلافت کے والی و متصرف رہے اور توفیق
ربانی سے اون کو سہولت امور اور سداد و استقامت
نصیب ہوتی رہی اور وہ افراط و تفریط سے بچتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) امیر المومنین ع کے ان صاف و صریح بیانات کے دیکھنے کے بعد یہ خیال کسی طرح عقلمندی کا تقاضا نہین ہو سکتا کہ آپنے خلیفہ اول کی خلافت کو برحق تسلیم کر لیا تھا۔ دوم یہ کہ حادثہ وفات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقع ہوتے ہی صحابیت کی دنیا مین فتنہ ارتداد برپا ہو گیا مسلمان الٹے پاؤن کفر و الحاد کی طرف واپس جانے لگے اور دین اسلام کو مٹا دینے کی فکرون مین پڑ گئے۔ پس اگر اسی طرح جناب امیر ع کے ساتھ رہنے والون مین سے ایک جماعت بھی آپکے بعد نام نہاد تشیع سے منحرف ہو گئی ہو تو وجہ تعجب کیا ہو گی اور اون کی اس بدبختی کو خالص شیعیان علی بن ابیطالب ع پر الزام لگانے کا ذریعہ قرار دینا کس طرح حق بجانب تصور کیا جا سکتا ہے اگر افراط تعصب نے قوت عقل کو مغلوب نہ کر لیا ہو تو یہ سمجھنا کچھ دشوار نہین ہوگا کہ اس قسم کے الزامات کو اختراع کرنا مخالفین اسلام کو اس کا نادر موقع دینا ہے کہ عہد رسالت کے بعد مرتد ہو جانیوالون کی روش ہی سے سچے مسلمانون کیخلاف اعتراضات و الزامات کی بوچھار شروع کر دین اگر سواد اعظم کے سامنے یہ الزام پیش کیا جائے کہ تمہاری سلامیت کی حقیقت بس اتنی ہی ہے کہ تم نے بانی اسلام کی وفات کے بعد ہی دین و مذہب کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دینے کی کوششین شروع کر دین بانی اسلام کے بعد چند روز بھی دین و ایمان پر ثابت قدم نہ رہ سکے تو آخر اس الزام کا کیا جواب دیا جائیگا اور جو کچھ اس م کے جواب مین کہا جائے وہی جواب مخلص شیعون کی طرف سے بھی قبول کر لینا چاہیے چونکہ الزام کی نوعیت ایک ہے لہذا جواب بھی ایک ہی ہوگا ۱۲

الامور فکان مرضی السیرۃ ومحبوب النقیبۃ ایام حیاتہ الخ
امامۃ وسیاسۃ ابن قتیبہ مطبوع مصر ص ۱۳

اور جادۂ عدل و اقتصاد پر چلتے رہے ہیں نے مخلصانہ عنوان سے اون کا ساتھ دیا اور اون باتون مین اون کا مطیع رہا جن مین اونھون نے خدا کی اطاعت کی جب اون کا وقت آخر آپہونچا تو حالت احتضار مین عمر کو بلوایا اور والی وحاکم بنا دیا ہم نے اون کی بھی بیعت واطاعت کی وہ زندگی بھر پسندیدہ سیرت اور نیک نفس رہے۔

اس تاریخی شہادت سے ظاہر ہوا کہ حجر بن عدی اور عمرو بن الحمق و عبداللہ بن وہب الراسبی جیسے صحابہ حضرات شیخین کے باب مین جناب امیرؑ سے اظہار خیال کا مطالبہ کر رہے تھے اس کے دو ہی سبب ہو سکتے ہین یا تو یہ لوگ خود معتقد ومرید شیخین تھے اور جناب امیر کیجانب سے مطمئن نہ تھے کہ آپ کے خیالات اون کے عقائد کے مطابق ہون گے یا حضرتؑ کے خیالات کے متعلق عامۃ الناس کو کچھ شک تھا اور کوئی غلط فہمی پھیل رہی تھی لہذا ان اصحاب کا مقصد یہ تھا کہ آپ شیخین کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار صاف طور سے کردین تاکہ اون کی عام اشاعت کرکے عوام کی ہمدردی اور حمایت حاصل کیجائے۔ مورخ ابن قتیبہ دینوری کے سابق بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اظہار رائے کا یہ مطالبہ اوس وقت مین کیا گیا تھا جبکہ جناب امیر المومنینؑ جنگ خوارج سے فارغ ہوکر دوبارہ اہل شام پر فوج کشی کی تیاری کرنا چاہتے تھے مقام نخیلہ مین نزول اجلال فرماکر تمام فوج کو یہ حکم عام دیا تھا کہ جنگ اہل شام کیلئے کمربستہ رہے مگر فوج کی اخلاقی حالت اس درجہ خراب ہوچکی تھی کہ اس حکم عام کی طرف سے نہایت بے پروائی کی گئی رفتہ رفتہ تمام سپاہی اپنے اپنے گھرون کو چلدئے پچاس نفر مخلص جان نثارون کے سوا سب نے ساتھ چھوڑ دیا جب حضرت نے

اس حالت کا مشاہدہ فرمایا تو نہایت ملول و شکستہ خاطر ہوے اور ایک دن اہل کوفہ کو جمع کرکے نہایت پر زور خطبہ ارشاد فرمایا جس مین اون لوگون کی سخت ملامت فرمائی خطبہ ختم ہونے کے بعد ابو ایوب انصاری نے لوگون سے خطاب کیا اور کہا۔

ان امیر المومنین اکرمہ اللہ قد اسمع من کانت لہ اذن واعیۃ وقلب حفیظ ان اللہ قد اکرمکم بہ کرامۃ ما قبلتموھا حق قبولھا حیث نزل بین اظھرکم ابن عم رسول اللہ صلعم وخیر المسلمین وافضلھم و سیدھم بعدہ یفقھکم فی الدین ویدعوکم الی جہاد المحلین فو اللہ لکانکم صم لا تسمعون وقلوبکم غلف مطبوع علیھا فلا تستجیبون عباد اللہ الیس انما عھدکم بالجور والعدوان امس وقد شمل العباد وشاع فی الاسلام فذو حق محروم و مشتوم عرضہ و مضروب ظھرہ و ملطوم وجھہ و موطوء بطنہ و

البتہ امیر المومنین ؑ نے کلام حق سنا دیا اوس شخص کو جو سننے والا کان اور یاد رکھنے والا دل رکھتا ہے خدا نے اونکے وسیلہ سے تمھین کرامت عطا فرمائی مگر تم نے جیسا چاہیے اوسکو قبول نہ کیا تمھارے درمیان وہ شخص وارد ہوا جو رسول کے بھائی اور تمام مسلمین مین بہتر و برتر اور رسول کے بعد اون کا سردار ہے وہ تمکو دینی باتین تعلیم کرتا ہے اور (حرام کو) حلال کر لینے والون کے ساتھ جہاد کرنے کی دعوت دیتا ہے پس خدا کی قسم گویا بہرے ہو کہ کچھ سنتے ہی نہین اور تمھارے دل پر پردے پڑے ہوے ہین مہر لگی ہوئی ہے جس سے اون کی دعوت قبول نہین کرتے۔ بندگان خدا کیا ابھی بہ کل کی بات نہین کہ تم ظلم وجور مین بسر کر رہے تھے! اور وہ (ظلم وجور) تمام بندگان خدا کو شامل تھا

ملتقی بالعراء فلما جاءکم امیر
المومنین صدع بالحق ونشر العدل
وعمل بالکتاب فاشکروا نعمۃ اللہ علیکم
ولا تتولوا مجرمین ولا تکونوا کالذین
قالوا سمعنا وھم لا یسمعون الخ
(امامہ وسیاسہ ص۱۲۸ مطبوع مصر)

اور اسلام مین عام طور سے پھیلا ہوا تھا حقدار
محروم تھا اوسکی آبرو برباد کی جاتی تھی اسکی
پیٹھ پر مار پڑتی تھی اور اوسکے چہرے پر طمانچے
لگائے جاتے تھے اور اوسکا پیٹ روندا جاتا تھا
تھا اور ذلیل میدان مین پڑا رہتا تھا پس جب
امیر المومنین تمھارے درمیان تشریف لائے تو
آپنے حق کو عام کر دیا عدل و انصاف کو پھیلا دیا اور کتاب خدا پر عمل کیا پس خدا کی یہ نعمت جو
تمکو ملی ہے اوسپر شکر خدا کرو اور منھ پھیر کر (کفران نعمت کیکے) مجرم نہ ہو اور اون لوگون کی طرح
نہ ہو جاؤ جو کہتے ہین کہ ہم نے سنا مگر درحقیقت وہ سنتے ہی نہین۔

ان تمام پرجوش تقریرون کے باوجود کوفیون کی بے حمیتی اور پست ہمتی بدستور رہی
اور کوئی ایسی فوج مرتب نہ ہو سکی جو اہل شام کے مقابلہ مین لائی جا سکتی یہ باتین مذکورہ
بالا وجہون مین سے آخری وجہ کی مؤید ہو سکتی ہین اور اس خیال کی صحت کیلئے قوی قرینہ
بن سکتی ہین کہ ایسے عام بدنظمی و انتشار و اختلاف کے موقع پر صحابہ ذوی الاحترام کا مذکورہ
بالا مطالبہ اسی غرض سے تھا کہ اس تدبیر سے عوام کی دلجوئی کر کے ہمدردی و حمایت حاصل
کی جائے اور دلدادگان اصول اجماع و شوری کو اون کے وصفین کے متعلق جناب امیر کے خیالات
سنا کر اتحاد و اجماع کی راہ پر لگا دیا جائے مندرجہ بالا تحریری بیان مین حضرتؑ کا یہ حکم کہ
"اسے لیجا کر میرے شیعون کے مجمع مین پڑھو" اسی خیال کی پوری تائید کرتا ہے۔ جو کچھ بھی ہو
بہرصورت جناب امیرؑ کے بیان کا وہ حصہ جس مین شیخین کی شان مین اظہار خیال فرمایا ہے

صاف ظاہر کر رہا ہے کہ جو لوگ اوس کے مخاطب تھے اور جن کو آپنے "شیعتی" کا لقب عطا فرمایا
تھا وہ روافض کی طرح تبرائی مذہب کے پیرو نہ تھے بلکہ بفضل خدا شیخین کے ارادتمندون
مین داخل تھے اور اون کے مناقب و مدائح کے جان و دل سے خریدار تھے ظاہر ہے کہ اس
قسم کے بیانات روافض کیلیئے باعث خنکی چشم ہرگز نہین ہو سکتے تھے اور اس تدبیر سے
اون کے مرض کا علاج ممکن نہین تھا لہذا اگر اہل کوفہ رافضی ہوتے تو اوس عام بددلی کے موقع
پر اون مناقب و مدائح کی عام اشاعت روش تدبر و مصلحت بینی کے سراسر خلاف ہوتی۔
الغرض حضرات شیخین کے متعلق اظہار خیال کا مطالبہ اور اوسکی عام اشاعت کیلیئے جناب امیر کا
حکم یہ ثابت کر رہا ہے کہ آپ ایک ایسے ماحول مین بسر فرما رہے تھے جہان مدائح و مناقب
شیخین کے نشر و اشاعت کی ضرورت تھی عامۃ الناس کے عقائد و جذبات اسی کا تقاضا
کر رہے تھے پھر کیا اس کھلی ہوئی شہادت کے بعد بھی یہ کہتے رہنا کہ اہل کوفہ رافضی مشرب تھے
ایک مجنونانہ تخیل پر مبنی نہ سمجھا جائیگا؟

دوسری شہادت جنگ جمل کے موقع پر طلحہ و زبیر کے مقابلہ مین اہل کوفہ کی
تائید و حمایت حاصل کرنے کیلیئے جناب امیر المومنین ؑ نے امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسر کو
بھیجا تھا یہ حضرات مسجد کوفہ مین آئے اور مجمع عام کے روبرو بہت سی موافق و مخالف
تقریرین ہوئین اون کے تذکرہ کے ذیل مین مورخ طبری لکھتے ہین۔ جلد پنجم صفحہ ۱۸۹
وقام الاشتر فذکر الجاھلیۃ وشدتھا مالک اشتر کھڑے اور اوخون نے زمانہ جاہلیت
والاسلام ورخائہ وذکر عثمان رضہ اور اوس کی سختیون اور اسلام اور اوسکی خوشحالیون
فقام الیہ المقطع بن الھثیم بن فجیع کا تذکرہ کیا اور (اسی سلسلہ مین) حضرت عثمان

العاوی فقال اسکت قبحک اللہ کلب
خلی والنباح فثار الناس فاجلسوہ
وقام المقطع فقال اما واللہ لا نحتمل
بعدھا ان یسوء احد بذکر احد
من ائمتنا۔

کا تذکرہ (کچھ نامناسب) کیا اس پر مقطع بن الہیثم
اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ کتا بھونکنے کیلئے
چھوڑ دیا گیا ہے اس کلام سے لوگون مین شورش
برپا ہوگئی اور سب نے مالک اشتر کو بٹھا دیا مقطع نے
پھر یہ کہا کہ اب اس وقت کے بعد ہم ہرگز یہ برداشت
نہین کرین گے کہ کوئی شخص ہمارے امامون مین سے کسیکا یون تذکرہ کرے۔

حضرت عثمان کی مخالفت مین مالک اشتر کی تقریر نے جس طرح عام شورش پیدا کر دی اور
مقطع بن الہیثم نے حاضرین کے نمایندہ کی حیثیت سے جو کچھ کہا اوس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا
ہو کہ اہل کوفہ کی مذہبی طبیعت کیا تھی اور وہ کس قسم کے عقائد و جذبات رکھتے تھے ہر شخص
بشرطیکہ دشمن عقل و فہم نہو یہ باور کر سکتا ہو کہ جو لوگ حضرات شیخین تو کیا حضرت عثمان کے
خلاف بھی کسی نکتہ چینی کو سننا گوارا نہ کر سکتے ہون وہ نہایت راسخ العقیدہ سنی رہے ہون گے
اون کے دل و دماغ کو رفضیت کی ہوا بھی نہ لگی ہوگی پھر کس بنا پر یہ تخیل درست ثابت ہو سکتا
ہو کہ یہی پیروان خلفائے ثلاثہ جنگ جمل وغیرہ کے مواقع مین چند روز حضرت امیرؑ کے ساتھ
رہتے ہی برسون کے جمے ہوئے عقائد و جذبات سے دست بردار ہو کر رافضیت اور حقیقی تشیع
کے دائرہ مین آگئے ہون گے اور اگر اس کا امکان تسلیم بھی کر لیا جائے تو محض امکان کا تسلیم
کر لینا اس مقام پر کیا فائدہ دے سکتا ہے جبتک کہ اوس ممکن کے واقع ہونے کا ثبوت بھی تاریخی
بیانات سے پیش نہ کیا جائے آخر اس کے ثبوت کیلئے کون سی معتبر شہادت پیش کیجا سکتی ہو کہ
اہل کوفہ نے سنی مشرب کی پیروی سے استعفا دیکر وہ تشیع اختیار کر لیا تھا جو رفضیت کا دوسرا

نام ہی؟ ہان اگر یہ کہا جائے تو ایک حد تک درست ہو سکتا ہی کہ یہ لوگ طلحہ و زبیر یا معاویہ کے مقابلہ مین شیعہ تھے اور حضرات شیخین کے مقابلہ مین کٹر سُنی۔ اور طلحہ و زبیر وغیرہما کے مقابلہ مین بھی اون کا تشیع اس شرط سے باور کیا جا سکتا ہی کہ محض حق شناسی کی بنا پر جناب امیرؑ کا ساتھ دینا ثابت ہو جائے حالانکہ اس کا ثبوت نہایت دشوار ہی کیونکہ اوراق تاریخ مین ایسی شہادتین موجود ہین جن سے بے عذر یہ باور کر لیا جا سکتا ہے کہ امیر المومنینؑ کے گرد و پیش زیادہ تر اونھین سیم و زر کے بندون کا مجمع تھا جو محض دنیوی فوائد کی طمع مین آپکے ساتھ ہو گئے جب یہ رنگ دیکھا کہ ایک طرف امیر شام کے مقاصد کی تائید کرنے والون پر مال و زر کی بارش ہو رہی ہی اور دوسری جانب رسول عربیؐ کا حقیقی جانشین آپ کی سیرت عدل و تقوی کی نہایت سختی سے پیروی کر رہا ہی اور مال خدا کو اپنا اقتدار جمانے کا ذریعہ قرار دینا نہین چاہتا تو رفتہ رفتہ عمائد و اشراف سے تشیع کا ظاہری و عارضی رنگ اوڑنے لگا اور اوسی اصلی رنگ کی جھلک نظر آنے لگی جو مرور زمانہ سے اون کے خمیر مین پیوست ہو چکا تھا ظاہری حمایت و طرفداری کی روش بدلنے لگی اور بہت جلد یہ حقیقت کھل گئی کہ ہزارون لاکھون خود غرض و مطلب پرست اشخاص کے زمرہ مین خالص شیعہ کتنے تھے میرے اس کلام کی تائید کیلئے ابن قتیبہ دینوری کا یہ بیان کافی ہی کہ جنگ خوارج کے بعد جب اہل کوفہ کو جنگ اہل شام کے لئے آمادہ کرنے کی غرض سے پر جوش تقریرین ہو رہی تھین اوسی اثنا مین امیر المومنینؑ کے چند اصحاب باوفا نے اوٹھکر یہ کہا۔

یا امیر المومنین اعط ھولاء ھذہ الاموال وفضل ھولاء الاشراف من — امیر المومنین! آپ یہ اموال ان لوگون کو عطا کر دیجیے اور عرب و قریش کے ان سرداران کو جن کی طرف سے

العرب وقریش ممن تیخوف خلافہ علی — مخالفت اور جدائی کا خوف ہوسکتا ہے پست طبقہ کے
الناس وفراقہ وانما قالوا لہ ھذا — افراد سے ممتاز و افضل قرار دیجیے۔ یہ بات ان لوگوں
الذی کان معاویۃ یصنعہ بمن اتاہ — نے کہی اوس کی بنا یہ تھی کہ امیر معاویہ اپنے پاس آنے والوں
وانما عامۃ الناس ھمھم الدنیا — کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے تھے اور کھلی ہوئی
ولھا یسعون وفیھا یکدحون فاعط — بات ہے کہ) عوام ناس کی مراد بس دنیا ہوتی ہے اوسی
ھؤلاء الاشراف فاذا استقام لک ماترید — کے لئے کوششیں کرتے اور مشقتیں جھیلتے ہیں بس ان
عدت الی احسن ماکنت علیہ من — اشراف عرب کو زیادہ مال و زر عطا فرمائیے جب آپ کو
القسم فقال علیؑ اتامرونی ان اطلب النصر — اپنے مقاصد میں کامیابی ہو جائے گی تو پھر تقسیم کا
بالجور فیمن ولیت علیہ من الاسلام فواللہ — وہی بہتر سے بہتر طریقہ اختیار کر لیجیے گا جو ابتک ہا ہی
لا افعل ذلک مالاح فی السماء نجم واللہ — امیر المومنینؑ نے فرمایا کیا تم مجھے یہ صلاح دیتے ہو کہ میں
لوکان لی مال لسویت بینھم فکیف وانما ھی اموالھم — لوگوں کی امداد رعایا پر جور و ظلم کرکے حاصل کروں
خدا کی قسم میں تو ایسا طریقہ کبھی اختیار نہیں کرسکتا جبتک کہ آسمان پر ایک ستارہ بھی چمکتا ہے خدا
اگر میرا ذاتی مال ہوتا تو اوسکو بھی ان لوگوں کے درمیان مساواۃ ہی کے طریقہ پر تقسیم کرتا پھر ان
اموال میں عدل و مساواۃ کے خلاف کیونکر کرسکتا ہوں جو کہ انھیں کی ملکیت ہے۔

تیسری شہادت

عن شعیب — یعنی محمد و طلحہ کا بیان ہے کہ جب اہل بصرہ کے وفود
عن سیف عن محمد وطلحۃ قالا لما جاءت — کوفہ کی طرف آئے اور قعقاع ام المومنین عا... اور
وفود اھل البصرۃ الی الکوفۃ ورجع — طلحہ و زبیر کے پاس سے واپس آئے تو علیؑ نے
القعقاع من عند ام المومنین وطلحۃ — لوگوں کو جمع کرکے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں خدا کی

۱- الامامت و سیاست ص۱۲۹

والزبیر حبشل دا ثم جمع علیؑ الناس ثم
قام علی الغرائر فحمد اللہ عزوجل واثنی
علیہ وصلی علی النبی صلعم وذکر
الجاهلیۃ وشقاها والاسلام والسعادۃ
والنعام اللہ علی الامۃ بالجماعۃ بالخلیفۃ
بعد رسول اللہ صلعم ثم الذی یلیہ
ثم الذی یلیہ الخ۔ طبری جلد ۵ صفحہ ۱۹۴

حمد وثنا اور رسول پر درود وسلام بھیجنے کے بعد
جاہلیۃ اور اوسکی بدبختیون اور اسلام اور اوسکی
سعادتون کو بیان فرمایا اور اس انعام خداوندی کا
تذکرہ کیا کہ بعد رسولؐ اوس نے خلیفہ (حضرت
ابوبکر) پھر یکے بعد دیگرے دوسرے خلفا (عمر و
عثمان) کے ذریعہ سے امت کو جماعت وشیرازہ
بندی عطا فرمائی۔

اس خطبہ مین جناب امیرؑ نے اپنے اصحاب وانصار کے سامنے نہایت صریح الفاظ مین فرمایا
کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کے ذریعہ سے اوس نے مسلمانون کو جماعت وشیرازہ بندی کی نعمت
عطا فرمائی اس کلام کا خلفائے ثلاثہ کی مدح وثنا اور اون کی خلافتون کی عظمت واہمیت کے
تذکرہ پر شامل ہونا ظاہر ہے لہذا باور کرنا پڑیگا کہ یہ تقریر اوسی مجمع کے سامنے کی گئی ہوگی جو حضرات
خلفائے ثلاثہ سے خلوص وعقیدت رکھتا تھا اور یہ الفاظ اوسی فضا مین دہن مبارک سے
نکلے ہون گے جو حضرات خلفا کی انتہائی مدح وثنا کے لئے بالکل موافق تھی اسکے بعد بھی اگر اصحاب و
انصار امیر المومنین کی اکثریت پر تشیع کا دعوےٰ ہو تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ
نظر عقل کا قصور ہے۔

چوتھی شہادت مورخ طبری کا بیان ہے کہ امیر المومنین کے مندرج بالا خطبہ کے بعد
ثعلبیا بن الہیثم وعدی بن حاتم ومالک اشتر وغیرہم نے ایک بزم شوریٰ قائم کی جس مین وہ لوگ
شریک ہوے جنھون نے حضرت عثمان کے قتل مین حصہ لیا تھا یا اون کے قاتلون کے افعال کو

رضامندی و استحسان کے نظر سے دیکھتے تھے اس اجتماع کا سبب یہ تھا کہ حضرت نے آخر خطبہ مین ارشاد فرمایا تھا کہ "مین کل بصرہ کیجانب کوچ کرونگا تم لوگ بھی ساتھ چلنے کے لئے تیار رہو مگر قاتلان عثمان یا اون قاتلون کی طرح امداد کرنے والے میرے ساتھ نہ چلین"۔ اس ارشاد سے اون لوگون کے دلون مین اپنے مستقبل کی طرف سے بے اطمینانی پیدا ہوگئی تھی اون کو یہ خوف تھا کہ اگر امیر المومنین اور طلحہ و زبیر کے درمیان صلح ٹھیری تو ان لوگون کا انجام اچھا نہ ہوگا کیونکہ قرارداد صلح لامحالہ یہی ہوگی کہ قاتلان عثمان اپنے کیفر کردار کو پہونچا دیے جائین غرض اوس بزم شوریٰ مین شرکا نے اپنے مستقبل پر غور کرنا شروع کیا متعدد مقررین نے اپنی اپنی رایون کا اظہار کیا منجملہ اون کے مالک اشتر نے اپنی رائے کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ مین کیا

اما طلحۃ والزبیر فقد عرفنا امرھما واما علی فلم نعرف امرہ حتی کان الیوم ورائ الناس فینا واللہ واحد وان یصطلحوا وعلی فعلی دمائنا فھلموا فلنتواثب علی علی فنلحقہ بعثمان الخ	یعنی طلحہ و زبیر کی روش تو ہمکو معلوم ہوگئی ہے مگر علی کا خیال آجتک ہم پر ظاہر نہوا تھا تمام لوگون کی رائے ہماری بابت ایک ہی ہے اگر علی و طلحہ و زبیر کے درمیان صلح ٹھری تو ہمارے خون ہی پر ٹھرے گی (یعنی صلح مین یہی طے پائیگا کہ ہم سے قتل عثمان کا انتقام لیا جائے) اس لئے آؤ علی پر ٹوٹ پڑین اور اون کو بھی عثمان سے ملحق کردین۔
طبری جلد ۵ صفحہ ۱۹۵	

اس تقریر[۱] کے الفاظ صاف ظاہر کر رہے ہین کہ وہ کوفی سردار جو بیعت کرنے مین سب سے

---

[۱] یہ کلام اس موقع پر الزام کی حیثیت رکھتا ہے یعنی چونکہ اصحاب جناب امیرؑ کے متعلق خود اہل سنت کے بڑے بڑے مورخین اس قسم کے واقعات بیان کر رہے ہین تو اون کو یہ حق نہین ہو سکتا کہ ایسے اشخاص کو شیعہ رافضی کہین ورنہ مالک اشتر جیسے منتخب اصحاب کی بابت شیعون کا عقیدہ بھی ہے کہ تبرائی مذہب کے پیرو تھے مگر اون کی تعداد بہت کم تھی ۱۲

آگے تھے اون کے تشیع اور دین وایمان کی حقیقت بس اسیقدر تھی کہ قتل امیر المومنین کا مشورہ محض اس بنا پر دے رہے تھے کہ آپنے قاتلان عثمان کو ہمراہ رکاب بصرہ جانے سے روکدیا تھا اس سے یہ اصلیت ظاہر نہین ہوتی کہ کوفی سرداروں نے رافضی عقائد ونظریات کے ماتحت حضرت ؑ کی خلافت تسلیم نہین کی تھی بلکہ اس نصب العین کے ماتحت تسلیم کی تھی کہ اگر کوئی فتنہ کھڑا ہو تو اوس کے شعلوں سے بچنے کا ذریعہ ہاتھ آجائے جب بعد مین امیر المومنین ؑ کا رویہ جنگ جمل کے موقع پر اون کی نگاہوں مین مشتبہ نظر آیا تو آپکے قتل کے منصوبے باندھنے لگے۔ کیا یہ تاریخی شہادت باقہم حضرات کے رویہ و یہ باور کرلینے کے لئے کافی وجوہ پیش نہین کرتی کہ جناب امیر ؑ کے گرد ایسے ہی لوگوں کا مجمع تھا جو خلافتوں کا بنانا بگاڑنا اپنے ہاتھوں کا معمولی کرشمہ تصور کرتے تھے نہ کہ قدرت کی نظر انتخاب کا وہ مخصوص کارنامہ جس مین انسانی اختیار وارادہ کو مطلق دخل نہین ہوسکتا؟ کیا اہلسنت کا عقیدہ اہل کوفہ کے اس تخیل سے کچھ اختلاف رکھتا ہے اور کیا ایوان سقیفہ بنی ساعدہ کی خلافت کانفرنس کے دن سے آجتک یہی نظریہ اون کا بنیادی مذہب نہین ہے؟

پانچوین شہادت

مورخ طبری لکھتے ہین جلد ۶ صہ ۳۱

عن الزہری قال قال صعصعۃ بن صوحان یوم صفین حین رأی الناس یتبارون الا اسمعوا واعقلوا تعلمن واللہ لئن ظہر علی لیکونن مثل ابی بکر وعمر وان ظہر معاویۃ

خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ صعصعہ بن صوحان نے بروز صفین اہل کوفہ سے خطاب کیا اور کہا کہ سنو اور سمجھو اگر علی بن ابیطالب ؑ کو غلبہ حاصل ہوا تو وہ مثل ونظیر ابوبکر وعمر کے ثابت ہوں گے اور اگر امیر معاویہ غالب ہوے

لا یقر لقائل بقول حق - تو وہ کسی حق گو کی کوئی بات نہ مانیں گے -

دیکھو صعصعہ بن صوحان[۵۱] اصحاب و انصار امیر المومنین کے زمرہ میں بلند پایہ و ممتاز شخصیت رکھتے تھے وہ کوفیوں سے خطاب فرما رہے ہیں کہ "سن رکھو اگر علی کو غلبہ حاصل ہوا تو وہ رفتار و کردار میں ابو بکر و عمر کے مثل و نظیر ثابت ہوں گے - ہر صاحب ہوش و حواس یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ مثل و نظیر ابو بکر و عمر ہونے اور ان حضرات کی روش اور سیرت پر چلنے کا مژدہ ایسے ہی لوگوں کو سنایا گیا ہوگا جو ان بزرگان دین سے خلوص عقیدت اور حسن ظن رکھتے اور ان کی سیرتوں کو شرعی حیثیت دیتے ہوئے اس کی تمنا رکھتے ہوں گے کہ ان کے آئندہ حکمران بھی شیخین سیرتوں پر مثل احکام

---

[۵۱] حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں. کان مسلما علی عہد رسول اللہ لم یلقہ ولم یرہ.... کان سیدا من سادات قومہ عبد القیس وکان فصیحا خطیبا عاقلا لسنا دینا فاضلا بلیغا یعد فی اصحاب علی رضی اللہ عنہ یعنی عہد رسالت میں مسلمان ہو چکے تھے مگر شرف صحبت رسول حاصل نہ ہو سکا..... اپنی قوم عبد القیس کے سرداروں میں سے تھے فصیح خطیب عاقل چرب زبان دیندار فاضل بلیغ تھے اصحاب علی رض میں شمار کئے جاتے تھے - ان فضائل و مناقب کے بعد لکھتے ہیں

ھذا ھو القائل لعمر بن الخطاب رض حین قسم المال الذی بعث الیہ ابو موسیٰ وکان الف الف درھم وفضلت منہ فضلۃ فاختلفوا علیہ حیث یضعھا فقام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ وقال	یعنی ایک مرتبہ یہ اتفاق ہوا کہ ابو موسیٰ کا بھیجا ہوا مال جس کی مقدار ایک لاکھ درہم تھی حضرت عمر نے مسلمانوں میں تقسیم کیا اس میں سے کچھ بچ گیا جسکی بابت اختلاف شروع ہو گیا کہ کیا کیا جائے حضرت عمر نے خطبہ خوانی شروع کر دی اور بعد حمد و ثنا ارشاد کیا کہ (بقیہ صفحہ ۵۰ پر)

خدا اور رسول کا رہبند رہین اور یہ وعدہ اون سے اسی غرض سے کیا گیا ہوگا کہ حضرات
شیخین کی سیرتون پر عمل کئے جانے کی حوصلہ افزا خوشخبری سنکر اون کی مردہ ہمتون مین
جان پڑ جائے گی اور اطاعت وحمایت امیر المومنین ع کے معاملہ مین جو عام سرد مہری د
لسبت ہمتی ظاہر ہو رہی ہو اوسی کا ازالہ ہو جائے گا۔ ضرورت مجھے یہ عرض کرنے پر مجبور
کر رہی ہو کہ شیعہ امامیہ کی جماعت حضرات شیخین کی نیاز مند وعقیدتمند تو ضرور ہو مگر
اوسکی نیازمندی وعقیدتمندی کی نوعیت مذکورہ بالا خوش اعتقادی سے بہت کچھ مختلف
ہو اوسکے نزدیک شیخین کی سیرت کو کوئی شرعی حیثیت اور دینی اہمیت حاصل نہین ہو جسپر
عمل کرنے کی اپنے حکمرانون سے تمنا رکھتی ہو اور نہ اس کی اُمیدوار ہو سکتی کہ رسول عربی ص کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ایھا الناس قد بقیت
لکم فضلۃ بعد حقوق الناس فما تقولون
فیھا فقام صعصعۃ بن صوحان وھو غلام
شاب فقال یا امیر المومنین انما تشاور
الناس فیما لم ینزل اللہ فیہ قرآنا واما
ما انزل اللہ بہ القرآن ووضعہ مواضعہ
فضعھم فی مواضعہ التی وضعہ اللہ ثم
فیھا فقال صدقت انت منی وانا منک
فقسمہ بین المسلمین ۔

لوگو! مسلمانون کے حقوق کو پورا کر دینے کے بعد کچھ مال بچ
گیا ہو اوسکی بابت کیا کہتے ہو؟ صعصعہ کھڑے ہوے
اور کہا کہ امیر المومنین! مشورہ لوگون سے فقط اون امور مین
کیا کیجئے جن کا کوئی حکم قرآن مین نہو رہا وہ امر جسکا حکم قرآن
مین موجود ہو اور خدا نے اوسکی جگہین معین کر دی ہین اوسکی
بابت مشورہ کیسا اونھین مواضع مین اوسکو رکھئے جو خدا نے
اوسکیلئے معین کر دی ہین یہ کلام سنکر حضرت عمر نے کہا تم
سچ کہتے ہو تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون پھر بقیہ
مال کو بھی مسلمانون کے درمیان تقسیم کر دیا۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ خلافت مآب کو احکام قرآن پر کتنا عبور تھا اور معمولی سے معمولی معاملہ مین بھی حکم قرآنی کے
مطابق عمل کرنے مین دائرہ علم کے تنگ ہونیکی وجہ سے کتنی مشکلات پیش آیا کرتی تھین جو بغیر طول و عریض خطبہ خوانی کے حل نہوتی تھین

حقیقی جانشین حکمرانی کے طریقون مین جناب ابوبکر و عمر کے مثل و نظیر ثابت ہون بلکہ ایسے حکمران جو سیرت شیخین کے پابند اور رفتار و کردار مین اون کے مثل و نظیر ہون اس فرقہ کے عقائد کے بموجب خلیفہ برحق تسلیم ہی نہین کئے جا سکتے۔

مختصر یہ کہ صعصعہ بن صوحان کا کلام اس حقیقت کو واضح کر دینے کیلئے کافی ہی کہ اہل کوفہ حضرات شیخین کے مخلص پیرو تھے رفضی مشرب ہرگز نہ تھے اگر ایسا ہوتا تو سیرت مین مثل و نظیر شیخین ہونے کا تذکرہ سنتے ہی چراغ پا ہو جاتے اور ایسی کھری کھری باتین سنانے لگتے کہ خدا کی پناہ۔

چھٹی شہادت بیعت امیر المومنین کن اصول کے ماتحت واقع ہوئی۔

(۱) فاما اہل مصر فانھم کانوا یشتھون علیاً واما اہل البصرۃ فانھم کانوا یشتھون طلحۃ واما اہل الکوفۃ فانھم کانوا یشتھون الزبیر فخرجوا وھم علی الخروج جمیع وفی الناس شتی لا یشک کل فرقۃ الا ان الفلج معہا وان امرھا سیتم دون الآخرین الخ

طبری جلد پنجم ص۱۰۲

(۱) محصل عبارت یہ ہی کہ اہل مصر کی خواہش تھی کہ علی کو خلیفہ بنائین اور اہل بصرۃ طلحہ کو چاہتے تھی اور کوفیون کا میلان خاطر زبیر کی جانب تھا یہ لوگ حضرت عثمان کے خلاف خروج کرنے مین تو متحد الخیال تھے مگر اشخاص کے متعلق یکدل نہ تھے ہر گروہ کی خواہش جداگانہ تھی اور ہر فرقہ اس مین شبہ نہین کرتا تھا کہ کامیابی اوسی کا ساتھ دیگی اور اوسی کا مقصود پورا ہوگا دوسرے گروہ اپنے مقاصد مین ناکام رہ جائین گے۔

(۲) قالوا بقیت المدینۃ بعد قتل

(۲) لوگون کا بیان ہی کہ شہر مدینہ پر قتل حضرت

عثمان رضہ خمسة ایام و امیرھا الغافقی
بن حرب یلتمسون من یجیبهم الی القیام
بالامر فلا یجدونہ یاتی المصریون
علیا فیختبئ منهم و یلوذ بحیطان
المدینة فاذا لقوہ باعدھم
وتبرأ منهم ومن مقالتهم مرة بعد
مرة ویطلب الکوفیون الزبیر فلا یجدونہ
فارسلوا الیہ حیث ھو رسلا فباعدھم
وتبرأ من مقالتهم ویطلب البصریون
طلحة فاذا لقیهم باعدھم وتبرأ
من مقالتهم مرة بعد مرة وکانوا
مجتمعین علی قتل عثمان مختلفین
فیمن یهوون الخ (طبری جلد پنجم ص ۱۵۵)

عثمان کے بعد پانچ دن تک غافقی بن حرب
کی حکومت رہی قاتلان عثمان ایسے شخص کی
تلاش مین پھر رہی تھے جو خلافت و امارت
کی ذمہ داری اپنے سر لے مگر کوئی ایسا شخص
اون کو ملتا نہ تھا اہل مصر علی بن ابیطالبؑ کی
تلاش مین آتے تھے تو وہ مدینہ کے باغون مین روپوش
ہو جاتے تھے اور اگر اون سے ملاقات بھی ہوئی تو
اون لوگون سے اور اون کی باتون سے بیزاری
ظاہر کرتے تھے کوفی لوگ زبیر کی تلاش مین تھے
مگر اون کو نہ پاتے تھے آخر کچھ لوگون کے ذریعہ سے
اپنا پیام اون تک پہونچایا تو اونھون نے بھی
اون لوگون سے دور رہنا ہی پسند کیا اور اونکی
باتون سے بیزاری ظاہر کی اسی طرح اہل بصرہ طلحہ کی تلاش
مین تھے جب وہ مل جاتے تھے تو وہ اون لوگون سے دور رہنا ہی پسند کرتے اور بار بار اون کی
باتون سی بیزاری کا اظہار کرتے تھے یہ تمام جماعتین قتل عثمان کے بارے مین تو اتفاق و اتحاد
خیال رکھتی تھین مگر اون کے جانشین کے معاملہ مین ہر ایک کی خواہش جدا گانہ تھی۔

جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو اہل مصر و کوفہ نے خلافت قائم کرنے کیلئے جو تدبیر
اختیار کی وہ طبری کے مندرجہ ذیل بیانات سے معلوم ہوگی۔

(۱) قالالما کان یوم الخمیس علی راس
خمسة ایام من مقتل عثمان رض جمعوا
اهل المدینة فوجدوا سعداً و
الزبیر خارجین ووجدوا طلحة فی
حائط له ووجدوا بنی امیة قد هربوا
الامن لم یطق الهرب ......
فلما اجتمع لهم اهل المدینة قال
لهم اهل مصر انتم اهل الشوری
وانتم تعقدون الامامة وامرکم
عابر علی الامة فانظروا رجلاً تنصبونه
ونحن لکم تبع فقال الجمهور علی
بن ابیطالب نحن به راضون۔

طبری جلد ۵ ص ۱۵۶

(۱) ان دونو شخصون کا بیان ہے کہ قتل عثمان
کے پانچوین دین جو کہ روز پنجشنبہ تھا قاتلان
عثمان نے تمام مدینہ والون کو جمع کیا سعد اور
زبیر مجمع سے خارج رہے اور طلحہ بھی اپنے باغ
ہی مین رہے اور بنی امیہ بھی بھاگ گئے تھے
سوا اون لوگون کے جو بھاگنے سے مجبور تھے
.... جب اہل مدینہ مجتمع ہوے
تو اون سے اہل مصر نے کہا کہ تم صاحبان شوری
ہو امامت کا منعقد کرنا تمھارا ہی کام رہا ہے
اور تمھارا امر تمام امت پر نافذ ہے پس کسی
شخص پر نظر انتخاب ڈالو اور اوسے امیر و
خلیفہ بنادو ہم اس باب مین تمھارے تابع
رہین گے جمہور اہل مدینہ نے بالاتفاق کہا کہ
رہین گے
ہم علی بن ابیطالب کو پسند کرتے ہین اور اون کی خلافت پر راضی ہین۔

(۲) قالا فقالوا لهم دونکم یا اهل
المدینة فقد اجلناکم یومین
فوالله لئن لم تفرغوا لنقتلن غداً
علیاً وطلحة والزبیر واناساً کثیراً

(۲) قاتلان عثمان نے اہل مدینہ سے خطاب
کیا کہ ہم تم لوگون کو دو دن کی مہلت دیتے
ہین اور تقسیم کہتے ہین کہ اگر تم نے انتخاب خلیفہ کا
مرحلہ طے نہ کر لیا تو ہم لوگ کل علی و طلحہ و زبیر

ففشی الناس علیا فقالوا نبایعک فقد
تری ما نزل بالاسلام وما ابتلینا بہ
من ذوی القربیٰ فقال علیؑ دعونی
والتمسوا غیری۔

طبری ص ۱۵۶

اور بہت سے دوسرے اشخاص کو قتل کر دیئے گئے
یہ سنکر اہل مدینہ علیؑ کے پاس آئے اور کہا کہ
ہم لوگ آپکے ہاتھون پر بیعت کرینگے
آپ دیکھتے ہین کہ اسلام پر کونسی آفت آگئی
ہے اور ہم اپنے ذوی القربیٰ کے ہاتھون
کس مصیبت مین مبتلا ہین علی بن ابیطالب نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو کسی دوسرے شخص کو
تلاش کر لو۔

(۳) ابن قتیبہ نے کتاب امامتہ وسیاستہ مین لکھا ہے۔

فقام الناس فاتوا علیاً فی دارہ
فقالوا نبایعک فمد یدک لابد
من امیر فانت احق بہا فقال لیس
ذلک الیکم انما ہو لاہل الشوریٰ
واہل بدر فمن رضی بہ اہل
الشوریٰ واہل بدر فہو الخلیفۃ
فنجتمع وننظر فی ہذا الامر فابی
ان یبایعہم فانصرفوا عنہ وکلم
بعضہم بعضاً فقالوا یمضی قتل عثمان
فی الآفاق والبلاد فیسمعون قتلہ

یعنی قاتلان عثمان حضرت علیؑ کی خدمت مین
آئے اور عرض کی کہ ہم آپکی بیعت کرینگے ہاتھ
بڑہایئے ایک امیر کا ہونا ضروری ہے آپ سب سے
زیادہ اس منصب کے حقدار ہین حضرت نے فرمایا
کہ یہ تمھارا کام نہین ہے بلکہ اہل شوریٰ و
اہل بدر کا کام ہے جس شخص پر وہ لوگ راضی ہوجاین
وہی خلیفہ ہوگا لہذا ہم سب کو جمع ہوکے اس
معاملہ مین غور کرنا چاہیئے یہ فرما کر آپنے بیعت
لینے سے انکار کر دیا۔ وہ لوگ واپس ہوئے
اور آپس مین یہ گفتگو کرنے لگے کہ قتل عثمان کی

ولا يسمعون انه بويع لاحد بعده
فيثور كل رجل منهم في ناحية فلانا
من ان يكون في ذالك الفساد فارجعوا
الى علىؓ ولا تتركوه حتى يبايع فيسير مع
قتل عثمان بيعة علىؓ فيطمئن الناس
ويسكنون فرجعوا الى علىؓ وترددوا الى
الاشتر النخعي فقال لعلى ابسط يدك
نبايعك فقال له مثل ما قال
لهم فقال الاشتر والله لتمدن يدك
نبايعك او لتعصرن عينيك عليها
ثالثة ولم يزل بهم يكلمهم ويخوفهم
الفتنة ويذكر انه ليس احد يشبهه
فمد يده فبايعه الاشتر ومن معه الخ
(طبری جلد ۵ ص ۴۳)

خبر بلاد و امصار میں پہونچ گئی لوگ اس خبر کو
سنیں گے اور یہ نہ سنیں گے کہ بعد عثمان کسی
شخص کی بیعت کر لی گئی تو اس صورت
میں اطراف و جوانب کے لوگوں میں شورش
برپا ہو جانیکا خطرہ ہی ہر طرف سے ایک شخص
اوٹھ کھڑا ہوگا لہذا ہم اس صورت میں فتنہ و
فساد برپا ہو جانے کی طرف سے مطمئن نہیں
ہیں پس علیؑ کے پاس واپس چلو اور اون کو
بیعت لینے پہ رضامند کئے بغیر نہ چھوڑو اس سے
یہ فائدہ ہوگا کہ خبر قتل عثمان کے ساتھ ساتھ
یہ خبر بھی مشہور ہو جائے گی کہ علیؑ کے ہاتھ پر
بیعت واقع ہو گئی لہذا لوگ مطمئن و ساکن
رہیں گے (کوئی خلفشار نہ پھیلے گا) پس
وہ لوگ علی بن ابیطالبؑ کے پاس پھر آئے اور
اشتر نخعی نے آپ سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑہائیے کہ ہم بیعت کریں آپنے اشتر سے بھی وہی باتیں
کہیں جو اس سے پہلے دوسروں سے فرما چکے تھے اشتر نے جواب دیا کہ اسوقت بیعت قبول
کر لیجئے ورنہ بعد میں یہ غنیمت موقع ہاتھ سے نکل جائیگا اور اس تیسری دفعہ بھی آپ اشک
حسرت بہاتے رہیں گے غرض اشتر کی تقریر جاری رہی بیعت نہ ہو جانے کی حالت میں جس

فتنہ و فساد کے اوٹھ کھڑے ہونے کا خطرہ تھا اوس سے حضرت کو ڈراتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ آپ جیسا مستحق خلافت کوئی دوسرا موجود نہیں ہے۔ حضرت نے دست مبارک بڑہایا اور اشتر نے مع اپنے رفقا کے بیعت کر لی۔

ان بیانات سے مندرجہ ذیل امر ظاہر ہوتے ہین۔

(۱) اہل کوفہ کا رجحان طبع زبیر کی طرف تھا اور یہ سوچکر گھر دن سے نکلے تھے کہ حضرت عثمان کو قتل کر کے زبیر کو خلیفہ بنا ئین گے اون کو یقین تھا کہ اپنے اس منصوبے مین کامیاب ہوجائینگے۔

(۲) اہل کوفہ و مصر و غیرہم کو یہ خوف تھا کہ اگر خبر قتل عثمان اطراف واکناف مین پھیل گئی تو اوس سے فتنہ و فساد برپا ہوجائے گا طوائف الملوکی شروع ہوجائے گی لہذا یہ سوچ رہے تھے کہ اگر خبر قتل عثمان کیساتھ ساتھ یہ خبر بھی لوگون تک پہونچے گی کہ کسی شخص کے ہاتھون پر بیعت کر لی گئی تو مطمئن ہوجائین گے کوئی خلفشار نہ پھیلے گا لہذا ان لوگون نے امیر المومنینؑ پر قبول بیعت و خلافت کیلئے بہت زور دیا اور ترغیب و تربیت کے مختلف ذرایع اختیار کئے۔

(۳) اہل مدینہ سے یہ کہنا کہ "تم اہل شوریٰ ہو تمھین امامت کا بندوبست کرتے رہے ہو تمھارا امر امامت پر نافذ ہے لہذا کسی شخص پر نظر انتخاب ڈالو اور اوسکو امام بنا دو ہم اس معاملہ مین تمھارے تابع رہین گے"۔ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ نصب امام کے مسئلہ مین قاتلان عثمان جن مین اہل کوفہ سب سے آگے تھے کس قسم کے عقائد و خیالات رکھتے تھے اون کا نظریہ یہی تھا کہ امامت کا بندوبست مدینے کے اہل حل و عقد کے ہاتھون مین ہے اون کو یہ حق حاصل ہے

کہ جسکو چاہین منتخب کرکے خلیفہ و امام بنا دین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اونھون نے بالاتفاق حضرت علیؑ کی امامت پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور اہل کوفہ وغیرہم نے اون کی پیروی کرتے ہوے حضرتؑ کو امام و خلیفہ تسلیم کر لیا۔

(۴) اہل مدینہ کو نصب امام کے لئے یہ دھمکی دیکر رضامند کیا گیا کہ اگر تم نے دو دن کے اندر کسی کا انتخاب و تقرر نہ کر دیا تو ہم علیؑ و طلحہ و زبیر اور اون کے ساتھ بہت سی اشخاص کا خاتمہ کر دین گے۔

اگر عقل مین فتور نہ ہو تو ان تاریخی بیانات مین یہ باور کر لینے کیلئے کافی وجوہ موجود ہین کہ اہل کوفہ نے اوخھین عقائد و نظریات کی روشنی مین امیرالمومنین کی بیعت قبول کی تھی جو فرقۂ اہلسنت سے خصوصیت رکھتے ہین روافض کے مسلمہ عقائد اون کے سراسر مخالف ہین پھر کوئی ایسا شخص جو عقل و فہم سے واسطہ رکھتا ہو یہ کہنے کی جرأت کیونکر کر سکتا ہی کہ مدینہ کے اہل حل و عقد کو نصب امام کا مختار کل سمجھنے والے اور اون کی پیروی کرتے ہوے اسی نظریہ کی روشنی مین امیرالمومنینؑ کی بیعت کرنے والے آپکے چہار سالہ دور حکومت و خلافت مین رافضی مشرب ہو گئے تھے اور ساری قوم نے تولّا و تبرا کے مسالہ مین وہی رنگ اختیار کر لیا تھا جو روافض کی فطرت مین داخل ہو چکا ہی؟ ہان یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ وہ لوگ اوس قسم کا تشیع ضرور رکھتے تھے جو خالص تسنن کا مرادف ہی اور اکابر علمائے اہلسنت خود اس کا اعتراف کر چکے ہین جیسا کہ اوپر گذرا۔

ساتوین فیصلہ کن شہادت سہم ذوی القربیٰ کے معاملہ مین

روی الطحاوی عن محمد بن | طحاوی نے روایت کی ہی کہ محمد بن خزیمہ یوسف بن سندی سے اور وہ عبداللہ بن

اہل عراق سیرت جناب امیرؑ کا تقیہ

خزیمہ

عن یوسف بن عدی عن عبد اللہ بن المبارک عن محمد بن اسحاق قال سالت اباجعفر یعنی محمد بن علیؑ قال ارایت علی بن ابیطالب حیث ولی العراق کیف صنع فی سہم ذوی القربیٰ قال سلک بہ واللہ سبیل ابی بکر وعمر فقلت فکیف انتم تقولون ما تقولون قال اما واللہ ما کان اہلہ یصدرون الا عن رایہ قلت فما منعہ قال کرہ واللہ ان یدعی علیہ بخلاف سیرۃ ابی بکر وعمر۔

فتح القدیر منقول از تشئید المطاعن ص ۴۶

المبارک سے اور وہ محمد بن اسحاق سے راوی ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو جعفر یعنی محمد بن علی (علیہما السلام) سے پوچھا کہ جب علی بن ابیطالب عراق کے والی ہوئے تو اونھوں نے سہم ذوی القربیٰ (جس سے خلاف نص قرآنی شیخین نے ذوی القربیٰ کو محروم کر دیا تھا) کے معاملہ میں کیا روش اختیار کی؟ ابو جعفرؑ نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر کی راہ پر چلتے رہے۔ میں نے کہا کہ پھر آپ لوگ جو (شیخین کے متعلق) کہا کرتے ہیں اوسکا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ اہلبیت امیر المومنینؑ آپ کی رائے کیخلاف نہیں چلتے (یعنی ہم سہم ذوی القربیٰ کے متعلق شیخین کے طرز عمل کو جس نظر سے دیکھتے ہیں اور اوسکے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں وہ حضرت امیر المومنین ہی کی رائے کے موافق ہے آپ کی رائے یہی تھی) میں نے کہا کہ کونسی بات مانع ہوئی جو امیر المومنین نے اپنی رائے کے مطابق عمل نہ کیا؟ فرمایا کہ حضرتؑ نے اسبات کو پسند نہ کیا کہ آپکے اوپر مخالفت ابی بکر و عمر کا الزام لگایا جائے۔

یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ اہل عراق کی اکثریت سیرت ابوبکر و عمر کی اس حد تک دلدادہ تھی اور اوس کو اس درجہ کی شرعی حقیقت اور دینی اہمیت دے رہی تھی کہ جناب امیر علیہ السلام

مخالفت سیرت شیخین کے الزام سے بچنے کے لئے ایک ایسے امر مین تبدیل و تغیر کرتے جو آپ کی رائے مین نصوص قرآنی اور احکام شریعت کے خلاف جاری کیا گیا تھا اگر آپ کی رعایا مین رافضیون کے عقائد و خیالات پھیل چکے ہوتے تو حضرات شیخین کا طریقہ کار ان کے نزدیک اس قدر مقبول و محبوب کیون ہوتا جناب امیرؑ الزام مخالفت شیخین سے کیون جھجکتے اور لوگون کی شورش پسندی اور ناراضی کے خوف نے آپکو اپنے ضمیر اور اپنی رائے کے خلاف کسی سیرت ابوبکر و عمر کو باقی رکھنے کی ضرورت کیون پیش آتی ؟

آٹھوین شہادت
اہل عراق خارجی ہو جانے کے بعد بھی ولایت شیخین پر فریفتہ تھے

مورخ طبری لکھتے ہین ۔ جلد ششم ص ۱۰۹ مطبع مصر

قال فدعانا المستورد بن علقمة فقال اتکتب یا ابن اخی قلت نعم فدعا لی برقٍ و دواةٍ وقال اکتب من عبد اللہ المستورد امیر المومنین الی سماک بن عبید اما بعد فقد نقمنا علی قومنا الجور فی الاحکام وتعطیل الحدود والاستیثار بالفیٔ و انا ندعوک الی کتاب اللہ عزوجل وسنة نبیه صلعم وولایة ابی بکر وعمر رضوان اللہ علیهما والبرأة من

راوی کہتا ہے کہ مجھے (رئیس خوارج) مستورد بن علقمہ نے طلب کیا اور کہا کہ اے فرزند برادر! تم لکھنا جانتے ہو؟ مین نے کہا ہان جانتا ہون تب اوس نے ایک جھلی اور دوات منگوائی اور کہا کہ لکھو یہ خط بندۂ خدا مستورد امیر المومنین کی جانب سے سماک بن عبید کی طرف ہے اما بعد ہم نے اپنی قوم پر فیصلون مین ظلم کرنے حدود شرعیہ کو معطل کر دینے اور مال غنیمت کو اپنے لئے مخصوص کر لینے کا الزام لگایا ہے اور ہم تم کو بلاتے ہین کتاب خدا سنت رسول اور ولایۃ ابوبکر و عمر کی جانب اور

عثمان وعلی لاحداثهما فی الدین و ترکهما حکم الکتاب۔	عثمان وعلیؑ سے اظہار نفرت وبیزاری کی طرف اس لئے کہ ان دونون نے دین مین بدعتین کین اور حکم کتاب خدا کو چھوڑ دیا۔

دیکھو اور آنکھین کھولکر دیکھو فرقہ خوارج کا ایک رئیس جس کے ہاتھون پر اس فرقہ کے افراد بعیت کر چکے ہین اور جو اپنے آپ کو امیر المومنین سمجھتا ہے۔

ایک دعوت نامہ مین کتاب خدا وسنت نبی کے ساتھ ساتھ ولایت ابوبکر وعمر کی طرف بھی لوگون کو علانیہ دعوت دے رہا ہی جس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل عراق کے دلون کی رگ رگ مین محبت وولایت شیخین اسدرجہ پیوست ہو چکی تھی کہ مذہب تسنین سے باہر ہوکر مسلک خوارج قبول کر لینے کے بعد بھی اوس کا سکہ اوسی طرح جما رہا جیسے پہلے تھا فانہ بربادی دین وایمان کے مرتکب ہوے حضرت عثمان وحضرت علی بن ابیطالبؑ سے منحرف وبیزار ہو گئے، مگر ولایت شیخین کو دین وایمان سمجھنے مین فرق نہ آیا پھر کیا تم اس کے بعد بھی یہ باور نہ کروگے کہ زمان سابق مین امیر المومنینؑ کا ساتھ دینے والے جو شیعہ کے لقب سے مشہور ہوے در اصل اہلسنت کے عقائد رکھتے تھے اور خارجیت کی شاخ اسی اصل شیر ین سے بآسانی پھوٹ نکلی تھی اون کے تشیع مین فرقہ امامیہ کے تشیع کا رنگ مطلق نہ تھا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ارباب ملت سُنیہ خوارج کی روایتون کو نہایت صحیح وموثق ٹہراتے ہوے بسروچشم قبول کر لیتے مگر شیعہ امامیہ کی شہادت معمولی امور مین بھی قبول کرلے پر رضامند نہ ہوتے تم اس سے پہلے دیکھ چکے کہ امام ابوداؤد کو روایات خوارج کی صحت مین کوئی شبہ نہین ہوتا مگر امام شافعی روافض کی گواہی پر بھی کان دھرنا

نہین چاہتے پھر بتاؤ کہ اگر فرقۂ خوارج کو اہلسنت سے کوئی سابق رشتہ نہ رہا ہوتا بلکہ خارجی

مذہب ہو جانے سے پہلے اون کے عقائد روافض سے ملتے جلتے رہے ہوتے تو اون کے

ساتھ علمائے اہلسنت کی جانب سے اس قدر رواداری کیون برتی جاتی اور اونکو سچائی

و راست گفتاری کی وہ سند کیون عطا کیجاتی جس سے روافض کو نہایت تنگ نظری

کے ساتھ محروم رکھا گیا ہے ارکان مذہب اہل سنت کی طرف سے فرقۂ خوارج کے ساتھ

انتہائی رواداری کا برتاؤ اس کے سوا اور کس بنا پر کیا گیا ہے کہ خارجیت قبول کر لینے کے

بعد بھی رنگ تسنن اون سے اوڑنے نہین پایا تھا بلکہ ولایت شیخین کے معاملہ مین یہ دو فرقے

ایک دوسرے سے بغلگیر نظر آتے تھے اور یہ چیز اون دونون کے درمیان مابہ الاشتراک کی

حیثیت رکھتی تھی اور خارجیت درحقیقت تسنن ہی کی فی الجملہ بگڑی ہوئی تصویر تھی۔

تنقیح چہارم امر چہارم کی تنقیح اس مقام پر اس غرض سے ضروری ہے کہ محترم

ناظرین بآسانی یہ باور کر سکین کہ جس فرقہ ملت کے افراد واقعات کربلا کے قبل و بعد ایسے

ایسے ہولناک جرائم کے عادت رکھتے ہون گے اونھین کے ہاتھون سے کربلا کے حوادث

بھی واقع ہوئے ہون گے کیونکہ جرم کی توقع جرم کی عادت رکھنے والے افراد ہی سے کیجا سکتی

ہے نہ کہ کسی امن پسند و خوش کردار جماعت سے۔ لہذا چند ایسے تاریخی شواہد یہان

پیش کئے جاتے ہین جن کے دیکھنے سے اس امر مین شبہ کی گنجائش باقی نہین رہ سکتی

کہ حضرت عثمان کے مقدس خون کو مباح قرار دینے والے اور اوسکو حد سے سوا بے وقعت و

کم وزن تصور کرنے والے بفضلہ تعالیٰ مہاجرین و انصار اور اون کے وہ تابعین ہی تھے

جو مذہب تسنن کا سنگ بنیاد رکھنے والے تھے جن کی ذہنی و عملی قوتون نے اصول تسنن کو

عالم بین فروغ دیا اور جن کے کسی قول و فعل کے خلاف نکتہ چینی کرنا عقائد اہلسنت کے رو سے کفر و الحاد کا مرادف قرار پاتا ہے اور فرقہ سنیہ کا مذہبی نظریہ جن کے بارے مین یہ ہے کہ کسی قول و فعل سے خواہ اوس کی نوعیت کچھ بھی ہو اون کی عدالت مین خلل نہین پڑ سکتا اون کے افعال و حرکات کا شریعت مصطفویہ کے کسی قانون کی گرفت مین آنا تو درکنار بارگاہ خداوندی سے اجر جزیل کا استحقاق حاصل کئے بغیر نہین رہ سکتے کیونکہ وہ عادل تھے اور بہرحال عادل تھے اگر میرے اس کلام کے صحیح ہونے مین کسی بندہ خدا کو شک ہو تو اوسکو شیخ عبدالوہاب شعرانی کا یہ صاف ستھرا بیان بغور پڑھ لینا چاہیئے۔

اہلسنت کے نزدیک تمام صحابہ عادل و ماجور ہین خواہ مبتلائے فتن ہوے ہون یا نہین	المبحث الرابع والاربعون فی بیان وجوب	چوالیسوان مبحث اس بیان مین ہے کہ صحابہ کے مابین جو اختلاف کی صورتین پیدا ہوئین اون کے

الکف عما شجر بین الصحابۃ ووجوب اعتقاد انھم ماجورون وذلک لانھم کلھم عدول باتفاق اھل السنۃ سواء لابسوا الفتن اولم یلابسوھا کفتنۃ عثمان وصفین ووقعۃ الجمل انتھی۔ کتاب الیواقیت والجواھر۔

متعلق زبان بند رکھنا ہی واجب ہے اور یہ اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ حضرات اجر ضرور پائین گے اور یہ اس لئے کہ سب کے سب باتفاق اہل سنت عادل تھے خواہ مبتلائے فتن ہوے ہون یا نہ ہوے ہون مثلاً فتنہ عثمان اور فتنہ صفین و واقعہ جمل۔

نیز ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ۔

ذھب جمھور العلماء الی ان الصحابۃ کلھم عدول قبل فتنۃ عثمان وعلی وکذا بعدھا ۔	جمہور علمائے اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ کل صحابہ عادل تھے فتنہ عثمان وعلیؓ سے پہلے بھی اور بعد بھی ۔

دیکھیے قلعہ عدالت صحابہ کی بنیاد کتنی ٹھوس اور مستحکم واقع ہوئی ہے کہ سیلاب فتن کی تمام قوتین اوس مین رخنہ اندازی سے عاجز نظر آتی ہین اور اس عدالت کی بارگاہ خداوندی مین اتنی عزت و وقعت ہے کہ فتنون مین مبتلا ہونا اوس کے نزدیک استحقاق اجر و ثواب مین کسی خسارہ کا سبب نہین ہوتا بلکہ فتنہ ایک ثواب جدید کا حق پیدا کر دیتا ہے اور ہر بے اعتدالی مین عدالت قرار پا کر حسنات مین معتدبہ اضافہ کر لیتی ہے ۔ حق تو یہ ہے کہ بزرگان دین سے خوش اعتقادی حضرات اہل سنت ہی کا حق ہے بہر حال ناظرین میرے معروضات پر سرسری نظر کرتے ہوے واقعات ذیل کو بھی ملاحظہ کر لین ۔

ام المومنین حفصہ کی گہر فشانی صحابہ نے نصرت عثمان سے منھ موڑ لیا لہذا اوس آیت کے مصداق ٹھہرے جو کفار مکہ کے بارے مین نازل ہوئی تھی

علامہ جلال الدین سیوطی رسالہ رفع الاسل فی ضرب المثل مین لکھتے ہین ۔ منقول از تشئید المطاعن جلد دوم صد ۱۹۳

عن ام المومنین حفصۃ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت فی المدینۃ واھلھا لما قتل عثمان رضی اللہ عنہ وتخلفوا	یعنی ام المومنین حفصہ نے مدینہ واہل مدینہ کے متعلق اوس وقت جبکہ عثمان قتل ہو چکے اور ان لوگون نے اون کی کچھ امداد نہ کی اور اس

عن نضرہ وجوی علیھم فی وقعۃ الجمل ماجری ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغداً من کل مکانٍ فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ فتمثلت ام المومنین رض لاھل المدینۃ بھذہ الآیۃ واکثرھم صحابۃ والآیۃ نازلۃ فی کفار مکۃ بلا شک بدلیل قولہ عقیبھا ولقد جاءھم رسول منھم فکذبوہ الآیۃ انتھی ۔

بیوفائی کے صلہ مین، جو مصیبتین اون پر گذرنے والی تھین واقعہ جمل مین گذر چکین آیت پڑھی ضرب اللہ مثلاً الخ

جس کا محصل یہ ہی کہ خدا نے یہ مثل بیان فرمائی کہ ایک بستی تھی جو امن و اطمینان کی حالت مین بسر کرتی تھی ہر جگہ سے اوسکی روزی بافراغت اوس کے پاس آجاتی تھی پھر اوس نے نعمات الٰہیہ کی ناشکر گذاری اختیار کر لی لہذا خدا نے بھوک اور ڈر کا اوسکو مزہ چکھا دیا بدلہ مین اون اعمال کے جو وہ کیا کرتے تھے ۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین اس روایت کو وارد کیا ہے ۔ ام المومنین نے اس آیت سے اہل مدینہ کی مثل بیان کی حالانکہ اکثر اون مین صحابہ تھے اور آیت کفار مکہ کی بابت نازل ہوئی ہی اس مین کوئی شک و شبہ نہین خداوند عالم کا یہ ارشاد جو آیت مذکورہ کے بعد واقع ہی ولقد جاءھم رسول منھم فکذبوا الخ اسکی دلیل ہی کہ وہ آیت کفار مکہ کے بارے مین نازل ہوئی ہی ۔

ام المومنین کے اس بصیرت افروز کلام سے ظاہر ہوگیا کہ اہل مدینہ جن مین اکثر صحابہ عدول تھے حضرت عثمان کی امداد سے دست بردار رہے اور اس بیوفائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوس آیہ مبارکہ کے مصداق ٹھہرے جو بے شبہ کفار مکہ کی شان مین نازل ہوئی تھی ۔

سبحان اللہ کون بتائے کہ ام المومنین کے خیالات و افکار پر رفضیت کا سایہ کیونکر پڑ گیا جو کفار مکہ کی شان میں نازل شدہ آیت کو صحابہ کرام کے حسب حال ٹھہرانے لگیں۔

سفاکان مصر و کوفہ کی یورش کنز العمال ملا متقی میں مروی ہے (کتاب الفضائل

میں صحابہ کا اشارہ اپنے باب فضائل عثمان)

امام کے عیوب کا پروپیگنڈا اور خوبیوں کا اخفا

عن اسماعیل بن ابی خالد قال لما نزل اھل مصر الجحفۃ یعاتبون عثمان صعد عثمان المنبر فقال جزاکم اللہ یا اصحاب محمد عنی شرا اذعتم السیئۃ وکتمتم الحسنۃ واغریتم بی غوغاء الناس ایکم یاتی ھولاء القوم فیسألھم ما الذی نقموا علی وما الذی یریدون ثلاث مرات فلم یجبہ احد فقام علی فقال انا الخ۔

اسماعیل بن ابی خالد راوی ہے کہ جب اہل مصر مقام جحفہ پر آ پہنچے اور عثمان کے خلاف ناراضی و عتاب کا مظاہرہ کرنے لگے تو حضرت عثمان نے منبر پر جا کر فرمایا اے صحابہ رسول! خدا تمھیں بری جزا دے تم نے میری برائیوں کا پروپیگنڈا کیا اور خوبیاں چھپائیں اور میرے خلاف شریروں کو بھڑکا دیا اب تم میں ایسا کون ہے جو ان سے جا کر پوچھے کہ میرے خلاف کون سے الزامات لگائے ہیں اور کیا چاہتے ہیں حضرت عثمان نے یہ ارشاد تین بار دہرایا مگر کسی نے جواب نہ دیا تب علی بن ابیطالب اٹھے اور فرمایا کہ میں جاؤں گا الخ

صحابہ پر حضرت عثمان کی بد دعا و اقعہ حرہ میں اس بد دعا کا اثر ظاہر ہوا

اسی کتاب کنز العمال میں ہے

عن مجاهد قال اشرف عثمان على الذين
حصروه فقال يا ايها الناس لا تقتلوني
فاني وال واخ مسلم فوالله ان اردت الا
الاصلاح ما استطعت اصبت او اخطأت
وانكم ان تقتلوني لا تصلون جميعًا
ابدًا ولا تغزون جميعًا ابدًا ولا
يقسم فيئكم بينكم فلما ابوا قال اللهم
احصهم عددًا واقتلهم بددًا ولا تبق
منهم احدًا قال مجاهد فقتل الله منهم
من قتل في الفتنة وبعث يزيد الى اهل
المدينة عشرين الفًا واباحوا المدينة
ثلاثًا يصنعون ما شاء والمداهنتهم ابن
سعد انتهى۔

یعنے مجاہد راوی ہے کہ حضرت عثمان نے اپنے
مکان کی چھت سے محاصرہ کرنے والون کو خطاب
کیا اور فرمایا لوگو! مجھے قتل نہ کرو کیونکہ مین تمھارا
والی وحاکم اور ایک مسلمان بھائی ہون مجھے
قتل کر کے کچھ نہ پاؤگے پھر تمھین یکجا ہو کے نماز
ادا کرنا اور قرآن پڑھنا کبھی نصیب نہ ہوگا اور
نہ کبھی تمھارا مال غنیمت تمھارے درمیان تقسیم
ہو سکے گا (بھلا اون خونخوارون کے دل مین
اتنا درد کہان تھا اور اسلامی حمیت کب تھی
جو حضرت عثمان کی عاجزانہ منت وسماجت اور
ہمدردانہ نصیحت کچھ بھی اثر ڈال سکتی) جب
اونھون نے حضرت عثمان کی باتین نہ سنین
تو آپ نے فرمایا کہ پروردگارا ان لوگون کو
ایک ایک کر کے چن لینا اور جدا جدا ہلاک کر دینا اور ایک متنفس کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔
مجاہد کا بیان ہے کہ (اس بددعا کا یہ اثر ہوا کہ) اون مین سے فتنون مین جو قتل ہوے
وہ ہوے (باقی کی ہلاکت کا یہ سامان ہوا کہ) یزید نے اہل مدینہ کی طرف بیس ہزار جوانون پر
مشتمل ایک ٹڈی دل فوج بھیجی جس نے تین دن تک قتل وغارت کیلئے مدینہ کو مباح کر دیا
سپاہی جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے یہ سب مصیبتین اہل مدینہ کے مکاری ونفاق کا نتیجہ تھین۔

حضرت عثمان کا مہاجرین و انصار سے خطاب مین نے جو کچھ کیا وہی عمر بھی کرتے تھے مگر تم نے اون کے مقابلہ مین سر نہ اوٹھایا۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ

لما اکثر الناس علی عثمان بن عفان صعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد فان لکل شیء آفۃ ولکل نعمۃ عاھۃ وان آفۃ ھذا الدین وعاھۃ ھذہ الملۃ قوم عیابون طعانون یرونکم ما تحبون ویسرون ما تکرھون اما واللہ یا معشر المھاجرین والانصار لقد عبتم علی اشیاءً ونقمتم امورًا قد اقررتم لابن الخطاب مثلھا ولکنہ وقمکم وقمعکم ولم یجترئ احد یملأ بصرہ منہ ولا یشیر بطرفہ الیہ

ابن قتیبہ مین مذکور ہی صفحہ ۲٦

جب لوگون نے حضرت عثمان پر الزامات لگائے تو آپنے منبر پر جاکر بعد حمد و ثنا یہ کہا کہ ہر شے کیلئے ایک آفت اور ہر نعمت کیلئے ایک مصیبت ہوا کرتی ہی اس دین کی آفت اور اس ملت کی مصیبت وہ عیب جو اور طعن و تشنیع کی عادت رکھنے والی قوم ہی جو تمھاری محبوب باتون کو تمھاری نظر کے سامنے لاتی ہے اور جن باتون کو تم پسند نہین کرتے اوس پر پردہ ڈالدیتی ہے اے گروہ مہاجرین و انصار تم نے مجھ پر ایسی چیزون اور ایسے امور کے متعلق الزامات لگائے ہین جیسے عمر بن الخطاب کے زمانہ مین بھی واقع ہوا کرتے تھے اور تم اون کے بارے مین عمر کے سامنے سر تسلیم خم رکھتے رہے ہو اس کا سبب بس یہی تھا کہ اونھون نے تمھاری سرکوبی خوب کر دیتی تھی اس لئے کسی مین دم نہ تھا کہ اون کی طرف آنکھ بھر کر دیکھتا یا اون کی جانب آنکھون سے اشارہ بھی کر سکتا۔

مہاجرین پر حضرت عثمان کی زندگی دو بھر ہو رہی تھی

قال فخرج ابن عباس فقال عثمان لمعاویۃ ما تری فان ھولاء المھاجرین قد استعجلوا القدر ولا بد لھم مما فی انفسھم ۔ امامۃ وسیاسۃ صفحہ ۲۹

ابن عباس کے چلے جانے کے بعد حضرت عثمان نے معاویہ سے کہا کہ آخر تیری کیا رائے ہے یہ مہاجرین تو یہ چاہتے ہین کہ میری بابت قضا و قدر کہین جلد جاری ہو جائے اور جو کچھ اون کے دلون مین ہے وہ ضرور کر کے رہین گے ۔

جناب عثمان کی بجلانت صحابہ کا شکایت نامہ یا ایک مفصل فرد جرم

قال وذکروا انہ اجتمع ناس من اصحاب رسول اللہ صلعم کتبوا کتابًا ذکروا فیہ ما خالف فیہ عثمان من سنۃ رسول اللہ وسنۃ صاحبیہ وما کان من ھبتہ خمس افریقیۃ لمروان وفیہ حق اللہ ورسولہ ومنھم ذو القربی والیتامٰی والمساکین وما کان تطاولھ فی البنیان حتی عدوا سبع دور بناھا بالمدینۃ دارًا لنائلۃ ودارًا لعائشۃ وغیرھما من اھلہ وبناتہ

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ اصحاب رسول صلعم کی ایک جماعت نے مجتمع ہو کر ایک شکایت نامہ تحریر کیا اور اوس مین وہ تمام امور قلمبند کئے جن مین عثمان نے سنت رسول صلعم اور سنت ابوبکر و عمر کے خلاف عمل کیا تھا اور اس شکایت نامہ مین مندرجہ ذیل الزامات بھی مندرج تھے

(۱) افریقیہ کا مال خمس مروان کو عطا کر دینا حالانکہ اوس مین خدا و رسول اور دیگر مستحقین کے حقوق شامل تھے ۔

(۲) تعمیر عمارات کا حد سے بڑھا ہوا شوق ۔ اون لوگون نے مدینہ مین سات مکانات شمار کرائے تھے کوئی نائلہ کے لئے مخصوص تعمیر

وبنیان مروان القصور بذی خشب وعمارة الاموال بها من الخمس الواجب لله ولرسوله وما کان من افشائه العمل والولایات فی اهله وبنی عمه من بنی امیة لحداث وغلمة لاصحبة لهم من الرسول ولا تجربة لهم بالامور الخ

امامة وسیاسة صت ۳۱

کرایا گیا تھا اور کوئی عائشہ کیلئے اسی طرح دوسری بیویون اور بیٹیون کے لئے عمارتین علیحدہ علیحدہ تھین ۔

(۳) مروان نے مقام ذی خشب مین قصر و محلات تعمیر کرائے اور اون کو ایسے اموال خمس سے بھر دیا جن مین خدا و رسول کا حق واجب شامل تھا

(۴) حکومت کے عہدے اپنے رشتہ دارون اور کنبے والون پر تقسیم کئے جاتے ہین اور وہ بھی ایسے نوعمر لوگون پر جن کو نہ صحبت رسولؐ نصیب ہوئی اور نہ انتظام امور حکومت کا کوئی تجربہ رکھتے ہین ۔

طلحہ کی سرگرمی حضرت عثمان پر پانی بند کرادیا

فاقام اهل الکوفة واهل مصر بباب عثمان لیلاً ونهاراً وطلحة یحرض الفریقین جمیعاً علی عثمان ثم ان طلحة قال لهم ان عثمان لا یبالی ماحصرتموه وهو یدخل علیه الطعام والشراب فامنعوه الماء ان یدخل علیه ۔

(امامه وسیاسته صت ۳۵)

اہل کوفہ واہل مصر عثمان کے دروازہ پر رات دن پہرہ بٹھائے ہوے تھے اور طلحہ دونو فریقون کو عثمان کے خلاف ابھار رہے تھے پھر طلحہ نے اون سے کہا کہ عثمان کو تمہارے محاصرہ کی کچھ پروا نہین ہے کیونکہ کھانا اور پانی اون تک برابر پہونچ رہا ہے لہذا منع کردو کہ پانی اون تک پہونچنے ہی نہ پائے ۔

پانی بند کرانے پر طلحہ کے روبرو حضرت عثمان کا احتجاج اور اوس کا جواب باصواب

وذکروا ان عثمان لما منع الماء صعد علی القصر واستوی فی اعلاه ثم نادی ابن طلحة فاتاه فقال یا طلحة اما تعلم ان بئر رومة کانت لفلان الیهودی لا یسقی احدًا من الناس منها قطرةً الا بثمنٍ فاشتریتها باربعین الفا فجعلت رشائی فیها کرشاء رجل من المسلمین لم استاثر علیهم قال نعم قال فهل تعلم ان احدًا یمنع ان یشرب منها الیوم غیری لم ذلک قال لانک بدلت وغیرت قال فهل تعلم ان رسول الله قال من اشتری هذا البیت وزاد فی المسجد فله الجنة فاشتریته بعشرین الفا وادخلته فی المسجد

راویوں کا بیان ہے کہ عثمان پر جب پانی بند کر دیا گیا تو وہ اپنے قصر کے بالائی حصہ پر جلوہ افروز ہوئے اور طلحہ کو پکارا جب وہ سامنے آئے تو فرمایا کہ اے طلحہ! کیا تمھیں نہیں معلوم کہ چاہ رومہ فلاں یہودی کی ملکیت تھا وہ بغیر دام وصول کئے کسی کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتا تھا میں نے اوس کنوین کو چالیس ہزار پر خرید کر لیا اور اوس پر اپنا کوئی مخصوص حق مالکانہ قائم نہیں کیا بلکہ اوس سے پانی لینے میں اپنی حیثیت دوسرے مسلمانوں کے برابر ہی رکھی جس طرح سب سیراب ہوتے تھے میں بھی ہوتا تھا؟ طلحہ نے جواب دیا ہاں مجھے اس کا علم ہے تو عثمان نے کہا کہ آخر میرے سوا کوئی اور بھی ہے جس پر اوس کنوین کا پانی بند کر دیا گیا ہو اس ظلم صریح کا سبب کیا ہے؟ طلحہ نے جواب دیا اس لئے کہ تم نے دین کو بدلا اور بگاڑ ڈالا آہ کیسی عدالت ہے کہ خود حضرت عثمان کے خرید کردہ کنوین

قال طلحة نعم قال فهل تعلم اليوم
احداً يمنع فيه من الصلوة غيري
قال لا قال لم قال لانك غيرت
و بدلت ثم انصرف عثمان و بعث
الی علیؑ یخبره انه منع من الماء
و يستغيث به فبعث اليه علیؑ
ثلاث قرب مملوة ماءً فما كادت
تصل اليه فقال طلحة ما انت
وهذا وكان بينهما في ذلك كلام
شديد -

امامة وسياسة ص ۳۶

سے پانی کے جام نوش کیے جاتے ہین اور اصل
مالک ایک ایک قطرہ کے لیے محروم کر دیا گیا ہے
ناظرین کو یہ دیکھکر تعجب نہونا چاہیے کہ بدی
و سفاکی کا نام عدالت رکھ لیا گیا ہے کیونکہ یہ
اوس دنیا کی نوبت سے تعلق رکھتا ہے جہان ظالم و
مظلوم قاتل و مقتول دونو پیارے ہوتے ہین)
پھر حضرت عثمان نے فرمایا کہ تمھین رسولؐ کا
یہ ارشاد معلوم ہے کہ جو اس گھر کو خرید کر مسجد نبی
مین شامل کر دے گا اوسکو جنۃ حاصل ہوگی مین نے
اسی ارشاد نبوی کے بموجب اس گھر کو بیس ہزار
قیمت دیکر خرید لیا اور داخل مسجد کر دیا؟ طلحہ
نے کہا ہان جانتا ہون عثمان نے کہا پھر یہ بتا سکتے ہو کہ میرے سوا کوئی اور بھی ایسا ہے
جس کو اوس مسجد مین نماز پڑھنے سے روکدیا گیا ہو؟ طلحہ نے کہا نہین تب عثمان نے کہا
کہ آخر مجھ پر یہ ستم کیون کیا جا رہا ہے؟ طلحہ نے جوابدیا اس لئے کہ تم نے دین مین تبدل و
تغیر واقع کیا (جب اس احتجاج کا کوئی اثر نہ ہوا تو) جناب عثمان واپس ہوے اور حضرت
علیؑ کے پاس پیام بھیجا اور فریاد کی کہ مجھپر پانی بند ہے (امداد کیجیے) حضرت علی نے تین
مشکین پانی کی بھجوائین جس کے پہونچنے مین روک ٹوک کی گئی طلحہ نے حضرت علی سے کہا
کہ آپکو اس شخص (عثمان سے) کیا سروکار ہے۔ اس بارے مین دونو شخصون (طلحہ و حضرت علیؑ م

کے درمیان سخت گفتگو ہوگئی۔

سعد بن ابی وقاص کا خط عمرو بن عاص کے نام۔ قاتلان عثمان کون تھے؟

قال ثم کتب عمرو بن العاص الی سعد بن ابی وقاص یسالہ عن قتل عثمان ومن قتلہ ومن تولی کبرہ فکتب الیہ سعد انک سألتنی من قتل عثمان وانی اخبرک انہ قتل بسیف سلتہ عائشۃ وصقلہ طلحۃ وسمہ ابن ابیطالب وسکت الزبیر واشار بیدہ وامسکنا نحن ولو شئنا دفعناہ عنہ ولکن عثمان غیر وتغیر واحسن واساء فان کنا احسنا فقد احسنا وان کنا اسأنا فنستغفر اللہ۔

عمرو عاص نے سعد بن ابی وقاص کو خط لکھا اور اوس میں قتل عثمان اور قاتلوں کی بابت سوالات کئے سعد بن ابی وقاص نے جواب میں لکھ بھیجا کہ تم نے مجھ سے قتل عثمان کی بابت سوال کیا ہے لہذا میں تمھیں بتاتا ہوں کہ عثمان اوس تلوار سے قتل کئے گئے جس کو عائشہ نے نیام سے کھینچا تھا اور طلحہ نے اوس پر صیقل کی تھی علی بن ابیطالب نے اوسکو زہر میں بجھایا تھا زبیر خاموش تو رہی مگر ہاتھ سے اشارہ کردیا ہم نے بھی امداد عثمان سے ہاتھ کھینچ لیا تھا اگر چاہتے تو اس آفت کو اون سے ٹال دیتے لیکن ہم نے اس لئے مدافعت گوارا نہ کی کہ) اونھوں نے دین میں رد و بدل واقع کی تھی خود بھی متغیر ہوگئے تھے (یعنی اون کی نفسانی کیفیت بہ نسبت پہلے کے بدل گئی تھی) اونھوں نے اچھے کام بھی کئے اور برے بھی پس اگر ہم نے اچھا کام کیا تو خوب کیا اور اگر برا کیا تو خدا سے توبہ واستغفار کرتے ہیں (جب جرم وگناہ کا یقین ہی نہیں تو توبہ کیسی؟ مترجم)

اقرار جرم اور زود پشیمانی

واتاهما عبد الله بن خلف فقال لهما انه ليس احد من اهل الحجاز كان منه في عثمان شيء الا وقد بلغ اهل العراق وقد كان منكما في عثمان من التخليب والتاليب ما لا يدفعه جحود ولا ينفعكما فيه عذر واحسن الناس فيكما قولا من ازال عنكما القتل والزمكما الخذل ......

...... فقال طلحة ننكر القتل ونقر بالخذل ولا ينفع الاقرار بالذنب الا مع الندم عليه ولقد ندمنا على ما كان منا ۔ امامة وسياسة ص ۸۶

عبد اللہ بن خلف طلحہ وزبیر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اہل حجاز مین سے کوئی ایسا شخص نہین ہے جس نے عثمان کے معاملہ مین کوئی بات کی ہو اور اہل عراق تک اوس کی خبر نہ پہونچی ہو تم دونون شخصون نے تو وہ فریب کی باتین کین اور عوام کو عثمان کے خلاف جمع کر دینے مین وہ کام کیا جو کسی انکار سے رفع نہین کیا جا سکتا اور نہ اوس کے متعلق تمھارے لئے کوئی عذر نافع ہو سکتا ہے (لوگون کی زبانون پر تمھارے کارنامے آچکے ہین) تمھاری بابت سب سے بہتر قول رکھنے والا وہ شخص ہے جو تم سے جرم قتل کو دفع کرتا ہو اور فقط امداد نہ کرنے ہی کا الزام لگاتا ہو ورنہ لوگ تو یہی کہتے ہین کہ عثمان کے قاتل تم ہو) طلحہ نے جواب دیا کہ ہم قتل سے تو انکار کرتے ہین مگر اس کے معترف ہین کہ امداد نہین کی اور کسی گناہ کا اقرار جب تک اوس کے ساتھ ندامت بھی نہ ہو فائدہ مند نہین ہو سکتا ہم اپنے گذشتہ افعال پر نادم ہو چکے ہین ۔

طلحہ کا عتاب اپنے فرزند دلبند پر صاحبزادے باپ کو قاتل عثمان کہتے تھے

واقبل غلام من جهينة الى محمد بن طلحة فقال حدثني

قبیلہ جہنیہ مین سے ایک نوجوان نے محمد بن طلحہ کے پاس آکر پوچھا کہ قاتلان عثمان کون ہین محمد نے جواب دیا خون

عن قتل عثمان فقال نعم دم عثمان على
ثلاث اثلاث ثلث على صاحب الهودج
وثلث على صاحب الجمل الاحمر وثلث على
على بن ابيطالب فضحك الجهيني ولحق
بعلى بن ابيطالب وبلغ طلحة قول ابن
محمد وكان محمد من عباد الناس فقال يا
محمد اتزعم على اني قاتل عثمان كذلك تشهد
على ابيك كن كعبد الله بن الزبير فوالله
ما انت بخير منه ولا ابوك بدون ابيه
كف عن قولك والا فارجع فان نصرتك
نصرة رجل واحد وفسادك فساد عامة
فقال محمد ما قلت الا حقا ولن اعود -

الامامة والسياسة صد ۵۹

عثمان کے تین حصے ہین ایک تہائی صاحب
ہودج (یعنی ام المومنین عائشہ) کی گردن پر ہو
اور ایک تہائی اس شخص پر ہو جو سرخ اونٹ پر
سوار ہو اور ایک تہائی علی بن ابیطالبؑ پر ہو
اس جواب پر وہ جہینی نوجوان ہنس پڑا اور
حضرت علیؑ سے جاکر مل گیا جب طلحہ کو اسکی اطلاع
ہوئی تو محمد سے کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ مین عثمان کا
قاتل ہون باپ کے خلاف اسی قسم کی گواہی
دیتے رہو گے؟ عبداللہ بن زبیر کی چلن سیکھو
(وہ تو ایسا ناخلف نہین ہو) بخدا نہ تم عبداللہ
سے بڑھ چڑھکر ہو اور نہ تمھارا باپ عبداللہ کے
باپ سے رتبہ مین کم ہو (پھر تمھارا یہ رویہ کیون ہے)
یا تو اپنی زبان بند کرو یا ہمارے پاس سے چلے
جاؤ کیونکہ تمھاری امداد فقط ایک شخص کی امداد ہوگی اور تمھارا فساد عامۃ الناس کا فساد
ہوگا (یعنی تمھاری نالائقی عامۃ الناس کے خیالات کو ہماری طرف سے خراب کردے گی) محمد نے
کہا مین نے حق کے سوا اور تو کچھ کہا نہین اچھا آئندہ ہرگز نہ کہون گا۔

صحابہ کے باہمی خفیہ مراسلات

مورخ طبری نے واقدی سے نقل کیا ہے

اگر شوق جہاد ہے تو مدینہ آکر جہاد کرو

جلد پنجم صد ۹۶

لما كانت سنة ۳۴ كتب اصحاب رسول الله صلعم بعضهم الى بعض ان اقدموا فان كنتم تريدون الجهاد فعندنا الجهاد وكثر الناس على عثمان ونالوا منه اقبح ما نيل من احد واصحاب رسول الله يرون ويسمعون ليس فيهم احد ينهى ولا يذب الا نفير الخ

یعنی ۳۴ھ مین اصحاب رسول نے آپس مین خط وکتابت کی کہ اگر تم جہاد کا ارادہ رکھتے ہو تو یہان آؤ جہاد ہمارے پاس ہی موجود ہے (جہاد اسلام و مسلمین مین بیدینی ولامذہب لوگون پر لڑنے کا نام ہے) عثمان کے خلاف لوگون کی یورش بہت ہو گئی اور وہ آپ کی شان مین ایسی بُری سے بُری باتین کہنے لگے جو کسی کے متعلق کہی جا سکتی تھین ان تمام حرکات کو اصحاب رسول (ٹھنڈے دل سے) دیکھتے اور سنتے رہے ان مین چند نفر کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جو کسی کو روکتا اور اس طوفان بے تمیزی کو دفع کرتا۔

اصحاب نبی کا عتاب نامہ حضرت عثمان کے نام اگر تم نے توبہ نہ کی تو ہم قسم کھاتے ہین کہ تمھارا خاتمہ بخیر کر کے رہین گے۔

كتب اهل المدينة الى عثمان يدعونه الى التوبة ويحتجون ويقسمون بالله لا يمسكون عنه ابدا حتى يقتلوه او تعطيهم ما يلزمه من حق الله الخ

طبری جلد ۵ ص ۱۱۲

یعنی اہل مدینہ نے حضرت عثمان کے پاس ایک عتاب نامہ بھیجا جس مین ان کے افعال کے خلاف احتجاج کیا اور لکھا کہ تم توبہ کر لو ورنہ ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہین کہ ہم تمھاری مخالفت نہ چھوڑین گے تمھین قتل کر کے دم لین گے یا حق خدا جو تمھارے ذمہ ہے اسکو ہمارے حوالے کر دو (سبحان اللہ گویا

حقوق خدا کے ٹھیکہ دار یہی لوگ تھے)۔

عمرو بن بدیل صحابی قاتلان عثمان کے سپہ سالار تھے۔

عدالت صحابہ کا شاندار مظاہرہ

وکان اھل مصر الذین ساروا الی عثمان ستمائۃ رجل علی اربعۃ الویۃ لھا رؤس اربعۃ مع کل رجل منھم لواء وکان جماع امرھم جمیعا الی عمرو بن بدیل بن ورقاء الخزاعی وکان من اصحاب النبی صلعم۔ (طبری جلد پنجم ص ۱۱۶)

اہل مصر کی فوج جس نے حضرت عثمان پر چڑھائی کی تھی چھ سو سپاہیوں پر مشتمل تھی اور اس کے ساتھ چار جھنڈے تھے اور چار افسر ہر افسر ایک جھنڈا لئے ہوئے تھا اور سب کے امیر الامراء (کمانڈر ان چیف) عمرو بن بدیل بن ورقاء الخزاعی تھے آپ آنحضرت ؐ کے صحابی تھے۔

ان صحابی جلیل کی جلالت و عظمت معلوم کرنے کے لئے محدث ابن عبد البر کا یہ بیان کافی ہے۔ برحاشیہ اصابہ ص ۲۶۸

عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء بن عبد العزی ابو ربیعۃ الخزاعی اسلم مع ابیہ قبل الفتح وشھد حنینا و بطائف وکان سید خزاعۃ وخزاعۃ عیبۃ رسول اللہ ؐ .... وکان لہ قدر وجلالۃ قتل ھو واخوہ عبد الرحمان بن بدیل بصفین وکان یومئذ علی

یعنی عبد اللہ بن بدیل خزاعی نے فتح مکہ سے پہلے اپنے والد کے ساتھ اسلام قبول کیا اور غزوہ حنین و طائف میں شریک ہوئے یہ قبیلہ خزاعہ کے سردار تھے اور اس قبیلہ کے لوگ آنحضرتؐ کے خوص مقربین میں سے تھے .... قوم میں انکی قدر و جلالت مسلم تھی یہ اور ان کے بھائی عبد الرحمان بن بدیل جنگ صفین میں

رجالتہ علی رضؓ وکان من وجوہ الصحابۃ امیر المومنین کی پیدل فوج کے افسر تھے اور اسی
وھوالذی صالح اصبہان مع عبد اللہ لڑائی مین شہید ہوے عبداللہ بن بدیل معزز
بن عامر وکان علی مقدمتہ وذلک وذی اثر صحابیون مین سے تھے عہد خلافت
فی زمن عثمان رضؓ فی سنتہ تسع وعشرین عثمان ۲۹ھ مین عبداللہ بن عامر کی فوج مین
من الھجرۃ۔ مقدمۃ الجیش کے افسر تھے اور صلح اصبہان مین
انھون نے حصہ لیا تھا۔

جبلہ بن عمرو الساعدی صحابی اپنے امام کو جواب سلام کے قابل بھی نہ جانتے تھے حضرت خلیفہ زمان سے بدکلامی کی ابتدا کرنے والے آپ ہی تھے۔

ابوجعفر طبری لکھتے ہین۔ جلد پنجم صد ۱۱۴

کان اول من اجترأ سب سے پہلے جس نے حضرت عثمان سے
علی عثمان بالمنطق بدکلامی کی جرأت کی وہ جبلہ بن
السیئ جبلۃ بن عمرو الساعدی تھے ایک مرتبہ
عمرو الساعدی حضرت عثمان اون کے پاس سے
مربہ عثمان وھو جالس فی ندی قومہ گذرے وہ قوم کی مجلس مین بیٹھے تھے اور اونکے
وفی ید جبلتہ جامعتہ فلما مر عثمان ہاتھ مین ایک حلقہ آہنی تھا عثمان نے سلام کیا
سلم فرد القوم فقال جبلتہ لم تردون تو قوم نے اون کے سلام کا جواب دیا جبلہ بن عمرو
علی رجل فعل کذا وکذا ثم اقبل نے قوم سے خطاب کیا کہ تم لوگ ایسے شخص کو جواب
علی عثمان فقال واللہ لاطرحن ھذہ سلام کیون دیتے ہو جس کے ایسے ایسے کرتوت
الجامعتہ فی عنقک اولتترکن بطانتک ہین پھر عثمان کی طرف متوجہ ہوے اور کہا کہ تم
ھذہ قال عثمان ای بطانۃ فواللہ انی اپنے مخصوص دوستون کا ساتھ چھوڑ دو ورنہ

لا تخير الناس فقال مروان تخيرتم
ومعاوية تخيرتم وعبد الله بن عامر
بن كريز تخيرتم وعبد الله بن سعد
تخيرتم منهم من نزل القرآن بذمه
واباح رسول الله صلعم دمه۔

یہ حلقہ آہنی تمہاری گردن مین ڈالدون گا عثمان
نے کہا کون سے دوست مراد ہین مین تو اپنا
مخصوص دوست کسی کو نہین بناتا؟ جبلہ بن
عمرو بولے تم مروان پر خاص نظر عنایت رکھتے
ہو معاویہ کو رفیق خاص بنالیا ہے عبداللہ بن
عامر اور عبداللہ بن سعد بھی تمہارے مخصوص احباب ہین ان مین بعض ایسے لوگ بھی ہین جنکی مذمت
مین کلام الٰہی نازل ہوا اور رسول ص نے اون کا خون مباح کر دیا تھا۔

جہجاہ غفاری کا ظالمانہ یا عادلانہ سلوک۔

قال انا انظر الی عثمان یخطب
علی عصا النبی ص التی کان یخطب علیہا
وابو بکر وعمر رض فقال لہ جہجاہ الغفاری
قم یا نعثل فانزل عن ہذا المنبر
واخذ العصا فکسرہا علی رکبتہ
الیمنی فدخل شظیۃ منہا فیہا فبقی
الجرح حتی اصابتہ الاکلۃ فرایتہا تدود
فنزل عثمان وحملوہ وامر بالعصا
فشدوہا فکانت بضبتہ فما خرج
بعد ذلک الیوم الا خرجۃ او خرجتین

راوی کا بیان ہے کہ میری آنکھون کے سامنے یہ
واقعہ پیش آیا حضرت عثمان اوسی عصا پر تکیہ
کرکے خطبہ پڑھ رہے تھے جسے ٹیک کر آنحضرت ص
اور ابو بکر و عمر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اسی
درمیان مین جہجاہ غفاری نے اون سے کہا کہ
اے نعثل! اوٹھ اور منبر سے نیچے آ۔ یہ کہکر وہ
عصا ہاتھ سے پکڑ لیا اور حضرت عثمان کے داہنے
زانو پر اس زور سے مارا کہ ٹوٹ گیا اور اوس کا
ایک ٹکڑا زانو کے گوشت مین داخل ہوگیا جس کا
گھاؤ باقی رہ گیا یہانتک کہ زخم مین خرابی
پیدا ہوگئی اور مین نے دیکھا کہ کیڑے پڑ گئے تھے۔

حتی حصر فقتل ـ طبری جلد پنجم ص۱۱۴ حضرت عثمان منبر سے اوتر آئے اور دولتسرا
مین لائے گئے اس دن کے بعد ایک یا دوبار کے سوا آپ کو گھر سے باہر نکلنا نصیب نہوا
تاآنیکہ محصور ہوے اور قتل کردئے گئے ـ

قصر خلافت مین آگ فلما راؤا ذلک نادوا جب لوگون نے یہ ماجرا دیکھا تو
لگادیگئی عبداللہ بن بدیل الی بابه فاحرقوه عثمان کے دروازہ کی جانب ٹوٹ پڑے
خزاعی ورفاعہ بن رافع وخرج علیهم مروان اور اوس مین آگ لگادی تب
انصاری وعمرو بن حزم بن الحکم من دار مروان بن حکم سعید بن العاص مغیرہ
انصاری کی ساعی جمیلہ عثمان فی عصابة بن الاخنس ایک ایک جماعت اپنے
وخرج سعید بن العاص فی عصابة ہمراہ لے عثمان کے گھر سے باہر نکل پڑے اور
وخرج المغیرة بن الاخنس بن شریق سخت لڑائی ہونے لگی مغیرہ بن الاخنس رجز
الثقفی حلیف بنی زهرة فی عصابة خوانی کرتے ہوے بلوائیون کی جماعت پر حملہ آور
فاقتتلوا قتالا شدیدا ...... ہوے عبداللہ بن بدیل بن ورقاء الخزاعی نے
...... فحمل المغیرة بن الاخنس رجز کا جواب دیتے ہوے اون پر حملہ کیا اور
الثقفی علی القوم وهو یقول مرتجزا قتل کردیا ـ رفاعہ بن رافع انصاری نے

قد علمت جاریة عطبول مروان پر حملہ کیا اور پچھاڑ دیا اور یہ سمجھکر اوس
لها وشاح ولها حجول اوس سے ہٹ گئے کہ مارا گیا (مگر جس کی زندگی
انی بنصل السیف خنشلیل دراز ہو اوسے کون مارے) ....

فحمل علیه عبد اللہ بن بدیل بن ....

ورقاء الخزاعی وھو یقول

ان تاث بالسیف کما تقول × فاثبت لقرن ماجد بصول

بمشرفی حدہ مصقول

فضربہ عبد اللہ فقتلہ وحمل رفاعہ بن رافع الانصاری

ثم الزرقی علی مروان بن الحکم فضربہ فصرعہ فنزع

عنہ وھو یری انہ قد قتلہ .... فلم یزل

الناس یقتتلون حتی فتح عمرو بن حزم الانصاری

باب دارہ وھو الی جنب دار عثمان بن عفان ثم نادی

الناس فاقبلوا علیھم من دارہ فقاتلوھم فی جوف

الدار۔ (طبری جلد پنجم ص ۱۲۵)

جنگ برابر جاری رہی تا اینکہ عمرو بن حزم انصاری نے یہ تدبیر کی کہ اپنے مکان کا وہ دروازہ جو عثمان کے گھر کے پہلو مین واقع تھا محاصرہ کرنے والون کے لئے کھول دیا اور اون کو پکارا وہ لوگ خانۂ عثمان مین گھس گئے اور گھر کے اندر جنگ ہونے لگی۔

—— ٭ ——

طبری کے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مسلمانون کی جو فوج حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور جس نے بالآخر آپ کے بیت الشرف مین آگ لگادی اوس مین تین مقدس وعادل صحابہ عبد اللہ بن بدیل خزاعی، رفاعہ بن رافع[۱] انصاری، عمرو بن حزم انصاری

---

[۱] عبد اللہ بن بدیل کے فضائل ومناقب کا تذکرہ پہلے گذرا اب ان دو صحابیون کے بلند مراتب کا اندازہ کرنے کے لئے علمائے اسلام کی تحریرین یہان پیش کی جاتی ہین۔

رفاعہ بن رافع (۱) اخرج لہ البخاری وغیرہ وھو من اھل بدر کما ثبت فی البخاری وشھد ھو ابوہ العقبۃ وبقیۃ المشاھد وروی عن النبی

ان سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے یہ اون صحابیون مین سے ہین جو جنگ بدر مین شریک تھے۔ یہ اور ان کے والد عقبہ اور باقی غزوات مین بھی شریک ہوتے رہے آنحضرت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱)

شاندار جنگی خدمات انجام دے رہے تھے اور بالخصوص موخر الذکر بزرگ نے خلیفہ زمان کے
ہمسایہ کی حیثیت سے یہ حق جوار ادا کیا کہ اپنے مکان کا دروازہ جو قصر عثمانیؓ کے پہلو مین
واقع تھا بلوائیون کے لئے کھولدیا اور اون کو آواز دی کہ اوسی دروازہ سے گذر کر
خلافت مین داخل ہو جائین۔ ایسا ہی ہوا کہ حملہ آور فوج اوسی دروازہ سے حضرت
عثمان اور اون کے اصحاب و رشتہ دارون پر ٹوٹ پڑی اگر اس واقعہ پر نظر کی جائے تو
معلوم ہو جائے گا کہ خون خلیفہ مظلوم بہت کچھ اسی صحابی مقدس کی گردن پر ہے مگر کچھ اس
درجہ مضبوط و پر زور واقع ہوئی ہے کہ نہ بار عدالت اوسے جھکا سکتا ہے اور نہ خلیفہ زمان
کا خون ناحق۔ بڑے خوش نصیب ہین وہ اہل اسلام جنھین ایسے ایسے عدالت پیشہ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) وعن ابی بکر الصدیق و
عن عبادۃ بن الصامت روی عنہ ابناہ عبید
ومعاذ وابن اخیہ یحیی بن خلاد وابنہ علی
بن یحیی وزعم ضرار بن صرد باسنادہ الی عبداللہ
بن ابی رافع انہ شہد صفین اخرجہ الطبرانی
وروی ابو عمر قصۃ فیہا انہ شہد الجمل و
قال ابن قانع مات سنۃ احدی او اثنتین
واربعین اصابہ جلد اول ص ۵۱۷
(۲) یکنی ابا معاذ شہد بدراً واحداً وسائر
المشاہد مع رسول اللہ وشہد معہ اخواہ

اور ابوبکر صدیق اور عبادہ بن صامت سے روایت
کرتے ہین ان سے ان کے دونو بیٹے عبید و معاذ نیز ان
کے بھتیجے یحیی بن خلاد اور یحیی کے فرزند علی بن یحیی
نے روایت کی ہے ضرار بن صرد عبداللہ بن ابی رافع سے
راوی ہے کہ یہ صفین مین حضرت امیر المومنین کے ساتھ تھے
طبرانی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور ابو عمر نے ایک قصہ
نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ جمل مین حضرت
علی کے ساتھ تھے ۴۱ھ یا ۴۲ھ مین وفات پائی
(۲) ابو معاذ ان کی کنیت تھی بدر و احد اور تمام غزوات مین
آنحضرتؐ کے ساتھ تھے انکے ساتھ انکے دونو بھائی
(بقیہ صفحہ ۸۲ پر ملاحظہ ہو)

حق شناس ہمسایہ صحابۂ کبار کی پیروی کا شرف حاصل ہے اور خوش اعتقادی کا مظاہرہ کرتے ہوے سب کو ماجور و مغفور بھی سمجھتے ہین ظالم و مظلوم قاتل و مقتول اون کی نگاہون مین سب جنتی ہین اور اس نظریہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ ماجرا کچھ بھی عجیب نہین کہ

"وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا"

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) خلاد و مالک ابنا رافع شہدوا ثلاثتہم بدراً ...... شہد رفاعۃ ثم بن رافع مع علی الجمل وصفین - استیعاب برحاشیہ اصابہ جلد اول صفحہ ۵۰۲

خلاد و مالک بھی شریک جنگ بدر تھے اونھون نے حضرت علی کے ساتھ صفین و جمل کی لڑائیون مین حصہ لیا -

عمرو بن حزم الانصاری

یکنی ابا الضحاک لم یشہد بدراً فیما یقولون اول مشاہدہ الخندق واستعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اہل نجران ...... وہو ابن سبع عشرۃ سنۃ لیفقہہم فی الدین ویعلم القرآن ویاخذ صدقاتہم ...... وکتب لہ کتاباً فیہ الفرائض والسنن والصدقات والدیات ومات بالمدینۃ سنۃ احدی وخمسین - استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۵

ان کی کنیت ابو الضحاک تھی جنگ بدر مین شریک نہ تھے سب سے پہلے اونھون نے جنگ خندق مین شرکت کی حضرت رسول خدا صلعم نے ان کو اہل نجران پر عامل و حاکم مقرر فرمایا تھا تاکہ اون کو دین کے اصول و فروع اور قرآن کی تعلیم دین اور اون سے اموال صدقات وصول کرتے رہین حضرت صلعم نے ان کو خط تحریر فرمایا تھا جسمین تمام فرائض و سنن اور صدقات و دیات کے احکام شرعیہ درج فرمائے تھے ان کو یہ شرف عظیم فقط سترہ برس کی عمر مین حاصل ہوا تھا ۵۱ھ مین مدینہ مین فوت ہوئے

ناظرین ان صحابی کی جلالت قدر کا اندازہ اسی سے فرما سکتے ہین کہ فقط سترہ سال کی عمر مین ان کا علم و فضل اس پایہ پر پہونچ چکا تھا اور اخلاقی حالت اس درجہ قابل اعتماد خیر و صلاح کا ثبوت دینے لگی تھی

عمرو بن الحمق صحابی کا عمل خیر

واما عمرو بن الحمق فوثب على عثمان فجلس على صدره وبه رمق فطعنه تسع طعنات قال عمرو فاما ثلاث منهن فانی طعنتهن اياه لله واما ست فانی طعنتهن اياه لما كان فی صدری عليه ۔

عمرو بن حمق حضرت عثمان کی طرف جھپٹے اور سینہ پر جا بیٹھے اوس وقت اون بزرگوار میں ایک رمق جان باقی تھی اوس حالت میں بھی عمرو بن حمق نے نو ضربیں لگائیں (بعد میں اونھوں نے کہا کہ) مین نے تین ضربیں تو خدا کی خوشنودی کے لئے لگائی تھین اور باقی چھ اپنے دل کا بخار نکالنے کے لئے ۔

طبری جلد ۵ ص ۱۳۲

صحابہ کا اجماع امام وقت کے خون ناحق پر خلافت مآب کا خط معویہ کے نام اور اہل مدینہ پر کفر کا فتویٰ ۔

فلما رأى عثمان ما قد نزل به وما قد انبعث

یعنی جب جناب عثمان نے اون بلاؤن کو دیکھا جو لوگون کے ہاتھون سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ آنحضرت صلعم نے ان کو اہل نجران پر عامل مقرر فرمایا اور تعلیم احکام شرعیہ و تعلیم قرآن اور اموال خمس و زکوٰۃ کی تحصیل کے ایسے عظیم الشان فرائض کو ان سے متعلق فرمادیا مین دعوے سے کہہ سکتا ہون کہ اس شرف مین کوئی صحابی ان کا مقابل نہین مل سکتا سترہ سال کی عمر مین ان کے علم و فضل و دیانت و امانت پر آنحضرت صلعم نے جس قدر اعتماد فرمایا اور عہدہ تعلیم و حکومت سپرد کر دیا اوس سے وہ ہستیان بھی محروم نظر آئین گی جو کم سے کم پچاس ساٹھ کامل دورہ شمسی کو اپنی آنکھون سے مشاہدہ کر چکی تھین. کہان وہ بردکہن سال جو نہ سورہ بقر یاد کر سکے اور نہ مسائل شرعیہ اور نہ کبھی امور دین کی تولیت اون سے متعلق کیگئی اور کہان یہ سترہ سال کا نوجوان ۔ ۱۲

معاویہ نے بھی ولی النعمت سے وفا نہ کی

علیہ من الناس — اون پر نازل ہو گئی تھیں تو معاویہ

کتب الی معاویۃ — بن ابی سفیان کو لکھ بھیجا۔

بن ابی سفیان وھو بالشام بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد فان اھل المدینۃ قد کفروا — اما بعد۔ اہل مدینہ نے کفر اختیار کر لیا ہے۔

واخلفوا الطاعۃ ونکثوا البیعۃ — میری اطاعت سے منحرف ہو گئے ہیں بیعت

فابعث الی من قبلک من مقاتلۃ — توڑ دی ہے لہذا شامی بہادروں کو میری امداد

اھل الشام علی کل صعب وذلول — کے لئے جلد روانہ کرو جب یہ خط معاویہ کے پاس

فلما جاء معاویۃ الکتاب تربص بہ — پہونچا تو اوس نے امداد کیلئے فوج بھیجنے میں توقف

وکرہ اظہار مخالفۃ اصحاب رسول اللہ — کیا (اور خاموشی اختیار کر لی جواب خط کچھ بھی نہ دیا)

صلعم وقد علم اجتماعھم ۔ — کیونکہ اوس کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت عثمان کے

(طبری جلد پنجم ص ۱۱۵) — خلاف بغاوت پر اصحاب رسول ص کا اتفاق و اجماع

ہو چکا ہے لہذا اصحاب رسول ص سے مخالفت کرنا پسند نہیں کیا۔

معاویہ اور دیگر امرائے دولت عثمانیہ کی بیوفائی

ملل ونحل میں بذیل حالات حضرت عثمان مذکور ہے۔

وکان امراء جنودہ
معاویۃ بن ابی عامل الشام وسعید بن العاص
عامل الکوفۃ وبعدہ الولید بن عقبۃ وعبد اللہ
بن عامر عامل البصرۃ وعبد اللہ بن ابی سرح عامل مصر
کلھم خذلوہ ورفضوہ حتی قدر علیہ وقتل مظلوما فی دارہ

یعنی دولت عثمانیہ کے تمام امراء نے
خلیفۂ وقت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا
اور امداد سے منھ موڑ لیا تھا یہانتک
کہ وہ مظلومیت کے عالم میں اپنے محل کے
اندر قتل کر دئے گئے۔

حضرت عثمان کے خلاف عمرو بن عاص کی ریشہ دوانی

عمرو بن العاص منذ عزله
عن مصر يعمل حيلته بالتاليب
والطعن على عثمان جلد اول صفحہ ۲۴۰

ابن عبدالبر نے کتاب استیعاب مین لکھا ہے
کہ حضرت عثمان نے جب سے عمرو عاص کو حکومت
مصر سے معزول کر دیا تھا لوگون کو بغاوت پر آمادہ
کرنے کی تدبیرین کر رہے تھے اور حضرت پر
طعن و تشنیع کیا کرتے تھے۔

نیز تذکرہ عبداللہ بن سرح کے ذیل مین لکھتے ہین۔

فلما ولاه اياها عثمان
وعزل عنها عمرو بن العاص
جعل عمرو بن العاص
يطعن على عثمان و يؤلب
عليه و يسعى فى فساد
امره فلما بلغه قتل
عثمان وكان معتزلا
بفلسطين قال انى
اذا نكأت قرحة
ادميتها انتهى۔

جب عثمان نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر
مقرر کیا اور عمرو عاص کو معزول کر دیا تو یہ شخص
اون بزرگ پر طعن و تشنیع کرنے لگا اور لوگون کو
اون کے خلاف بھڑکانے اور فتنہ و فساد برپا
کرنے مین کوشش کرنے لگا جب اوسکو خبر قتل
عثمان معلوم ہوئی اوس وقت وہ فلسطین مین عزلت
گزین تھا یہ خبر سنکر بول اوٹھا کہ مین جب کوئی گھاؤ
لگاتا ہون اوس سے خون بہا کے چھوڑتا ہون
(یہ زبان عرب کی مثل ہے مطلب اوس کا یہ ہے کہ
مین جب کسی کے پیچھے پڑتا ہون تو انجام کو پہونچا
کے دم لیتا ہون۔

محمد بن ابی حذیفہ صحابی کی حضرت عثمان کے خلاف شدید فتنہ پردازی آغوش تربیت میں برسوں پرورش پانے کا حق خوب ادا کیا۔

حافظ ابن عبد البر کتاب استعاب میں لکھتے ہیں۔

کان محمد بن ابی حذیفہ اشد الناس تالبیا علی عثمان .... وکان عثمان رض قد کفل محمد بن ابی حذیفہ بعد موت ابیہ ابی حذیفہ ولم یزل فی نکالنہ ونفقتہ سنین فلما قاموا علی کان محمد بن ابی حذیفہ احد من اعان علیہ والب وحرض اہل مصر فلما قتل عثمان ھرب الی الشام فوجدہ رشدین مولی معاویہ فقتلہ۔ جلد اول صفحہ ۲۴۰

محمد بن ابی حذیفہ عثمان کے خلاف لوگونکو ابھارنے اور جمع کرنے میں سب سے زیادہ سخت تھے حضرت عثمان نے ان کے باپ ابو حذیفہ کے مرجانے کے بعد برسوں ان کی کفالت کی تھی اور اونھیں کی روٹیوں پر زندگی بسر کرتے تھے (لیکن یہ انقلاب زمانہ دیکھئے کہ) جب حضرت عثمان کے خلاف لوگوں نے سر اوٹھایا تو انھوں نے حق نمکخواری یوں ادا کیا کہ) اون کے خلاف باغیون کی امداد کی اور اہل مصر کو ابھارا اور ورغلایا (باغبان نے جبلہ میرے آشیانمیں آگ دی جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے) جب وہ قتل ہوچکے تو یہ بزرگ شام کیجانب بھاگ گئے۔ وہان رشیدہ غلام معاویہ نے ان کو پالیا اور قتل کردیا۔

حذیفہ یمانی کی مخالفانہ روش مگر ایک خاص انداز سے جسے تقیہ کہتے ہین

علامہ ذہبی تہذیب التہذیب مین رقمطراز ہین منقول از تشیید المطاعن جلد دوم صفحہ ۲۱۹

قال كنا مع حذيفة
فقال له عثمان رض يا ابا عبد الله
ما هذا الذي يبلغني عنك
قال ما قلته فقال عثمان
انت اصدقهم و ابرهم
فلما خرج قلت يا ابا عبد الله
الم تقل ما قلته قال بلى
ولكني اشتري ديني
ببعضه مخافة ان يذهب
كله۔

راوی کہتا ہے مین ایک مرتبہ حذیفہ کے ساتھ تھا کہ
حضرت عثمان (بھی آگئے) اور اون سے کہنے
لگے کہ ابو عبداللہ! یہ کیا باتین تمھاری طرف سے
میرے کانون تک پہونچ رہی ہین؟ حذیفہ نے
جواب دیا کہ مین نے وہ باتین نہین کہی ہین۔ عثمان
بولے کہ تم سب مین نہایت سچے اور پاکباز انسان
ہو۔ جب حضرت عثمان چلے گئے تو مین نے حذیفہ
سے پوچھا کیا تم نے یہ باتین نہین کہی تھین!
کہنے لگے کہ ہان کہی تھین مگر (کیا کرون) مین تو
اپنا دین اوس کے بعض حصے کے عوض
خریدتا ہون اس خوف سے کہ کہین سب نہ چلا جائے
(آنکھین کھول کر دیکھو رافضی اسی کو تقیہ کہتے
ہین اب تمھین اختیار ہے کہ یا تو تم بھی جواز تقیہ کے
قائل ہو جاؤ یا اوس کا نام نفاق رکھو اور حذیفہ
جیسے صحابی کو منافق ٹھہراؤ) ۔ مترجم

. . . .

عبداللہ بن مسعود مخالفین عثمان کی صف مین۔

عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر صحابی
کا شمار بھی اونھین لوگون مین ہے جو امام وقت
کے خلاف نکتہ چینی مین مصروف رہتے تھے جس کا انجام یہ ہوا کہ مستحق تعزیر ٹھہرائے گئے

علمائے اسلام نے بھی ان کے خلاف اور حضرت عثمان کے حق مین اپنا فیصلہ سنایا بہرحال یہ ظاہر ہے کہ جب ایسے ایسے طبقۂ اعلیٰ کے صحابی حکومت کے خلاف ہون گے اور عام طور پر نکتہ چینی مین منہمک نظر آئین گے تو عام خلفشار کیون نہ پھیلے گا اور حکومت کا تختہ کیون نہ الٹ دیا جائیگا بالآخر جو کچھ واقع ہوا اوس کی ذمہ داری صحابہؓ کبار ہی پر عائد ہوتی ہے اور خلیفہ مظلوم کا خون ناحق انھین کی گردنون پر ہے جو کچھ بھی ہو مجھے تو اتنا ہی دکھانا ہے کہ عبداللہ بن مسعود امام وقت کے خلاف اعتراضات والزامات کی بھرمار کئے ہوئے تھے اور اس غرض کے حصول کے لیے علامہ ابن حجر مکی کا یہ دو ارشاد کافی ہے ۔

(۱) ان حبسہ عطاء بن مسعود وھجرہ لہ فلمّا بلغہ عنہ مایوجب ذلک القاء لابھۃ الولایۃ	(۱) حضرت عثمان نے عبداللہ بن مسعود کا وظیفہ جو بند کردیا تو اوس کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابن مسعود کی طرف سے کچھ باتین عثمان کے کانون تک پہونچی تھین جو اسی کی متقاضی تھین تاکہ حکومت و ولایت کا رعب وداب دل پر بٹھا دیا جائے ۔
(۲) اما ابن مسعود فکان ینقم علے عثمان کثیرا فظھرت لہ المصلحۃ فی عزلہ ۔ صواعق محرقہ	(۲) ابن مسعود عثمان کی بدگوئی وعیب جوئی میں بہت زیادہ منہمک رہتے تھے لہذا مصلحت اسی مین ظاہر ہوئی کہ اون کو معزول کردیا جائے ۔

نصرت امام سے ابوحسن مازنی کا صاف انکار

استیعاب ابن عبد البر مین ہے جلد دوم صـ۶۵۷ـ

وابوحسن ھذا ھو القائل لزید بن ثابت حین قال یوم الدار یا معشر الانصار کونوا انصار الله عزوجل مرتین فقال له ابوحسن لا والله لا نطیعك فنکون کما قال الله تعالی اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔

یہ ابوحسن وہی بزرگ ہین کہ جب زید بن ثابت نے بروز دار یہ کہا کہ اے گروہ انصار! تم لوگ دو مرتبہ انصار الله بن جاؤ (یعنی حضرت عثمان کی امداد کرو اون کی امداد خدا کی نصرت ہے لہذا اگر اون کی امداد کروگے تو دوبارہ خدا کے نصرت کرنے والے ٹھیروگے) تو اونھون نے جواب دیا تھا کہ بخدا ہم تمھاری اطاعت نہ کرین گے ورنہ یہ آیت ہم پر صادق آئے گی (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) ہم نے اپنے سردارون اور بزرگون کی اطاعت کی پس اونھون نے ہم کو راستہ سے بھٹکا دیا (معلوم ہوا کہ ابوحسن کے نزدیک نصرت عثمان ضلالت وگمراہی تھی)

عبد الرحمان بن عوف بھی مخالف ہو گئے تھے اور ترک سلام وکلام کی قسم کھالی تھی ایسے روٹھے کہ تادم مرگ راضی نہوے

خلیفہ ثانی نے اپنے بعد انعقاد خلافت وانتخاب خلیفہ کی غرض سے جو مجلس شوری قائم کردی تھی اوس کے صدر آپ ہی تھے

اور حضرت عثمان کی خلافت آپ ہی کی تدبیرون سے عالم وجود مین آئی تھی
مگر اب یہ انقلاب طبع دیکھنے کے قابل ہے کہ نذر و قسم کی سخت پابندی عائد
کرکے حضرت عثمان سے سلام و کلام ترک کر دیا گیا ہے آخری وقت مین بھی جبکہ
مرض الموت مین مبتلا تھے حضرت عثمان سے اخوت اسلامی کا برتاؤ کرنا گوارا نہ کیا
اگر اس امر کا لحاظ کر لیا جائے کہ آپ مہاجرین اولین کی ممتاز ترین فرد اور عشرہ
مبشرہ کی کونسل کے سربرآوردہ ممبر تھے آپکی شان مین حدیث " انت امین
فی السماء و امین فی الارض وارد ہوئی تھی آپ کے پیچھے خود آنحضرتؐ نے نماز مین
اقتدا کی تھی تو سمجھ لیجئے کہ ان بزرگ کا روٹھنا اور ناراض دنیا سے جانا بس
قیامت تھا اس سے زیادہ اور کیا کہا جائے پاس ادب صحبت سرور انبیا و زیادہ
کہنے کی اجازت نہین دیتا۔

(۱) روی انہ قیل لعبد الرحمان بن عوف ھذا فعلک فقال لم اظن ھذا بہ و لکن للہ علی ان لا اکلمہ ابدًا و مات عبد الرحمان و ھو مھاجر لعثمان و دخل علیہ عثمان

(۱) (یعنی جب حضرت عثمان کی اقارب نوازی سے خفا ہو کر عبد الرحمان بن عوف نے سلام و کلام ترک کر دیا تو) لوگون نے اونسے کہا کہ تم اور حضرت عثمان کے ساتھ یہ برتاؤ؟ کہا مین نے کبھی یہ گمان نہ کیا تھا کہ عثمان کے اعمال ایسے ہون گے مین خدا سے اس کا عہد کرتا ہون کہ عثمان سے کبھی بات چیت نہ کرون گا عبد الرحمان بن عوف مرتے دم تک

عائدًا فی مرضه
فتحول الی الحائط
ولم یکلمه۔
(کتاب المختصر فی اخبار البشر)

(۲) کان ای عبد الرحمٰن
هجر عثمان لمّا امّر ا
قاربه فقال الناس
لابن عوف هذا
فعلك فدخل علیه
ولامه وقال انما و
لیتك لتسیر سیرة
الشیخین فقال کان
عمر یقطع اقاربه
فی الله وانا اصلهم
فی الله فنذر ان
لا یکلمه ابدًا
شرح
قصیدہ ہمزیہ لابن حجر المکی

اس عہد پر قائم تھے اور روٹھے ہوئے دنیا سے
رخصت ہوئے حضرت عثمان مرض الموت کی حالت
مین عیادت کی غرض سے اون کے پاس
آئے تو اونھون نے دیوار کیجانب منہ پھیرلیا
اور بات بھی نہ کی (یہ ہین اسلامی اخلاق
جن کو یہ بزرگان دین دنیا کے سامنے پیش
کر رہے ہین)

(۲) جب یہ دیکھا کہ حضرت عثمان نے اپنے
رشتہ دارون کو حکومت وامارت کے عہدے
عطا کر دئے ہین تو عبد الرحمان بن عوف نے
اون سے تمام روابط وتعلقات منقطع کر لئے
اس پر لوگون نے ٹوکا کہ تم اور حضرت عثمان
سے ایسا سلوک ؟ (نہایت تعجب ہے)
تب عبد الرحمان حضرت عثمان کے پاس
آئے اور اونھین اس روش قرابت پرستی
پر ملامت کی اور کہا کہ مین نے تمھین فقط
اس لئے امیر ووالی بنایا تھا کہ شیخین ابوبکر
وعمر کی سیرت پر چلوگے مگر تمھارا چلن اوس کے

.. ..

.. ..

خلاف ظاہر ہو رہا ہے) عثمان نے جواب دیا
کہ عمر خوشنودی خدا کیلئے قطع رحم کرتے تھے
اور مین اوسی کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے
رحم کرتا ہون (افعال گو مختلف ہون مگر نیت
دونون کی ایک ہے پھر ملامت کیسی ؟
یہ جواب سنکر) عبد الرحمان نے نذر کرلی کہ آئندہ
کبھی عثمان سے ہم کلام نہ ہون گے۔

یہ بات ملحوظ خاطر کر لیجائے کہ عبد الرحمان حضرت عثمان کے قریبی رشتہ دار تھے اور اخوت اسلامی کے روابط اوس رشتہ داری پر مستزاد تھے اور شریعت نے قرابت دارون اور دینی بھائیون سے قطع تعلقات کا طریقہ ناروا قرار دیا ہے اور جو امر شرعی احکام کے بموجب ناروا ہوا دسکے متعلق نذر وعہد نہ صحیح ہو سکتا ہے اور نہ خوشنودی خدا کا باعث۔ مگر عبد الرحمان نے بطریق شرعی نذر وعہد کرکے ترک سلام وکلام کر دیا جس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ عبد الرحمان خیال اور عقیدہ کے بموجب حضرت عثمان اپنے اعمال کیوجہ سے اوس حیثیت مین آگئے تھے کہ اون سے قرابت داری اور اسلامی برادری کے تمام شرعی تعلقات کا قطع کر لینا ہی خدا کی رضا و خوشنودی کا باعث ہو گیا تھا اب خدا ہی جانے حق کس کی طرف تھا جس کی طرف بھی ہو یہ یقینی ہے کہ قاتلان عثمان کو جرأت انھین بزرگون کی حرکات سے حاصل ہوئی اور خلافت ثالثہ کی بیخکنی انھین حضرات کی مرہون منت تھی گیا

کیا عبد الرحمان بن عوف اور اون کے مقلدین تجربہ کر لینے اور اوس پر پچتا لینے کے بعد بھی روافض کے اس عقیدہ پر صاد نہ کرین گے کہ امام و خلیفۂ نبی کو معصوم اور خدا کیجانب سے منصوص ہونا چاہیے غیر معصوم اور پنچایتی خلافتون سے اسکا یقین نہین کیا جا سکتا کہ ظاہر حال کو دیکھکر جو لمبی چوڑی توقعات قائم کیجائین گی وہ پوری ہو کر بھی رہین گی جسطرح کہ حضرت عثمان کی ذات سے عبد الرحمان کی یہ توقع کہ سیرت شیخین پر چلین گے پوری نہ ہو سکی۔

عبد اللہ بن عکیم الجہنی پہلے حضرت عثمان کے مرید و شیعہ تھے پھر آپکے خون ناحق مین ہاتھ رنگ لئے۔

یہ نہایت بلند مرتبہ صحابی ہین دیکھو اصابہ جلد دوم ص ۳۴۶

طبقات ابن سعد مین ہے جلد ۶ ص ۷۷

عبد اللہ بن عکیم الجہنی ویکنی ابا معبد روی عن عمر و عثمان و علی و عبد اللہ وکان کبیرا قد ادرک الجاہلیۃ۔	عبد اللہ بن عکیم الجہنی کنیت ان کی ابو معبد تھی حضرات عمر و عثمان و علی و عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے تھے یہ ایک بڑی شخصیت رکھتے تھے زمانۂ جاہلیت کی بھی ہوا کھائی تھی

ان بزرگوار کا محب و شیعہ عثمان ہونا مسلم ہے تصدیق کیلئے فقط ایک روایت پیش کیجاتی ہے جو آپکی صاحبزادی سے مروی ہے۔

قالت کان عبد اللہ بن عکیم عبد اللہ بن عکیم عثمان کا دوست دار تھا

یحب عثمان وکان ابن ابی لیلے یحب علیاً و
کانا متواخیین قالت فما سمعتہما یتذ اکران
شیئاً قط الا انی سمعت ابی یقول لعبد الرحمٰن
بن لیلے لو ان صاحبک صبر اتاہ الناس۔

اور ابن ابی لیلی محب علی تھے اور یہ دونو باہم
برادرانہ تعلقات رکھتے تھے مین نے کبھی
اون دونون مین سے کسی کو کسیکا تذکرہ کرتے ہوے
نہین سنا مگر یہ کہ مین نے عبدالرحمان بن ابی لیلی
سے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوے سُنا کہ اگر تمہارا دوست
صبر کرتا تو لوگ اُس کے پاس آتے۔

اب یہ طبیعت کا انقلاب دیکھئے کہ محبت عداوت سے بدل گئی اور اپنے امام
و پیشوا حضرت عثمان کے خون کے پیاسے ہوگئے۔ طبقات بن سعد مین مروی ہو
جلد ششم صـــ۷۸

قال سمعت عبد اللہ
بن عکیم یقول لا اعین
علے دم خلیفۃ ابداً
بعد عثمان فیقال
لہ یا ابا معبد او اعنت
علے دمہ فیقول انی
اعد ذکر مساویہ
عوناً علے دمہ۔

راوی کہتا ہے کہ مین نے سنا کہ عبد اللہ بن عکیم
کہا کرتے تھے کہ مین اب عثمان کے بعد کسی خلیفہ
کی خون ریزی مین امداد نہ کرونگا اس کلام
پر اون سے لوگ پوچھتے تھے کہ اے ابو معبد کیا
تمنے عثمان کے خون ناحق مین امداد دی تھی،
وہ کہتے تھے ہان مین اون کی برائیون کی
اشاعت کرکے خون ریزی مین اعانت
کیا کرتا تھا۔

بغور دیکھو عبد اللہ بن عکیم جو عمائد و روسائے کوفہ مین سے ہین اور اسلامیت
و تدین کی دنیا مین ایک نمایان وجاہت رکھتے ہین اپنی اُفتاد فطرت کیونکر ظاہر
کررہے ہین پہلے حضرت عثمان کے مخلص دوستون اور طرفدارون بن رہے
پھر طبیعت مین انقلاب جو ہوا تو اون کے جانی دشمن بن گئے جب اس مقصد کو

حاصل کرچکے تو آئندہ کیلئے عہد کر رہے ہین کہ کسی خلیفہ کی خون ریزی مین کبھی شریک نہ ہون گا اس سے ثابت ہوا کہ بیوفائی و غداری اہل کوفہ کے خمیر مین شامل تھی خواہ وہ کسی طبقہ اور کسی حیثیت کے افراد ہون سب کی اُفتاد طبیعت بوئے وفا سے خالی تھی نہ شیعہ عثمان ہو کر کبھی وفا کی نہ شیعہ علی بنکر۔ پہلے غداری و بیوفائی کرنا اور پھر پچھتانا اون کی فطرت مین داخل تھا اگر صحابی رسول سلیمان بن صرد۔ سیب بن نجبہ وغیرہما نے امام حسین؊ کی نصرت نہ کی اور بعد مین پچھتاتے رہے تو یہ کوئی نئی بات نہین تھی کوفی صحابہ و تابعین کا انداز فطرت ہی یہی تھا۔

صحابہ حضرت عثمانکی تجہیز و تکفین سے بھی کنارہ کش رہے	قال دفن عثمان رض بین المغرب و العتمۃ ولم یشھدہ	راوی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان مغرب و عشا کے درمیان دفن کئے گئے

جنازتہ الا مروان بن الحکم وثلاثۃ من موالیہ وابنتہ الخامسۃ فناحت ابنتہ ورفعت صوتھا تندبہ واخذ الناس الحجارۃ و قالوا نعثل نعثل وکادت ترجم طبری جلد ۵ صـ ۱۴۳	اور اون کے جنازہ مین مروان بن حکم اور اون کے تین موالی اور ایک صاحبزادی کے سوا کوئی شخص شریک نہین ہوا آپکی صاحبزادی نے نوحہ وبکا کی آواز بلند کی اس پر لوگ پتھر برسانے لگے اور نعثل نعثل کا شور مچانا شروع کردیا قریب تھا کہ وہ یتیم لڑکی سنگسار ہو جائے ۔

صحابہ کے عدم شرکت کی تاویل وتوجیہ علمائے فرقہ سنیہ کے قلم سے یا مقولۂ عذر گناہ بدتر از گناہ کا دلچسپ اور فائدہ مند ثبوت۔

عقلمند ناظرین نے عبد الوہاب شعرانی وغیرہ علمائے فرقہ سنیہ کی منقولۂ بالا تحریرون سے پہلے ہی یہ سمجھ لیا ہوگا کہ دنیائے صحابیت کے حالات عام انسانی دنیا سے بہت کچھ مختلف ہین اس دنیامین قائل ومقتول۔ ظالم ومظلوم۔ رند وزاہد سبکے اعمال ایک ہی ترازو مین تولے جاتے ہین ممکن ہے کہ ضعیف الاعتقاد لوگون کو ہماری یہ خوش اعتقادی سوفسطائیہ یونان کے خیالات کی بگڑی ہوئی تصویر نظر آئے مگر کیا کیا جائے کہ اس دنیا کی آب وہوا کچھ ایسی ہی موافق طبائع واقع ہوئی ہے کہ وہان قدم رکھتے ہی ہر گناہ خیر عمل بن جاتا ہے کوئی ہو قاتل یا مقتول نامۂ اعمال مین دونو کے بدون تفرقہ وامتیاز لکھدیا جاتا ہے کہ یہ لوگ باجود ہین مغفور ہین عادل ہین مجتہد ہین جنتی ہین اور سب سے بڑھکر یہ کہ بہرحال رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہین اگر ذرا بھی اس خوش اعتقادی مین فرق آئے تو ملا علی قاری جیسے علمائے دین غضب آلود آنکھین دکھاکر ٹوک دیتے ہین کہ وہ "لا یقاس الملوک بالحدادین" بادشاہون کو آہنگرون پر قیاس کرنا کیسا؟ غرض خواہ مخواہ یہ ماننا ہی پڑتا ہے کہ جس کو بھی سفر یا حضر مین ایکمرتبہ سرور عالم ص کے روئے پرنور کی زیارت کا اتفاق ہوگیا ہو ہوس دنیوی اوس کے دل کی گہرائیون سے کافور ہوگئی اب اوسکا

ا؎ شرح مشکوۃ در ذیل شرح حدیث النجوم ۱۲

ہر عمل بہر نوع دینی مقاصد سے باہر ہو نہین سکتا کوئی نہ کوئی تاویل صحیح اوسکی ضرور ہو گی اسی نظریہ کے مطابق علمائے اعلام نے صحابہ کرام کی فریضۂ دفن حضرت عثمان سے دست برداری کی بھی معقول تاویلین پیش کر کے کسی نکتہ چینی کا موقع باقی نہین رکھا ہے چنانچہ مُلا نصر اللہ کابلی اپنی مشہور کتاب صواقع مین رقمطراز ہین۔

اما ترک الدفن فقد ذکرہ القرطبی وغیرہ انہ القی علی مزبلۃ فاقام بہا ثلٰثۃ ایام ولم یقدر احد علی دفنہ حتی جائہ جماعۃ باللیل فحملوہ ودفنوہ بالبقیع فترکہ انما کان للخوف من الاوباش وصیانۃ لہ عن ذلک الخ

حضرت عثمان کے دفن نہونے کا سبب قرطبی یہ بتاتے ہین کہ اونکی لاش تین روز تک مزبلہ پر پڑی رہے اور کوئی اونکے دفن کرنے پر قادر نہوا یہانتک کہ ایک جماعت رات کو آئی اور اونے اٹھا کر بقیع مین لیجا کر دفن کر دیا۔ اور یہ دفن نکرنا تین روز تک بدمعاشون کے خوف کیوجہ سے تھا۔

سبحان اللہ۔ عجیب اندھیر ہے کہ سعد بن ابی وقاص جیسا جنتی صحابی تو مکتوب عمرو عاص کے جواب مین صاف صاف لکھ رہا ہے کہ حضرت عثمان کے افعال و اعمال کی وجہ سے ہم نے مصلحت آمیز خاموشی اور دست برداری اختیار کر لی تھی ورنہ ہم اون کے قاتلون کی مدافعت پر قادر تھے اور مُلا نصر اللہ کابلی ”مدعی سست گواہ چست“ پر عمل کرتے ہوے فرمارہے ہین کہ صحابہ بدمعاشونکے ڈر سے دفن و کفن کا فریضہ انجام دینے پر قادر نہ ہوے آخر کونسی عقل یہ باور کر سکتی ہے کہ مٹھی بھر مصریون اور کوفیون کے ڈر سے شہر مدینہ کے ہزارہا ہزار

جو انمردون مین اتنا دم باقی نہین رہ گیا تھا کہ ایک شرعی فریضہ کو انجام دے سکتے لہذا گھرون مین چھپے بیٹھے رہے اور سارا ماجرا دیکھا کیے اور اگر در اصل اون پر غلبۂ خوف وہراس کا یہی عالم تھا تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ لاریب سیرت شیخین کے نہایت سچے پیرو تھے۔

یہ تاویل بجائے خود اس لئے بھی لائق تسلیم نہین ہو سکتی کہ اگر اوسکو صحیح مان لیا جائے تو صحابۂ کبار سے کسی الزام ناروا کا دفع ہونا تو درکنار اون پر عائد ہونے والے الزامات کی فہرست مین ایک قوی الزام کا اضافہ ہو جائے گا اور وہ اس لئے کہ اس تاویل سے یہی تو ظاہر ہوا کہ صحابۂ کرام نے حضرت عثمان کے آخری مراسم تجہیز و تکفین کے بارے مین رافضیت کا مخصوص شیوہ یعنی "تقیہ" اختیار فرما لیا تھا چونکہ اونھین اوباش کی طرف سے اپنی جان و آبرو کے تلف ہو جانے کا خوف تھا لہذا ایک دینی فریضہ کو چھوڑ کر گھرون مین چھپے بیٹھے رہے مجھے ہرگز یہ امید نہین کہ دور اندیش علما صحابۂ کرام کے دامان عدالت و تقوے پر اختیار شیوۂ روافض کا بدنما دھبہ دیکھنا گوارا کرلین گے یقین اسی کا ہے کہ صحابہ کی اس بے اعتنائی و درشت برداری کی روش کا اصل سبب اونھین بھڑکے ہوے جذبات کو قرار دین گے جن کی مختصر کیفیت مذکورۂ بالا تاریخی شہادتون سے واضح ہو چکی اور اگر خدانخواستہ علما نے صحابہ کے اس رویہ کو رافضیون کے ناروا اصول تقیہ ہی پر محمول کرنا پسند کر لیا تو انصاف پسند طبائع یہ باور کر لینے پر مجبور ہو جائین گی کہ آجتک مسئلہ تقیہ مین شیعونکے

خلاف نکتہ چینی کی غرض سے دست و زبان کو جتنی بھی زحمت بیجا دیگئی ہے
اس کا معتد بہ ثمرہ اس کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا کہ جہالت کا نام دنیا مین روشن ہوگیا
ایک نیا اندھیر۔ کیا صحابہ کو اس مقام پر یہ بات بھی کیسطرح نظر انداز کر دینے
''وہ اوباش'' کہنا بید ینی کے لائق نہین ہے کہ مُلا نصر اللہ کابلی نے قاتلان
نہین ہو "مخالفان خلیفہ ثالث کو" اوباش" کا لقب
دیا ہے حالانکہ میری تحریر سابق سے ناظرین نے معلوم کر لیا ہے کہ اون بزرگوار کے
خلاف مخاصمت کا مظاہرہ کرنے والے یا تو بڑے بڑے صحابہ تھے یا اون کے سعادتمند
تابعین۔ اور آئندہ بھی ظاہر ہو گا کہ تجہیز و تکفین کے آخری احترامات کے خلاف
انصار کی جماعت نے کس قدر سخت مزاحمت کا رویہ اختیار کیا لہذا ایسے ایسے
بزرگون کو" اوباش" کا لقب دینا خرمن دین و ایمان مین آگ لگا دینا نہین
تو اور کیا ہے۔ شیخ عبد الوہاب شعرانی و مُلا علی قاری جوہم پر یہ اعتقاد رکھنا
واجب قرار دے رہے تھے کہ "صحابہ بہر حال مستحق اجر و ثواب ہین مبتلائے فتنہ
و فساد ہونے سے اونکی عدالت مین خلل نہین پڑا" اب دنیا مین موجود نہین
ہین لیکن مولانا عبد الشکور صاحب بفضلہ تعالیٰ اب تک بقید حیات ہین جن کا
مقولہ یہ ہے کہ "بعض بعض صحابہ مبتلائے فتن ہوے اونکے فضائل کے ہم معتقد
نہین ہین مگر صرف بپاس ادب صحبت سرور انبیا اون کا سب و شتم جائز نہین
سمجھتے ہین" (ترجمہ اسد الغابہ منقول از رسالۂ الآل والاصحاب)
یہ بزرگوار انصاف سے فرمائین کہ یہ کونسا پاس ادب صحبت سرور انبیا ہے

کہ صحابہ کرام "اوباش" کے لقب سے یاد کیے جاتے ہین اگر اسی کا نام پاس ادب
صحبت سرور انبیاء ہے تو ایسا پاس ادب رافضی بھی کبھی کبھی کر لیا کرتے ہین پھر
اون کی طرف سے برہمی مزاج کی شکایت مزمنہ آخر کیون لائق رہا کرتی ہے اور آئے
دن اون کے خلاف ہنگامہ مکابرہ و مباحثہ کیون گرم رکھا جاتا ہی؟ طرفہ تماشہ
ہے کہ ہر زبان سے نئی بات اور ہر تانت سے نیا راگ سنائی دیتا ہے شیخ عبد الوہاب
شعرانی جیسے لوگ تو صحابہ کو مبتلائے فتن ہونے کے باوجود فضیلت عدالت سے
آراستہ و پیراستہ ثابت کرتے ہین اونکے نظریہ کے بموجب فضائل صحابہ کا اعتقاد
رکھنا ہر مسلمان پر واجب ٹھہرتا ہے اور مولانا عبد الشکور خوش اعتقادی کے
اس بلند مرتبہ سے ذرا نیچے اوتر کر دنیا کو یہ سمجھاتے ہین کہ جو صحابہ مبتلائے فتن ہوے
اونکے فضائل کا اعتقاد رکھنا ضروری نہین ہے مگر بپاس ادب صحبت سرور انبیاء
سب وشتم نہ کرنا چاہیے مگر مُلا نصر اللہ کابلی اون بزرگان ملت کی شان مین پاس
ادب صحبت سرور انبیاء کو پس پشت ڈالکر "اوباش" کی لفظ استعمال کرنے
مین بھی کچھ تامل نہین کرتے جو سب وشتم کی بدترین صورت ہے لہذا عقل حیران
رہ جاتی ہے کہ آخر یہ حضرات کون سے مذہبی اصول کے پابند ہین اور کوئی مسلم
اصول ہے بھی یا محض اپنی اپنی مصلحتون اور رایون پر عمل ہو رہا ہے جب خوش
اعتقادی کا زور ہوا تو صحابہ کو بہر حال عادل و ماجور و مجمع فضائل بتانے لگے اور
جب مخالفین کے مطاعن و الزامات سے سابقہ ہوا تو ساری خوش اعتقادی
رخصت ہوگئی پاس ادب صحبت سرور انبیاء کافور ہوگیا آنکھ بند کر کے ایسے ایسے القاب

وخطابات دینے لگے جو رافضیون کے حاشیہ خیال مین بھی کبھی نہ آئے ہون۔
شاید ناظرین کو خیال ہو کہ نصر اللہ کابلی کے الفاظ سے مولانا عبدالشکور کو زیر بار ندامت کرنے کی کوشش کیسی جس کے اعمال اوسکے ساتھ ؟ لہذا یہ گذارش ضروری ہے کہ خود مولانا ممدوح نے بھی قاتلان ومخالفان حضرت عثمان کی شان مین پاس ادب صحبت سرور انبیاء ملا نصر اللہ کابلی سے بڑھکر فرمایا ہی موخر الذکر نے توفقط "اوباش" کا لقب دینے پر اکتفا کی ہے ان مولانا نے تو اندھیر کیا کہ اونکی مقدس جماعت کو صاف صاف "منافقون کا گروہ" فرمانے لگے اگر باور نہ ہو تو آپ کی تحریر مندرجہ ذیل ملاحظہ کیجائے "
"منافقون کا ایک گروہ تھا جو اپنے کو شیعہ علی کہتا تھا یہ انھین باغیونکا گروہ تھا جنھون نے حضرت عثمان کو قتل کیا اور طرح طرح کے فتنے برپا کیے"
حاشیہ ترجمہ اسد الغابہ منقول از رسالۂ الآل والاصحاب ص۱۰۷
تاریخ کی اس شہادت کا انکار کوئی عقلمند نہین کرسکتا کہ طلحہ[۱]۔ عبداللہ بن بدیل[۲] خزاعی۔ رفاعہ بن رافع[۳]۔ عمرو بن حزم[۴]۔ عمرو بن حمق[۵]۔ عمار یاسر[۶]۔ محمد بن ابی بکر[۷] وغیرہم جیسے صحابہ کبار حضرت عثمان کے قاتل تھے اوس زمانہ مین یہ لوگ اور ان کے ساتھ دیگر اصحاب کرام طرح طرح کے فتنے برپا کرتے رہے پھر کیا پاس ادب صحبت سرور انبیاء کا یہی طریقہ ہے کہ اس مقدس گروہ کو علانیہ "منافقون اور باغیون کا گروہ" کہا جائے اگر آپ کا پاس ادب انھین القاب وخطاب کا متقاضی ہی تو آپ بھی اس قسم کے پاس ادب مین روافض سے کچھ کم سعادتمند ثابت نہونگے انشاء اللہ المستعان

انصار رسولؐ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ حضرت عثمانکی لاش پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ مسلمانون کے قبرستان مین دفن کیجائے

ناظرین اس عجیب واقعہ پر مطلع ہو کر نہایت حیرت زدہ ہو جائین گے کہ صحابہ کرام کے مشتعل جذبات مین بعد شہادت حضرت عثمان بھی کیفیت سکون پیدا نہ ہوئی تھی یہانتک کہ جماعت انصار کے شریف النفس اور باحمیت بزرگون نے یہ بھی گوارا نہ فرمایا کہ اس قتیل جفا کی محترم لاش بعد نماز جنازہ مسلمانون کے قبرستان مین سپرد خاک وزینت آغوش لحد بنادی جائے چنانچہ مورخ طبری کا بیان ہے جلد ۵ صہ ۱۴۳

فلما وضع ليصلى عليه جاء نفر من الانصار يمنعوهم الصلاة عليه فيهم اسلم بن اوس بن بجرة الساعدی وابو حسن المازنی فی عدة و منعوهم ان يدفن بالبقيع فقال ابو جهم ادفنوه فقد صلى الله

یعنی جب لاش نماز جنازہ کیلئے رکھی گئی تو گروہ انصار مین سے کچھ لوگ آئے اور مانع نماز ہوئے اونمین اسلم بن اوس بن بجرۃ الساعدی اور ابو حسن مازنی بھی تھے ان لوگون نے قبرستان بقیع مین دفن کئے جانے سے مزاحمت کی (مولوی عبد الشکور صاحب اب بھی یہی کہتے ہین گے کہ منافقون کے گروہ نے حضرت عثمان کو قتل کیا اور طرح طرح کے فتنے برپا کئے کیا یہ صحابہ کرام منافق تھے اور کیا مہاجرین وانصار کو منافق کہنا سنی مذہب کے اصول کے مطابق ہے اور کیا پاس ادب صحبت سرور انبیا یہی ہے

علیه وملائكته
فقالوا لا والله لا
يدفن في مقابر
المسلمين
ابدًا فدفنوه
في حش كوكب
فلما ملكت
بنو امية ادخلوا
ذلك الحش في
البقيع۔

کہ صحابہ کو "منافق" بتایا جائے؟) اونھون نے
(اپنے رفقا سے) کہا کہ دفن کردو (اگر یہ لوگ
نماز جنازہ نہ پڑھنے دین گے نہ سہی)
خدا کی رحمت ان پر ہوچکی ہے اور ملائکہ ان کے
حق مین دعائے رحمت کرچکے ہین انصار نے
کہا بخدا یہ کبھی نہ ہوگا کہ یہ لاش مسلمانون کے
قبرستان مین دفن کیجائے جب انصار کا یہ رنگ
دیکھا تو ناچار لوگ لاش کو مقام حش کوکب مین
لیگئے اور دفن کردیا جب بنی امیہ کا زمانہ ہوا
تو اونھون نے حش کوکب کو (جو کہ نہایت ذلیل
مقام تھا) بقیع مین شامل کردیا۔

یہ دونون بزرگ جس پایہ کے صحابی ہین وہ علماء محققین کے مندرجہ ذیل ارشادات سے معلوم ہوسکتے ہیں

عبدالرحمان بن ازہر صحابی کا اپنے امام کی تجہیز وتکفین سے صاف انکار اور جبلہ بن عمر والساعدی کی طرف سے نماز جنازہ کی سخت مزاحمت

(۱) قال البخاري
له صحبة واخرج
حديثه في
تاريخه وكذا
اخرجه ابوداود
والنسائي وفيه
انه شهد حنينًا۔

(۱) امام بخاری نے فرمایا
کہ عبدالرحمان بن ازہر صحابی تھے
بخاری نے اپنی تاریخ مین اونسے
حدیث لی ہے اسی طرح ابوداؤد
اور امام نسائی نے بھی اون سے
روایت احادیث کی ہے یہ صحابی
جنگ حنین مین شریک ہوئے تھے

(۲) عبد الرحمان بن ازہر بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زهرة القرشی الزهری ابن اخی عبد الرحمان بن عوف شهد مع رسول اللہ ﷺ حنینا یکنی اباجابر روی عنه ابو سلمة بن عبد الرحمان ومحمد بن ابراهیم بن الحرث التیمی وابنه عبد الحمید بن عبد الرحمان بن ازهر وابن شهاب الزهری واروی الناس عنه الزهری۔[1]

(۲) یہ صحابی عبد الرحمان بن کے بھتیجے ہین جنگ حنین مین شریک تھے کنیت ان کی ابو جابر تھی ان سے ابو سلمہ۔ عبد الرحمان محمد بن ابراہیم التیمی۔ اور خود ان کے بیٹے عبد الحمید۔ اور ابن شہاب الزہری نے روایت کی ہے سب سے زیادہ زہری نے ان سے روایت کی ہے۔

(۳) جبلة بن عمرو الانصاری الساعدی ... یعد فی اهل المدینة روی عنه سلیمان بن یسار کان جبلة بن عمر فاضلاً من فقهاء الصحابة رحمه الله وشهد جبلة بن عمرو صفین مع علیؑ وسکن مصر۔ (استیعاب برحاشیہ اصابہ جلد اول ص ۲۳۹)

(۳) جبلہ بن عمرو الانصاری الساعدی کا شمار اہل مدینہ مین ہے ان سے سلیمان بن یسار نے روایت کی ہے یہ صحابی مرد فاضل اور فقہائے صحابہ مین سے تھے خدا ان پر رحمت نازل کرے۔ جنگ صفین مین علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ تھے اور مصر مین سکونت اختیار کر لی تھی۔

ناظرین نے جب یہ دیکھ لیا کہ زمرۂ صحابہ مین ان دونو صحابیون کی شخصیتین کتنی بلند اور ممتاز تھین تو اب حضرت عثمان کی تجہیز و تکفین کے معاملہ مین ان حضرات کا رویہ بھی ملاحظہ فرمائین مگر شرط یہ ہے کہ بعد ملاحظہ مولانا عبد الشکور سے یہ سوال ہرگز نہ فرمائین کہ جناب والا! کیا یہ دونو ممتاز صحابی اوسی گروہ کی دو

[1] استیعاب ابن عبد البر برحاشیہ اصابہ جلد ۲ ص ۴۰۶

فروین نہ تھے جس کو آپنے منافقون اور باغیون کا فتنہ پرداز گروہ بتایا ہے
جبلہ بن عمرو الانصاری جیسا فاضل صحابی جس کا شمار فقہائے صحابہ مین تھا اور
جس کے حق مین محدث ابن عبد البر جیسا عالم دین "رحمۃ اللہ" کا جملہ لکھ
رہا ہے آپکے نزدیک منافق تھا اور کیا ایسے ایسے صحابۂ کبار کو عاقبت کی طرف سے
آنکھین بند کر کے منافق۔ باغی۔ فتنہ پرداز کہنا وہ ایمان سوز شیوہ نہین ہے
جس پر رافضیت بھی شرما جائے۔ حیف صد حیف۔

مؤرخ ابن قتیبہ کتاب امامۃ وسیاسۃ مین لکھتے ہین صفحہ ۴۲ اس روایت کا
آخری حصہ ابن حجر عسقلانی نے بھی کتاب اصابہ مین نقل کیا ہے دیکھو تذکرۂ جبلہ
بن عمرو الانصاری الساعدی صفحہ ۲۲۴ جلد اول۔

قال وذکروا	خلاصہ روایت یہ ہے کہ عبد الرحمان بن ازہر
ان عبد الرحمان	نے بیان کیا کہ مین نے عثمان کے معاملہ مین
بن ازهر قال لم	کسی قسم کی مداخلت نہین کی تھی نہ اون کے
اکن دخلت فی	موافق نہ اون کے مخالف (یہ غیر جانبداری
شئ من امر عثمان	باعث فخر نہین ہوسکتی کیونکہ نصرت امام وقت
لا علیہ ولا لہ فانی	و خلیفۂ نبی لازم تھی خیر یہی غنیمت ہو اگر آپنے
جالس بفنائی داری	مخالفانہ سرگرمی نہین اختیار کی مترجم) بعد
لیلا بعد ما قتل	قتل عثمان ایک رات مین صحن خانہ مین بیٹھا
عثمان بلیلۃ اذ جائنی	ہوا تھا کہ منذر بن الزبیر نے آکر مجھ سے کہا

المنذر بن الزبير فقال
ان اخي يدعوك فقمت
اليه فقال لي انا اردنا
ان ندفن عثمان فهل
لك قلت والله ما
دخلت في شئ من
شانه وما اريد ذلك
فانصرفت عنه ثم اتبعته
فاذا هو في نفر فيهم
جبير بن مطعم و ابو
الجهم بن حذيفة و
المسور بن مخرمة و
عبد الرحمان بن ابي
بكر و عبد الله بن الزبير
فاحتملوه على باب وان
راسه ليقول طق طق
فوضعوه في موضع الجنائز
فقام اليهم رجال من

کہ تمہیں میرے بھائی بلاتے ہین مین اون کے
(یعنی عبد الزبیر کے) پاس پہونچا تو وہ کہنے
لگے کہ ہم عثمان کے دفن و کفن کا ارادہ رکھتے
ہین کیا تم بھی اس (کار خیر) مین حصہ
لوگے؟ مین نے کہا کہ بخدا مین نے عثمان کے
متعلق کسی امر مین بھی دخل نہیں دیا ہے اور
نہ اب اس امر مین شریک ہونا چاہتا ہون
(میت کے دفن و کفن کا انتظام تو ایک شرعی
فرض تھا اس مین غیر جانبداری کو کیا دخل؟
مترجم) یہ کہکر مین اون کے پاس سے واپس
آیا مگر پھر اون کے پیچھے ہولیا (کہ دیکھون ہوتا
کیا ہے) پس مین نے دیکھا کہ چند اشخاص
جبیر بن مطعم ابو الجہم بن حذیفہ مسور بن مخرمہ
عبد الرحمان بن ابی بکر عبد اللہ بن زبیر حضرت عثمان
کی میت ایک تختہ پر اوٹھا کر لئے جا رہے ہین
اور (تختہ سے ٹکرانے کی وجہ سے) میت کے
سر سے "طق طق" کی آواز آرہی ہے
ان لوگون نے اوس جنازہ کو لیجا کر موضع جنائز

الانصار فقالوا لهم لا و
الله لا تصلون عليه فقال
ابو الجهم الا تدعون
نصلي عليه فقد صلى الله تعالى
عليه وملائكته فقال له
رجل منهم ان كنت فادخلك
الله مدخله فقال حشرني
الله معه فقال له ان الله
حاشرك مع الشياطين
والله ان تركناكم به
لعجز منا فقال القوم لابي
الجهم اسكت عنهم وكف
فسكت فاحتملوه ثم انطلقوا
مسرعين كاني اسمع وقع
راسه على الالواح حتى وضعوه
في ادنى البقيع فاتاهم
جبلة بن عمرو الساعدي
من الانصار فقال لهم

(جہان نماز کیلئے جنازے عموماً رکھے جاتے
تھے) مین رکھدیا اتنے مین جماعت انصار
کے چند اشخاص آگئے اور کہنے لگے کہ خدا کی
قسم تم لوگ نماز جنازہ نہ پڑھنے پاؤگے
ابوالجہم نے اون انصاریون سے کہا کہ
کیا تم ہمین نماز نہ پڑھنے دوگے حالانکہ
اس میت پر خدا اور ملائکہ نے رحمت بھیجی
ہے اس کلام کا جواب اون انصاریون
سے ایک شخص نے یہ دیا کہ اگر تمہارا یہ خیال
ہے تو خدا تمھین بھی اوسی جگہ داخل کرے
جہان عثمان کا مقام ہے ابوالجہم نے کہا
کہ خدا ایسا ہی کرے کہ میرا حشر عثمان کے
ساتھ ہو اوس مرد انصاری نے جواب دیا
کہ خدا تمہارا حشر شیاطین کے ساتھ کرے گا
واللہ اگر ہم تمھین چھوڑدین تو یہ ہماری
عاجزی ہوگی (جب بات بڑھنے لگی تو)
ابوالجہم کے ساتھ والون نے اون کو خاموش
کرادیا اور سب نے جنازہ اوٹھالیا اور جلد جلد

والله بالا تدفنوه
فی بقیع رسول الله ﷺ
ولا نترککم
تصلون علیہ فقال
ابو الجہم انطلقوا
بنا ان لم نصل علیہ
فقد صلی الله
علیہ فخرجو (
ومعہم عائشة
بنت عثمان معہا
مصباح فی حق
حتی اذا اتوا بہ
حش کوکب
حفروا لہ حفرة
ثم قاموا یصلون
علیہ وامہم جبیر بن
مطعم ثم دلوہ فی
حفرتہ ۔

قدم بڑھاتے ہوئے روانہ ہو گئے مین
(عبد الرحمان بن ازہر) میت کے سر سے
وہ آواز سن رہا تھا جو تختہ سے ٹکرانے کی
وجہ سے بلند ہو رہی تھی ان لوگون نے
جنازہ لیجا کر آخر بقیع مین ایک جگہ رکھدیا
وہان اون کے پاس جبلہ بن عمرو الساعدی
آپہونچے اور کہنے لگے کہ خدا کی قسم تم بقیع
رسول ﷺ مین یہ لاش ہرگز دفن نہ کرنے
پاؤگے اور ہم تمھین اس کا موقع نہ دینگے
کہ نماز جنازہ پڑھ سکو (یہ سنکر) ابو الجہم نے اپنے
رفقا سے کہا کہ آگے بڑھو اگر ہم اس میت پر نماز
نہ پڑھ سکے (تو کیا ہوا) خدانے تو اوس پر
اپنی رحمت نازل کی ہے آخر یہ لوگ وہان سے
نکل کھڑے ہوئے حضرت عثمان کی صاحبزادی عائشہ
ایک چراغ اپنے ساتھ لئے ہوئے تھین تا این کہ یہ لوگ میت کو
مقام حش کوکب مین لائے وہان ایک گڑھا کھودا اور
جبیر بن مطعم کی امامت مین نماز جنازہ پڑھی اور لاش کو
سپرد لحد کردیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

نماز جنازہ مین انصار کی جانب سے مزاحمت اور میت پر آخری بیداد کا ہولناک منظر

فاخرج عثمان ولم یغسل الی البقیع وارادوا ان یصلوا علیہ فی موضع الجنائز فابت الانصار واقبل عمیر بن ضابی وعثمان موضوع علی باب فنزا علیہ فکسر ضلعاً من اضلاعہ

تاریخ طبری مین مذکور ہی - جلد پنجم صفحہ ۱۴۴

حضرت عثمان کی میت

بے غسل بقیع کیجانب لائی گئی اور لانیوالون نے چاہا کہ موضع جنائز مین نماز جنازہ ادا کرین مگر انصار اس پر راضی نہوے اسی اثنا مین عمیر بن ضابی[1] نے جھپٹ کر میت کی پسلی کی ایک ہڈی توڑ دی (یہ ہین سواد اعظم کے کارنامے اور اوس پر شیعون کے خلاف الزام لگانے کی ہوس جب حیا نہو تو انسان سب کچھ کر سکتا ہے - مترجم)

قاتلان حسینؑ کو شیعہ سمجھنے والونکی خدمت مین گذارش احوال واقعی -

محترم مخاطب مفتی خلیل صاحب اپنے رسالہ مین فرماتے ہین "اہل سنت یہ تمام کر تو تین اون لوگونکی بتلاتے ہین جو کہ امام حسینؑ اور اون کے پدر بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پکے شیعہ محب صادق سچے خیر خواہ ہونے کے مدعی تھے اہل بیت سے تنخواہین لیتے تھے حضرت علی کی خلافت مین بڑے بڑے عہدون پر فائز تھے الخ" اب کون آپکی خدمت مین یہ گذارش کرکر جناب والا آپکو حضرت ذو النورین قتیل دار کی عزت وجلال کی قسم

[1] یہ بزرگ ضابی بن حارث صحابی کے بیٹے تھے حافظ ابن حجر اصابہ مین لکھتے ہین "لما قتل عثمان وثب عمیر بن ضابی فکسر ضلعاً من اضلاعہ" یعنی حضرت عثمان کے مقتول ہوجانے کے بعد حضرت عمیر بن ضابی نے لاش کی دو پسلیان توڑ دین اسپر تبہ قتل عثمان کا ارادہ بھی کیا تھا مگر کامیاب نہوئے ... عداوت ... حضرت عثمان نے انکو قید کر دیا دیکھو اصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۵ - یہ ہین وہ نورانی صحابہ جنکی اقتدا ... -

یہ ارشاد ہو کہ خلافت مآب کے پاک خون سے مدینہ طیبہ کی سرزمین کو لالہ زار بنانے
والے اور اون کی امداد و حمایت سے انتہائی نازک وقت مین منہ موڑ لینے والے
آخر کون تھے کس فرقے سے تعلق رکھتے تھے؟ کیا وہی باحمیت و باوفا لوگ نہ تھے جو چند
سال پہلے آپکی بیعت و اطاعت کا طوق پہن لینا عین دین و ایمان تصور کر چکے
تھے دربار خلافت مین محبت و اخلاص کا دم بھرتے اور جذبۂ عقیدتمندی وجان
نثاری کا پرجوش مظاہرہ کیا کرتے تھے بارگاہ خلافت سے بڑے بڑے عہدون پر
سرفراز کئے جاتے تھے لمبی چوڑی تنخواہین اور پنشنین وصول کرکے داد عیش وعشرت
دیا کرتے تھے مگر واہ رے طبائع کا انقلاب کہ دفعۃً تمام احسانات کو طاق نسیان
پر رکھکر فقط اتنی سی بات پر بگڑ بیٹھے کہ ابر کرم کا رخ بنی امیہ کیطرف کچھ زیادہ تھا
بارگاہ خلافت مین خاندان شاہی کے ممبرون کی آؤ بھگت حد استحقاق سے
متجاوز ہو رہی تھی اقارب نواز حکومت و خلافت کے اس رویہ پر جام صبر
چھلک اوٹھا خیالات و جذبات کی دنیا مین حسد و عناد کا وہ طوفان اوٹھا
جس نے محبت و وفا کا نام بھی باقی نہ چھوڑا خلیفۂ رسول بدعتی اور واجب القتل
ٹھہرائے گئے بالآخر وہ فتنے برپا ہو کر رہے جن کا عبرت انگیز افسانہ تاریخ کی
خاموش زبانون پر رہگیا۔ مہربان! شیعون پر امام کے ساتھ غداری و بیوفائی
کرنے کا الزام لگانے کی کوشش سے زیادہ مناسب یہی ہے کہ اوراق تاریخ کے
آئینون مین اپنی تصویر کے ابھرے ہوے خط و خال دیکھئے اپنے نامۂ اعمال کا
جائزہ لینے سے پیشتر دوسرون کے دامن اخلاق و اعمال کو داغدار دیکھنے کی ہوس کرنا

اوسی بوالہوس کے لئے زیبا ہو سکتا ہے جس کا دیدۂ دل نور بصیرت سے محروم
اور جس کی طینت اصلی فطری شرم وحیا کی چاشنی سے پاک وصاف ہو۔ بہر حال
آپ میرے اس دوستانہ مشورہ کو قبول کرین یا نہین مجھے اس کا یقین تو ضرور ہی
کہ انصاف پسند ناظرین مندرجۂ بالا تاریخی بیانات کو بنظر عبرت ملاحظہ فرما کر
خود اس کا فیصلہ کر لین گے کہ جن ہولناک واقعات کی داستان کو سیر و تواریخ کی زبانین
آج تک دُہرا رہی ہین اون کے ذمہ دار شیعہ تھے یا وہ بزرگان ملت اہل سُنت
جنھون نے اجماع وشورے کی خلافتون کو مستحکم کیا اور اسلامی دنیا کو اس خود ساختہ
نظام حکومت کا حلقہ بگوش بنانا جن کی مقدس زندگی کا ایسا کارنامہ تھا جس کی
مناسب ثنا خوانی کے مقابلہ مین علمائے اہل سُنت کی زبانین اپنی فطری نو تونکو
تمام تر صرف کر دینے کے بعد بھی اعتراف عجز و تقصیر کرتی نظر آتی ہین۔

جبکہ ثابت ہو گیا کہ اوس مبارک عہد مین جس مین رافضیت اور حقیقی تشیع کا
رنگ محسوس ہونے کے قابل بھی نہ ہوا تھا اور اس ملت کے خیالات وجذبات سے
عام طور سے اسلامی دنیا کو آشنا ہونے کا موقع ملا ہی نہ تھا مذہب اجماع وشورے
کے بانیون اور علمبردارون نے مدینہ طیبہ کو دار الحرب و دار الجہاد قرار دینے کا
بیڑا اوٹھایا اور بہ کمال تغدد خلیفۂ زمان کا پاک خون بہانے اور اون کی
لاش کی انتہائی بے حرمتی کے کارنامون کو جہاد فی سبیل اللہ اور ذریعہ رضائے
خالق تصور کرتے ہوے نہایت جوش وخروش کے ساتھ حد انصرام تک پہونچا یا
تو کیا انصاف پسند دل ودماغ رکھنے والے اونکے اون اعمال وجذبات کو

بنظر عبرت مشاہدہ کرنے کے بعد اس یقینی نتیجہ تک نہین پہونچ سکتے کہ اسی فرقہ وجماعت کے باقی ماندہ افراد اور اون کے ہم خیال لوگون نے مذکورۂ بالا عقائد وخیالات کی روشنی مین بربادی خاندان رسالت کی ایمان سوز مہم کو ۶۱ھ مین انصرام کی حد تک پہونچایا ہوگا - ملا علی قاری کا ارشاد عمر بن سعد کے متعلق پہلے نقل کیا جا چکا ہے جس مین آپنے اس عقیدہ کا بہ زور الفاظ مین اظہار فرمایا ہے کہ یہ صحابی زادہ مجتہد تھا اور قتل سبط رسولؐ کی مہم مین قوت اجتہاد صرف کرنے کے بعد شریک ہوا ہوگا اور بالآخر اوس کا انجام بخیر ہو گیا ہوگا -

اب علامہ ذہبی کی مشہور و مستند کتاب میزان الاعتدال سے ایک ایسی روایت نقل کی جاتی ہے جس سے صاف ظاہر ہوا جاتا ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے بھی قتل فرزند رسولؐ جیسے جرم عظیم کا ارتکاب صحابۂ کرام اور اون کے تابعین اہل سنت وجماعت کے اسی نظریہ وعقیدہ کے ماتحت کیا تھا کہ اولوالامر کے اوصاف واعمال خواہ کیسے ہی ہون جب اتفاق مسلمین سے بیعت کا انعقاد ہو گیا تو اونکی طاعت بہر صورت واجب اور مخالفت بہر نوع جرم ومعصیت ہوگی وہ روایت یہ ہے دیکھو میزان جلد ا صہ ۴۰۴ -

شمر راسخ العقیدہ سُنی تھا	روی ابو بکر بن عیاش عن	ابوبکر عیاش ابو اسحاق سے روایت کرتے ہین کہ شمر ہم لوگون کے
	ابی اسحاق قال کان	ساتھ نماز پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ خدایا مین
	شمر یصلی معنا ثم یقول	شریف ہون مجھے بخشدے مین نے اوس سے کہا

اللّٰهمّ انك تعلم انی
شریف فاغفر لی قلت کیف
یغفر الله لك وانت اعنت علی قتل
ابن رسول الله قال ویحك فکیف
نصنع ان امراءنا هولاء امرونا
بامر فلم نخالفهم ولو خالفنا کنا شرا
من هذه الحمر السقاة قلت ان هذا العذر قبیح

[illegible]

کہ خدا تجھے کیونکر بخشے گا حالانکہ تو نے فرزند رسولؐ
کے قتل پر اعانت کی اوس نے کہا کہ ہم کیا
کرتے ہمارے ان امیرون نے اس کا حکم
دیا تھا اگر ہم اون کی مخالفت کرتے تو ان
گدہون سے بھی بدتر ہوتے مین نے کہا یہ
عذر تو بہت برا ہے کیونکہ اطاعت امر اچھے
کام مین ہوتی ہے (نہ کہ ایسے ظلم و معصیت مین)

یہ روایت صاف ظاہر کر رہی ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے قتل فرزند رسولؐ
کی مہم مین اوسیطرح ایک دینی فریضہ اور اسلامی خدمت تصور کرتے ہوئے شرکت
کی تھی جس طرح صحابۂ کرام و تابعین عظام نے خانہ برانداز ی خلافت ثالثہ کی تہس نہس
و تباہ کن مہم کو جہاد فی سبیل اللہ اور وسیلۂ فلاح دنیا و دین سمجھکر انجام دا نصرام
کی حد تک پہونچایا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ صحابۂ کرام و تابعین عظام نے پہلے
برضا و رغبت اطاعت خلافت ثالثہ کا طوق پہنا اور بعد مین دلی مرادون کے
حاصل نہونے کی صورت مین اوتار پھینکا برخلاف اس کے شمر کے مقاصد اپنے
امراسے پورے ہوتے رہے اس علئے اون کی اطاعت سے کبھی انحراف نہین
کیا صحابۂ کرام نے اطاعت حضرت عثمان جس دل سے اور جن اغراض و مقاصد کو
پیش نظر رکھکر قبول کی تھی اور بعد مین مخالفانہ رویہ اختیار کرنے کے جو اسباب
و دواعی پیدا ہوے وہ خود جناب عثمان کے اوس ارشاد سے معلوم ہوسکتے ہین

جو آپ کے ایک خط مین مندرج ہے اس خط مین خطاب عامۂ مسلمین کی طرف تھا اوس کے چند جملے یہ ہین ۔

حضرت عثمان کا خط عام مسلمانون کے نام اہل مدینہ کی بیعت کا اصلی راز کیا تھا؟

واهل المدينه فيتبرأوف من طاعني فلست عليهم بوكيل ولم اكن استكرههم من قبل على السمع والطاعة ولكن انوهادلا لعئين يبتغون مرضات الله عزوجل واصلاح ذات البين ومن يكن منكم انما يبتغي الدنيا فليس بنائل منها الا ما كتب الله عزوجل له ومن يكن انما يريد وجه الله والدار الاخرة وصلاح الامة وابتغاء مرضات الله عزوجل والسنة الحسنة التي استن بها رسول الله والخليفتان من بعده

یعنی اہل مدینہ میری اطاعت سے بیزار ہو رہے ہین تو مین اون پر وکیل تو مقرر نہین ہوا ہون اور نہ مین نے پہلے اون کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا تھا وہ تو خود فرمان بردار بنکر آئے تھے تا کہ رضائے الٰہی حاصل کرین اور باہمی تعلقات کی اصلاح کرین جو شخص تم لوگون مین سے طالب دنیا ہے وہ اوس دنیا مین سے اوسیقدر پائیگا جتنا خدا نے اوس کے لئے لکھدیا ہے اور جو شخص خدا کی خوشنودی اور آخرت کی بھلائی اور صلاح امت و رضائے باری کا خواہان ہے اور اوس سنت پر چلنا چاہتا ہے جسکو آنحضرتؐ نے اور آپکے بعد دو تو جانشینون نے جاری کیا تھا تو اسکی جزا بس خدا ہی دیگا میرے ہاتھ مین

رضی اللہ عنہما فانما یجزی
بذلکم اللہ ولیس بیدی
جزاءکم ولو اعطیتکم الدنیا
کلہا لم یکن فی ذلک ثمن لدینکم
ولم یغن عنکم شیئا فاتقوا
اللہ واحتسبوا ما عندہ فمن یرض
بالنکث منکم فانی لا ارضاہ لہ
ولا یرضی اللہ سبحانہ ان تنکثوا عہدہ[۱]

اوس کی جزا تو ہے نہیں اور اگر میں تمھیں
ساری دنیا عطا کردوں تب بھی وہ تمھارے
دین کی قیمت نہ قرار پاسکے گی اور نہ تمھارے
لئے کچھ نفع بخش ہوسکتی لہٰذا خدا سے ڈرو
اور جو کچھ اوس کے پاس ہے اوسی پر اکتفا
کرو جو شخص تم لوگوں میں سے بیعت شکنی کریگا
تو میں اس فعل کو پسند نہ کروں گا اور خدا
بھی یہ پسند نہ فرمائے گا کہ تم اوس کا عہد توڑدو۔

اس تحریر میں حضرت عثمان کا یہ ارشاد کہ "میں اگر تمھیں تمام دنیا عطا کردوں تب بھی وہ دین کی قیمت نہ بن سکے گی" لہٰذا جو کچھ خدا کے پاس ہے اوسی پر اکتفا کرو صحابۂ کرام اور دیگر اہل مدینہ کی خفیہ مرادوں کا پردہ فاش کردینے کیلئے کافی ہے اوس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ وہ لوگ اپنے دین کی بیش قرار قیمت متاع دنیا ہی کی صورت میں نقد وصول کرلینا چاہتے تھے چونکہ حضرت عثمان کسی وجہ سے اون کے منھ مانگے داموں کو نہ دے سکے لہٰذا جہاد فی سبیل اللہ پر نہایت سرگرمی کے ساتھ عمل شروع کردیا گیا اگرچہ حضرت عثمان نے نہایت مہذب عنوانکو پیش نظر رکھتے ہوے بظاہر اسکا اقرار فرمایا ہے کہ ابتداءً اون لوگوں کے ارادات خیر کیطرف مائل تھے مگر آخری فقرہ میں فی الجملہ صفائی سے کہہ گئے کہ اونکا مقصد دنیا طلبی اور نقد داموں پر دین فروشی تھا جب اوس میں خاطرخواہ

---

[۱] طبری جلد پنجم ص ۱۴۲

کامیابی نہوئی تو اسپر مہر وفا بھی نہ رہ سکے چونکہ عہد معاویہ سے پوری پوری قیمت ملنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا لہذا خلافت کے جان نثار و پشت پناہ بنے رہے اور اطاعت امرا و خلفاء کو عین دین و ایمان تصور کرنے مین کبھی کوتاہی نہین کی۔

صحابہ و تابعین نے حضرت عثمان کے خلاف جن اغراض سے شورش برپا کی تھی اور اون کے عمائد و اشراف جو خفیہ مقاصد دل کی گہرائیون مین لئے ہوے تھے اون کا جائزہ لینے مین طول کلام کا خوف ہے ناظرین اوراق تاریخ پر محققانہ نظر فرما کر خود معلوم کر سکتے ہین مجھے اس مقام پر علامہ ذہبی کی منقولہ بالا روایت کو پیش کرنے سے فقط اتنا ہی دکھانا مدنظر تھا کہ شمر بن ذی الجوشن تمام عقائد اور رفتار و کردار مین صحابۂ کرام کا سچا پیرو تھا اور غیر معصوم و خطا کار امراء و خلفاء کی اطاعت و پیروی کے مسئلہ مین اونھین اصول و عقائد پر کاربند تھا جن کی تبلیغ صحابۂ کرام نے اپنے اقوال و اعمال سے عامۂ مسلمین مین فرمائی تھی اور جو آجتک اہلسنت کی عمارت دین و مذہب کیلئے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتے ہین لہذا اوس کے سُنی مذہب ہونے مین کچھ شبہہ نہین ہو سکتا اور اگر ہو تو بے عقلی کا نتیجہ ہو گا الحمد للہ کہ پہلے ملا علی قاری کے ارشاد سے سردار فوج کوفہ عمر بن سعد کا مجتہد مذہب اہل سنت ہونا ثابت ہوا تھا اب قاتل امام شمر بن ذی الجوشن کا سنی مشرب ہونا بھی اسیطرح ثابت ہو گیا کہ دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہی۔

پیروان اجماع وشوریٰ کے مزید اسلام نواز کارنامے۔ شیعون پر مظالم کربلا کا الزام عائد کرنے والے اس مرقع کی بھی سیر کرین۔

پیروان اجماع وشوریٰ کے اسلامی خدمات کا سلسلہ مذکورۂ بالا واقعات پر ہی ختم نہین ہو جاتا بلکہ اون کی کڑیون کو شمار کرنے کیلئے ایک دفتر عظیم کی ضرورت ہوگی اور ناظرین کا وقت عزیز بہت کچھ ضائع کرنا پڑیگا لہٰذا سب سے قطع نظر کرکے دو ایسے ایمانی کارنامون کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے جو واقعات کربلا کے بعد انجام دیئے گئے تاکہ ناظرین کو مزید اندازہ ہو سکے کہ خالص تسنن کے رجحان طبع کا اصلی رنگ ورخ کیا رہا ہے اور زمانۂ حاضرہ مین اس لسٹ کے ارباب علم شیعہ امامیہ پر قتل امام کی تہمت لگانے مین کس غیر معمولی خود فراموشی اور حیاداری سے کام لے رہے ہین۔

واقعۂ حرہ کی ابتدا کیونکر ہوئی۔

واقعات سنہ ۶۳ھ کے ذیل مین مؤرخ ابن اثیر لکھتے ہین

فلمّا کانت ھذہ السّنۃ	یعنی سنہ ۶۳ھ مین اہل مدینہ نے عامل یزید عثمان
اخرج اھل المدینۃ عثمان بن	بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے نکال دیا
محمد بن ابی سفیان عامل یزید	اور عبد اللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے
وحصروا بنی اُمیّۃ بعد	بعد بنی امیہ کا محاصرہ کر لیا پس بنی امیہ
بیعتھم عبد اللہ بن حنظلۃ	اور اون کے ہم خیال لوگون نے جن کی تعداد
فاجتمع بنو امیۃ وموالیھم	ایک ہزار تھی مروان کے گھر مین پناہ لی اور
ومن یری رایھم فی الف رجل	یزید کو ایک خط امداد کیلئے لکھ بھیجا جب اون کا

حتی نزلوا دار مروان بن الحکم
فکتبوا الی یزید یستغیثون
به فقدم الرسول لیه وهو
جالس علی کرسی وقد وضع قدمیه
فی طشت فیه ماء لنقرس کان بها.
فلما قراء الکتاب تمثل . ع
لقد بدلوا الحلم الذی من سجیتی
فبدلت قومی غلظۃ بلیان
ثم قال اما یکون بنوامیۃ الف رجل
فقال الرسول بلی واللہ واکثر
قال فما استطاعوا ان یقاتلوا
ساعۃ من النہار فبعث الی عمرو
بن سعید فاقرأہ الکتاب وامرہ
ان یسیر الیہم فی الناس فقال قد کنت
ضبطت لک الامور والبلاد فلما
الآن اذا صارت دماء قریش
تہرق بالصعید فلا احب ان اتولی
ذلک ولعث الی عبید اللہ ابن زیاد

قاصد یزید کے پاس پہونچا تو وہ ایک کرسی پر
بیٹھا تھا اور عارضہ نقرس کی وجہ سے دونو
پاؤں پانی سے بھرے ہوئے طشت مین رکھے
ہوئے تھا جب اوس نے خط دیکھا تو یہ شعر
پڑھنے لگا . . . پھر قاصد سے پوچھا کیا بنی امیہ
کی تعداد ایک ہزار نہ ہوگی قاصد نے جواب
دیا کیون نہین بلکہ زیادہ ہوگی یزید بولا پھر کیا
ایک ساعت بھی نہ لڑ سکے ؟ یہ کہکر عمرو بن سعید
کو بلا بھیجا اور خط پڑھکر سنایا اور حکم دیا کہ فوج
لیکر اہل مدینہ کی سرکوبی کیلئے روانہ ہوجائے
مگر عمرو سعید نے انکار کیا اور کہا مین نے تیری
خاطر سے امور سلطنت اور بلاد و امصار کی مہمات
کا انصرام بہت کیا مگر اب جبکہ قریش کا خون پانی
کیطرح زمین پر بہایا جانے لگا تو مین اسکی
ذمہ داری اپنے سر نہین لے سکتا تب یزید نے
عبید اللہ بن زیاد کے پاس مدینہ کی طرف کوچ
کرنے اور مکہ مین ابن زبیر کا محاصرہ کرلینے کا
حکم بھیجا مگر اوس نے کہا کہ مین اس فاسق کیلئے

یامره بالمسیر الی المدینة و
محاصرة ابن الزبیر بمکة فقال والله
لا اجمعتهما للفاسق قتل ابن
رسول الله ﷺ وغزو الکعبة
ثم ارسل الیه یعتذر فبعث
الی مسلم بن عقبة المری وهو
الذی سمی مسرفا وهو شیخ کبیر مریض
فاخبره الخبر فقال اما یکون بنو امیة
الف رجل فقال الرسول بلی قال فما استطاعوا
ان یقاتلوا ساعة من النهار لیس هولاء باهل
ان ینصروا .. قال ویحک انه لا خیر فی العیش بعدهم

قتل فرزند رسول اور جنگ کعبہ دو نو بد اعمالیون کو
جمع نہین کرون گا القصہ اوس نے بھی
معذوری ظاہر کی تب یزید نے مسلم بن
عقبة المری کے پاس پیام بھیجا اوس نے قاصد سے
پوچھا کہ کیا بنی امیہ ایک ہزار کی تعداد مین ہونگے
اوس نے کہا یہ تعداد کیون نہ ہوگی مسلم نے کہا
کہ پھر وہ ایک گھنٹہ بھی نہ لڑ سکے ایسے ذلیل
لوگ امداد کے قابل نہین ہین ۔ ۔ ۔ ۔
یزید بولا حیف ہے تجھ پر ان بنی امیہ کے بعد
زندگی مین کوئی خوبی باقی نہ رہ جائیگی لہذا
فوج لیکر فوراً روانہ ہو جا۔

حرم رسول ﷺ یعنی مدینہ طیبہ کا
احترام مسلمانوں کی جانب سے۔
عام قتل و غارت اور فسق و فجور کی
گرم بازاری صحابہ و تابعین کی
خون ریزی اور عزت و ناموس کی
بربادی مباح کردی گئی سقیفہ مین جو بیج
بویا تھا آج اوسی کے پھل کھا رہے ہین۔

(۱) اباح مسلم مدینة
النبی ﷺ ثلاثة ایام
یقتلون فیها الناس
و یاخذون
ما بها من الاموال
و یفسقون
بالنساء و عن

(۱) مسلم نے تین دن تک
مدینة النبی کو مباح رکھا
شامی مسلمانون نے اہل مدینہ
کا قتل عام کردیا مال و متاع
بیدریغ لوٹتے اور عورتونکی
عصمت و عفت برباد کرتے
رہے زہری کا بیان ہے

(۱) کامل جلد ۴ ص ۴۵

الزهري ان قتلى الحرّة كانوا سبعمائة من وجوه الناس من قريش والمهاجرين والانصار وعشرة آلاف من وجوه الموالي وممن لا يعرف .. ثم ان مسلماً بايع من لقي من الناس على انهم خول وعبيد ليزيد بن معاويه[ل]

کہ واقعہ حرہ کے مقتولین قریش کے ذی وجاہت اشخاص اور مہاجرین وانصار مین سے سات سو تھے اور سربرآوردہ موالی اور غیر معروف اشخاص جو مقتول ہوے اون کی تعداد دس ہزار تھی پھر جو لوگ باقی رہے اور مل سکے اون سے مسلم نے اس قول وقرار پر بیعت کی کہ وہ لوگ یزید بن معاویہ کے غلام ہین ۔

شامی مسلمانون کی اسلامی حمیت کا ایک ہولناک منظر

(۲) قال فبلغ عدّة قتلى الحرة يومئذ من قريش والانصار وجوه الناس الف وسبعمائة وسائرهم من الناس عشرة آلاف سوى النساء والصبيان قال ابو معشر دخل رجل من اهل الشام على امرأة نفساء من نساء الانصار ومعها صبي لها فقال هل من مال قالت لا والله ما تركوا لي شيئاً فقال والله

(۱) محصل عبارت یہ ہے کہ قریش وانصار اور دیگر باوجاہت لوگ حرہ کے ہولناک قتل عام مین ایک ہزار سات سو کی تعداد مین مقتول ہوے اور عام لوگون مین سے عورتون اور بچون کے علاوہ دس ہزار مارے گئے ابو معشر کا بیان ہے کہ ایک مرد شامی ایک ایسی عورت کے پاس پہونچا جو زچگی کی حالت مین اپنے نوزائیدہ بچے کو لئے ہوے تھی اوس شامی نے عورت سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے؟ عورت نے جواب دیا بخدا کچھ بھی

ل تاریخ ابو الفدا جلد اول ص ۱۹۲

لتخرجن الی شیئا اولاقتلنك
وحبیك هذا فقالت
ویحك انه ولد ابن ابی
کبشة الانصاری صاحب
رسول الله ص .. ..
.. .. .. ثم قالت ابنها
یا بنی والله لو کان عندی
شیئ لافتدینك قال
فاخذ برجل الصبی الذی
فی فمه فجذبه من حجرها
فضرب به الحائط فانتشر
دماغه فی الارض ۔

نہین لوٹنے والون نے میرے پاس کچھ بھی
چھوڑا نہین ہے مرد شامی بولا کہ تجھے کچھ مال
حاضر کرنا پڑیگا ورنہ مین تجھے اس بچے سمیت
قتل کر دون گا عورت نے کہا حیف ہے تجھ پر
یہ صحابی رسول ص ابن ابی کبشہ انصاری کا بچہ
ہے مگر اوس بدبخت شامی نے اوس عورت
کی ان باتون کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا) تب وہ
بچہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی بیٹا خدا شاہد ہے
کہ اگر کچھ مال و متاع میرے پاس ہوتا تو تجھپر
قربان کر دیتی (ابھی وہ یہ کہہ رہی تھی کہ) بدبخت
شامی نے بچہ کا پاؤن پکڑا اور آنحالیکہ وہ ماں کی
چھاتی منہ مین لئے ہوے دودھ پی رہا تھا
اور ماں کی گود سے کھینچکر دیوار پر اس زور سے
دے مارا کہ اوس کا دماغ زمین پر بکھر گیا ۔

مسلم بن عقبہ کی رپورٹ یا سفاکیوں کی مفصل داستان

مسلم بن عقبہ نے واقعات حرہ کی جو رپوٹ دربار یزید مین بھیجی اوس کے بعض حصے اون واقعات کی نوعیت اور حقیقی اسباب وعلل پر خاص روشنی ڈالتے ہین ناظرین ملاحظہ فرمائین ۔

فادخلنا الخیل علیهم حین ارتفع
النهار من ناحیة عبد الاشهل بطریق
فتحه لنا رجل منهم بادعاه الیه
مروان بن الحکم الی صنیع امیر
المومنین وقد تضمن له عنه
من قرب المکان وجزیل العطاء
وایجاب الحق وقضاء الذمام و
قد بعثت به الی امیر المومنین
وارجو من الله عزوجل ان یلهم
خلیفته وعبده عرفان ما اولی
من الصنع واسدی من الفضل
وکان اکرم الله
امیر المومنین من محمود
مقام مروان بن الحکم
وجمیل مشاهده وشدید باسه
وعظیم نکایته لعدو امیر المومنین
ما لا اخال ذلك ضائعا عنه
امام المسلمین وخلیفة رب العالمین

جب دن چڑھا تو ہم نے قبیلہ عبد الاشہل کی آبادی
کی سمت سے اہل مدینہ پر اوس راستہ سے دھاوا
بولدیا جو اسی قبیلہ کے ایک شخص نے ہمارے
لئے اس سبب سے کھول دیا تھا کہ مروان نے
امیر المومنین کے دربار سے بہت زیادہ انعام و
اکرام عطایا کی ضمانت کرلی تھی مین اوس
شخص کو بھی امیر المومنین کے پاس بھیج رہا ہون
اور خدا سے امید کرتا ہون کہ وہ اپنے خلیفہ
اور بندے کے دل مین اوس شخص کے سلوک
اور فضل وکرم کا حق پہچاننے کی توفیق ڈالدے گا
اور مین خیال کرتا ہون کہ مروان نے خدمات
جنگ مین جو خدمات جمیلہ کی ہین اور امیر المومنین کے
دشمنون کی سرکوبی مین جس قدر شدید قوت
وشجاعت ظاہر کی ہے وہ امام المسلمین اور خلیفہ
رب العالمین (یہ ہے اہل سنت کے مقتدا
صحابی رسول ص کی ذہنیت۔ دیکھو اور عبرت
حاصل کرو۔ مترجم) کے نزدیک رائگان
نہ جائیگی انشاء اللہ یہ ان امیر المومنین کے

ان شاء الله وسلم الله جال
امير المومنين فلم يصب احد
منهم بمكروه ولم يقم
عدوهم ساعة من ساعات
نهارهم فما صليت الظهر الا في
مسجدهم بعد القتل الذريع و
الانتهاب العظيم واوقعنا بهم
السيوف وقتلنا من اشرف لنا
منهم واتبعنا مدبرهم واجهزنا
على جريحهم وانهبناها ثلاثا كما
قال امير المومنين اعز الله نصره
وجعلت دور بني الشهيد
المظلوم عثمان بن عفان في حرز وا
مان فالحمد لله الذي شفى
صدري من قتل اهل الخلاف القديم
والنفاق العظيم فطالما عتوا
وقديما طغوا ـ

سپاہیون کو بالکل صحیح و سالم رکھا کسی ایک
کو بھی کوئی ناگوار حادثہ پیش نہین آیا اور
اون کے دشمن (اہل مدینہ) ایک گھڑی
بھی اونکے مقابلہ مین ٹھہر نہ سکے ہم نے قتل
عام اور بڑی لوٹ مار کے بعد نماز ظہر اونکی
مسجد مین ادا کی ہم نے تلوارین اہل مدینہ پر
ڈالدین اور جس نے بھی سر اٹھایا اوسے
تہ تیغ کردیا ہم نے بھاگنے والون کا تعاقب
کیا اور زخمیون کا بھی کام تمام کردیا اور حکم
امیر المومنین کے مطابق ہم نے تین دن تک
مدینہ کو خوب لوٹا اور شہید مظلوم عثمان
بن عفان کے بیٹون کے گھرون کو اپنے حفظ
وامان مین رکھا پس خدا کا شکر ہے کہ اس نے
میرے سینہ کو شفا بخشی اون لوگون کے
قتل سے جو پرانے مخالف اور بڑے منافق تھے
اوھون نے اکثر سر اوٹھایا اور ہمیشہ شورش
برپا کی ـ

یہ تھے اون شامی مسلمانون کے اسلامی و دینی کارنامے جو تمام تر مذہب تسنن کے

سچے پیرو تھے اور جن کو سب سے پہلے اہل السنتہ والجماعتہ کا ممتاز لقب حاصل ہوا تھا اگر شیعون پر مظالم کربلا کی تہمت لگانے والے اب بھی نہ شرمائین تو یقین کر لینا چاہئے کہ اون سے بڑھکر باحیا دنیا مین کوئی نہین اپنے اعمالنامہ کی اتنی سیاہیونکے بعد بھی شیعون پر الزام لگانے کی ہوس حیف ہزار حیف۔

حرم نبوی کے بعد حرم خدا کی باری رجز خوانی کرتے ہوے خانہ کعبہ پر پتھرون کی بارش کیگئی اتنا ہی نہین بلکہ خانہ خدا مین آگ بھی لگا دی گئی۔

مسلم بن عقبہ نے اہل مدینہ کے قتل و غارت سے فارغ ہو کر ابن زبیر سے لڑنے کے لیے مکہ کا رخ کیا اور وہاں پہونچ کر شام کے سُنّی مسلمانون نے خانہ خدا کی تعظیم و احترام کا جو حق واجب ادا کیا اُسکے متعلق مؤرخین کا بیان یہ ہے۔

(۱) وقعت النار علی الکعبۃ فاحترقت الخشب والصدع الرکن واحترقت الاستار وتساقطت الی الارض۔ (یعنی اہل شام کی آتش باری سے) خانہ کعبہ پر آگ گری جس سے لکڑیاں جل گئیں رکن پھٹ گیا پردے جلکر زمین پر گر پڑے۔ امامت وسیاست صلا جلد دوم

(۲) رموا البیت بالمجانیق وحرقوہ بالنار واخذ وا یرتجزون ویقولون خطارۃ مثل الفنیق المزبد نرمی بہا اعواد ھذا المسجد یعنی شامیوں نے خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر برسائے اور اُسکو آگ سے پھونک دیا اور بلا اس شرمانے کے عوض اس فعل پر رجز خوانی کرنے لگے رجز کا شعر یہ تھا......

سبحان اللہ! کس قدر حیرت انگیز اسلامی حمیت وایمانی حیا وغیرت کا جوش سینوں میں

لیے ہوئے رجز پڑھ پڑھکر بربادی خانۂ خدا کی مہم سر کی جارہی ہے مولوی عبدالشکور اور مفتی محمد خلیل صاحبان دین وایمان کی قسم کھا کر ارشاد فرمائیں کہ کیا یہ بہادران شام خالص سُنی مشرب نہ تھے اور کیا اسی فرقہ کے غیرتمند و باایمان سورماؤں نے خدا ورسول کے حرم کی انتہائی بیحرمتی و توہین کا سہرا اپنے سروں پر نہیں باندھا تھا اور کیا اس اعمال نامہ کو دیکھکر یہ باور نہیں کیا جاسکتا کہ جس فرقہ کے بہادروں نے خانۂ خدا میں آگ لگا دی اُسی کے باحمیت افراد نے سرزمین کربلا پر خانۂ رسالت میں بھی آگ لگائی ہو گی اور جن مسلمانوں نے صحابیت کی پرستش کے باوجود خاص مدینہ طیبہ کی سرزمین پر اصحاب رسول اور اُن کے شیرخوار بچوں کا خون ناحق پانی کی طرح بہایا انھیں کے ہم مشرب وہم خیال اتقیا نے کربلا کی سرزمین پر اہل بیت رسولؐ کا خون بھی بہایا ہوگا۔ الکفر ملۃ واحدۃ؟۔

ناظرین اس حقیقت کو نظرانداز نہ فرمائیں کہ ان تباہ کن واقعات میں بھی مقتدایان اہلسنت وجماعت صحابۂ کرام کی رہنمائی وقیادت کام کر رہی تھی چنانچہ فوج شام کا امیر الامراء و قائد اعظم مسلم بن عقبہ صحابی تھا آنحضرتؐ سے روایت کرتا تھا اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اسکے مرویات کو بے عذر وارد کیا ہے (دیکھو اصابہ جلد ۶) علاوہ اسکے دیگر امرائے فوج بھی صحابیت کے نمایاں اور شاندار طرہ امتیاز سے آراستہ ہو کر ان اسلامی خدمات کو انجام دے رہے تھے منجملہ اُنکے چند صحابۂ عدول کے اسماء اور مختصر اوصاف یہ ہیں۔

تاریخ خمیس میں ہے ص ۳۳۷

فلما بلغ ذلک یزید ندب له الحصین بن نمیر السکونی وروح بن زنباع الجذامی وضمهم الی کل واحد جیشا و استعمل علی الجمیع مسلم بن عقبة المری وجعله امیر الامراء۔

جب یزید کو اہل مدینہ کی بغاوت کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے حصین ابن نمیر سکونی اور روح بن زنباع جذامی کو طلب کیا اور ایک ایک لشکر کا افسر بنا دیا اور مسلم بن عقبہ کو سب کا امیر الامراء مقرر کیا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حصین بن نمیر السکونی اور روح بن زنباع الجذامی کو یزید نے ایک ایک فوج کا افسر مقرر کر کے اہل مدینہ اور ابن الزبیر کی سرکوبی کے لیے بھیجا تھا یہ دونوں بدنصیب صحابی تھے ہر ایک کے مختصر حالات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

روح بن زنباع الجذامی

قال احمد بن زہیر وممن روی عن النبی ص من جذام روح بن زنباع ......

وذکرہ مسلم بن الحجاج فی کتاب الاسماء والکنی فقال ابو ذرعة روح بن زنباع الجذامی له صحبة ......

وذکرہ ابو جعفر العقیلی ایضا فی الصحابة....

......کان عبد الملک بن مروان یقول جمع ابو زرعة روح بن زنباع طاعة اہل الشام ودھاء اہل العراق وفقہ اہل الحجاز۔ استیعاب جلد ۱ صفحہ ۱۹۸

احمد بن زہیر نے کہا کہ قبیلہ جذام میں سے جن لوگوں نے حضرت رسول خدا ص سے روایت کی ان میں روح بن زنباع بھی تھے ......

امام مسلم بن حجاج نے کتاب الاسماء والکنی میں انکا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحابی تھے ...... ابو جعفر عقیلی نے بھی صحابہ کے ذیل میں انکا تذکرہ کیا ہے ... عبد الملک بن مروان کہا کرتا تھا کہ روح بن زنباع کی ذات میں اہل شام کی اطاعت اور اہل عراق کی چالاکی و عیاری اور اہل حجاز کا فقہ جمع ہے (اسی مجمع کمالات ذات نے حرم رسول میں سفاکی و غارت گری کے جوہر دکھا دیے مترجم)

ان بزرگوار نے اپنے قبیلہ کے متعلق اس حدیث رسول کی روایت فرمائی ہے۔ بارک اللہ

فی جذام۔ اور امام شافعی راوی ہیں کہ روح بن زنباع کہا کرتے تھے کہ

لم اطلب بابا من الخیر — میں نے خیر کے دروازہ کو جب چاہا کھل گیا

الا یتیسر لی ولا طلبت بابا من — اور جب شر کا دروازہ مطلوب ہوا تو وہ

الشر الا لم یتیسر لی۔ — نہیں کھل سکا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ایک خاص منظور نظر قدرت صحابی تھے عنایت ربانی آپ کی

اصلاح و تائید کے لیے ہمیشہ حاضر رہتی تھی جب چاہا کہ کوئی باب خیر آپ کیلئے کھل جائے

تو کھل گیا اور جب شر کے دروازہ میں داخلہ مطلوب ہوا تو عنایت ربانی نے میسر نہ ہونے دیا

اور مبتلائے شر ہونے سے بچا لیا کیوں نہ ہو آپ اس درجہ کار خیر کے عاشق بھی تو تھے کہ

جب حمام سے باہر نکلتے تو ایک غلام آزاد کر دیتے تھے (دیکھو اصابہ جلد اول ص ۵۲۴)

اس ارشاد سے غالباً یہ دکھانا مقصود رہا ہو گا کہ مدینہ میں صحابہ و تابعین عورتوں

بچوں کا جو قتل عام کیا گیا اور جو بے پناہ زناکاری اور عزت و ناموس۔ مال و متاع

کی بیدریغ غارتگری کی گئی اس میں آپ کو خاطر خواہ کامیابی اسوجہ سے حاصل ہوئی

کہ یہ اعمال قدرت کی نظر میں بھی خیر عمل تھے لہذا آپ کے لیے اس نے اس خیر کے دروازہ

کو مفتوح کر دیا بہر حال آپ کی جلالت مراتب بارگاہ الٰہی میں جتنی بھی ہو دنیا میں تو آپ کی

زندگی نہایت شاندار مناصب پر فائز رہتے ہوئے گذری کبھی فلسطین کے گورنر رہے کبھی

شام کے سفاک مسلمانوں کی کمان آپ کے ہاتھ میں رہی اور جب مسلم بن عقبہ مدینہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابن زبیر کے

محاصرہ کیلئے مکہ کیجانب کوچ کرنے لگا تو حسن خدمات کے صلے میں مدینہ کا حاکم اعلٰی بنا کر چھوڑ گیا (کامل جلد ۴ ص ۹۹)

حصین بن نمیر السکونی

علامہ ابن حجر عسقلانی کتاب اصابہ میں حصین بن نمیر انصاری کا مختصر حال لکھنے کے بعد فرماتے ہیں

حصین بن نمیر آخر ما ادری ہو الذی قبلہ او غیرہ ذکرہ بن عساکر فی تاریخہ فقال کان عامل عمر علے الاردن وقد قدمنا انہم ما کانوا یومرون علے الفتوح الا الصحابۃ وروی البخاری فی تاریخہ من طریق یزید بن حصین عن ابیہ .... وخلط ھذا بترجمۃ حصین نمیر السکونی الذی کان امیر یزید بن معاویۃ علی قتال اھل مکۃ والذی یظھر انہ غیرہ واللہ اعلم وذکر ابو علی بن مسکویہ فی کتابہ تجارب الامم الحصین بن نمیر فی جملۃ من کان یکتب النبیؐ کذا ذکرہ العباس بن محمد الاندلسی

ایک اور حصین بن نمیر ہیں نہیں جانتا کہ یہ وہی حصین نمیر ہے جسکا تذکرہ پہلے کیا گیا یا کوئی دوسرا شخص ہے۔ اسکا تذکرہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ علاقہ اردن میں عمر کا عامل تھا اور ہم پہلے یہ کہہ آئے ہیں کہ یہ لوگ ممالک مفتوحہ پر صحابہ کے سوا کسی دوسرے کو حاکم نہیں بناتے تھے بخاری نے حصین بن نمیر سے اُسکے بیٹے یزید بن حصین کے طریق سے روایت کی ہے .... اس (حصین بن نمیر سابق) کے تذکرہ کو اُس حصین بن نمیر السکونی کے تذکرہ سے مخلوط کر دیا ہے جو اہل مکہ کی لڑائی میں یزید بن معاویہ کیجانب سے افواج شام کا امیر تھا اور ظاہر یہ ہے کہ سابق الذکر حصین بن نمیر دوسرا شخص ہے واللہ اعلم۔ ابو علی بن مسکویہ نے کتاب تجارب الامم میں حصین بن نمیر کا تذکرہ اُن لوگوں کے ذیل میں کیا ہے جو آنحضرتؐ کے کاتب تھے عباس بن محمد اندلسی نے بھی اُس

في التاريخ الذي جمعه للمعتصم
بن صمادخ فقال وكان
المغيرة بن شعبه والحصين
يكتبان في حوائجه وكذا
ذكره جماعة من المتاخرين
منهم القرطبي المفسر في
المولد النبوي له والقطب
الحلبي في شرح السيرة واشار
الى ان اصل ذلك ماخوذ
من كتاب القضاعي الذي صنفه
في كتاب النبي ؐ وفيه انهما
كان يكتبان المداينات
والمعاملات فلا ادري اراد
هذا او اراد الذي قبله
وكانه اراد الذي قبله والذي
كان امير اليزيد نسبه ابن الكلبي
فقال حصين بن نمير بن نائل
بن لبيد بن جعفر بن الحارث بن

تاریخ میں جو معتصم بن صمادخ کیلئے لکھی تھی یہی لکھا
ہے وہ لکھتا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ اور حصین یہ دونو
حضرت ؐ کے حوائج وضروریات کی کتابت کیا کرتے
تھے ایسا ہی ایک جماعت متاخرین نے بھی
ذکر کیا ہے اُن میں سے قرطبی مفسر نے کتاب مولد
نبوی میں اور قطب حلبی نے شرح السیر میں یہی لکھا ہے
اور اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ قول
(مغیرہ اور حصین کا کاتب نبی ؐ ہونا) دراصل
قضاعی کی اُس کتاب سے لیا گیا ہے جو اُس نے
آنحضرت ؐ کے کاتبوں کے متعلق تصنیف کی ہے
اُس کتاب میں مذکور ہے کہ یہ دونو (مغیرہ اور حصین)
آنحضرت ؐ کے معاملات کو قلمبند کیا کرتے تھے
(حافظ ابن حجر) نہیں جانتا کہ مراد قضاعی کون ہے
یہی حصین بن نمیر السکونی یا وہ حصین بن نمیر جسکا
تذکرہ پہلے کیا گیا ہے غالباً یہی شخص ہے (نہ کہ حصین
بن نمیر السکونی) وہ حصین بن نمیر یزید کیطرف سے
سپہ سالار تھا اُسکا سلسلہ نسب ابن کلبی نے یوں
بیان کیا ہے ....

بن سکانہ وقال انہ کان سُریفاً	ابن کلبی کہتا ہے کہ حصین بن نمیر السکونی حمص کا
بحمص وکذا ولدہ یزید وحفیدہ	حاکم تھا اور اُس کا بیٹا یزید اور پوتا معاویہ
معاویۃ بن یزید ولیا امرۃ حمص	بن یزید یہ دونوں بھی حمص کے والی و امیر

اصابہ جلد اول صفحہ ۳۳۹ رہے۔

حافظ ابن حجر کا یہ دعوی کہ "حصین بن نمیر نامی دو شخص تھے" قابل تسلیم نہیں ہو سکتا کیونکہ اس دعوے پر کوئی شہادت پیش نہیں کر سکے ہیں کسی شہادت کے دستیاب نہونے ہی کی وجہ سے آپ نے حصین بن نمیر کا تذکرہ شروع کرتے ہی یہ اقرار کر لیا کہ "مجھے نہیں معلوم کہ یہ وہی سابق الذکر شخص ہے یا کوئی دوسرا شخص" جبکہ آپکو اسکا علم ہی نہیں کہ اس نام کے دو شخص ہیں یا ایک ہی شخص کا تذکرہ بار بار کیا جاتا ہے تو چند سطروں کے بعد کیونکر یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ ایک ہی شخص کا نام نہیں ہے بلکہ اسی نام کے دو شخص ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس مورخین کے ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد کہ حصین بن نمیر آنحضرت صلعم کا کاتب تھا اور معاملات کی تحریر اُس سے متعلق رہا کرتی تھی یہ ارشاد کرنا کہ یہ عہدۂ جلیلہ غالباً مقدم الذکر سے متعلق تھا بالکل بے دلیل ہے کیونکہ جن مورخین کے اقوال نقل کیے ہیں اُنکے کسی قول میں اسکا اشارہ نہیں پایا جاتا کہ یہ نام دو شخصوں کا تھا اور عہدۂ کتابت مقدم الذکر حصین بن نمیر انصاری سے متعلق تھا نہ کہ اُس حصین بن نمیر سکونی سے جو مکہ کی مہم میں یزید بن معاویہ کی طرف سے سپہ سالار مقرر کیا گیا تھا جو کچھ بھی ہو علامہ ابن حجر کے ارشاد سے حصین بن نمیر کے متعلق صرف اتنا احتمال ہو سکتا ہے کہ حصین انصاری کا ہم نام دوسرا شخص تھا اور یہ کہ بارگاہ

رسالت میں عہدۂ کتابت اسی شخص سے متعلق نہیں تھا مگر اُسکے صحابی ہونے میں

کوئی کلام نہیں ہوسکتا اور بالفرض یہ شخص اگر صحابی بھی نہ مانا جائے تو کم سے کم اُسکا

تابعی ہونا تو یقینی ہے اور اُسکے افتخار کیلئے یہی عزو شرف کیا کم ہے کہ امام بخاری کا

اعتماد و اعتبار اُسکو حاصل ہے وہ اُسکی روایت کو بے عذر قبول کر لیتے ہیں یہ واقعہ

اگرچہ باعث حیرت نہیں مگر عبرت حاصل کرنے کے قابل ضرور ہے کہ امام بخاری جیسے محتاط

شخص کو جس نے ائمہ اہلبیت کی روایات کو بھی لائق اعتبار نہ سمجھا ہو ایک ایسے دشمن خدا و

رسول کی روایت قبول کر لینے میں مطلق تردد نہ ہوا جس نے حرم نبوی کی بیحرمتی اور

اصحاب رسول کی بیدریغ خونریزی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی خانۂ خدا کی حرمت برباد

کردی۔ فرزند رسول کے خلاف کوفہ اور کربلا میں ایک سپہ سالار کی حیثیت سے

خونخواری و سفاکی کا مظاہرہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جس شخص کا

اعمالنامہ اسقدر سیاہ ہو وہ امام بخاری کے نزدیک معتبر و مستند ٹھہرے اس سے

زیادہ اندھیر اور کیا ہوگا ؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ مکہ و مدینہ کی تباہ کن

مہم میں ان دو صحابیوں کے علاوہ جن اصحاب نبی نے خدمات لائقہ انجام دیں

اُن میں یہ دو شخص نمایاں شخصیت رکھتے تھے۔

عبداللہ بن مسعدہ صاحب الجیوش مسلم بن عقبہ اپنی اُس رپورٹ میں جسکا کچھ حصہ اوپر نقل کیا گیا لکھتا ہے۔ امامت و سیاستہ صفحہ ۱۷۹

ووجہت عبد اللہ بن مسعدۃ الی ناحیۃ بقیع الغرقہ — میں نے عبداللہ بن مسعدہ کو روانہ کیا کہ وہ بقیع غرقہ کی سمت سے حملہ آور ہو۔

نیز اصابہ ابن حجر میں منقول ہے۔ جلد ۲ صـ ۳۶۸

وحكى الواقدي عن عباد بن عبد الله بن الزبير ...... قال فخرجت لنا كتيبة فيها عبد الله بن مسعدة

یعنی واقدی راوی ہے کہ عبداللہ بن الزبیر کے بیٹے عباد کہتے تھے کہ ایک فوج ہم پر حملہ آور ہوئی جسمیں عبداللہ بن مسعدہ موجود تھا (فوج کا افسر رہا ہوگا مترجم)

اس شخص کے صحابی ہونے پر علمائے اسلام کی مندرجہ ذیل تحریرات شاہد ہیں۔

يقال كان ابن مسعدة صاحب الجيوش قيل له ذلك لانه كان اميراً على الجيوش في غزو الروم ايام معاوية وهو من صغار الصحابة ذكره البغوي وغيره في الصحابة واخرجوا من طريق ابن جريج عن عثمان بن ابي سليمان عن ابن مسعدة صاحب الجيوش قال سمعت رسول الله صلعم يقول لا تسبقوني بالركوع والسجود - اصابہ جلد ۲ صـ ۳۶۷

یعنی عبداللہ بن مسعدہ صاحب الجیوش کے لقب سے مشہور تھا اور یہ شہرت اسلیے ہوئی کہ وہ عہد معاویہ میں جنگ روم کے موقع پر امیر افواج تھا اسکا شمار چھوٹے اور کم حیثیت صحابہ میں ہے بغوی وغیرہ نے اسکو زمرۂ صحابہ میں ذکر کیا ہے اور محدثین نے بطریق ابن جریج روایت کی ہے اس نے عثمان بن ابی سلیمان اور اس نے ابن مسعدہ صاحب الجیوش سے نقل کیا ہے اسنے کہا کہ میں نے حضرت رسولخدا صلعم کو لوگوں سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ رکوع وسجود میں مجھپر سبقت نہ کیا کرو

اس صحابی کی شرافت نفس پر مزید اطلاع حاصل کرنے کے لیے ابن حجر کا یہ کلام ملاحظہ ہو۔

كان عبد الله في سبي بني فزارة فوهبه النبي صلعم لابنته فاطمة فاعتقته وكان صغيراً فتربى عندها

عبداللہ بنی فزارہ کے اسیروں میں سے تھا آنحضرت نے اسکو اپنی صاحبزادی فاطمہ کی غلامی میں دیدیا ان معظمہ نے اسکو آزاد کردیا اسوقت کم سن تھا لہذا

ثم کان عند علی ثم کان بعد ذلک عند معاویۃ وصار اشد الناس علے علی الخ۔	آپ ہی کے پاس پرورش پائی پھر حضرت عقیل کے پاس رہا اسکے بعد معاویہ کے پاس چلا گیا اور حضرت علیؓ کا نہایت سخت مخالف ہو گیا
اصابہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۷	(عاقبت گرگ زادہ گرگ شود ٭ گرچہ با آدمی بزرگ شود۔

مروان بن الحکم مسلم بن عقبہ کی مندرجہ بالا رپورٹ سے ظاہر ہو چکا ہے کہ جنگ حرہ میں اہل شام کی کامیابی تمام تر انہیں حضرت کی رہین منت تھی آپ کی مساعی جمیلہ اور خدمات لائقہ کا تذکرہ جن پر زور الفاظ میں مسلم بن عقبہ نے کیا ہے اُن سے اس صحابی کے حسن اخلاق اور اعمال پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

واقعات حرہ اور صحابی مرحوم معاویہ بن ابی سفیان کی اپنے خلف الصدق سے آخری وصیت تمام خونریزی وغارتگری اسی وصیت کا نتیجہ تھی۔

ناظرین اس حقیقت کو نظر انداز نہ فرمائیں کہ مدینۂ طیبہ کی سرزمین پر سفاکی اور غارتگری کا جو عدیم النظیر مظاہرہ کیا گیا اُس کی تمام تر ذمہ داری امام اہلسنت صحابی رسولؐ معاویہ بن ابی سفیان پر عائد ہوتی ہے جو کچھ بھی کیا گیا وہ آپ کی وصیت اور آخری ہدایت کے مطابق کیا گیا لہذا اس مقام پر آپ کا ذکر خیر نہ کرنا ظلم صریح ہوگا۔ فاضل دین سمہودی کتاب وفاء الوفاء میں لکھتے ہیں

آخرج ابن ابی خیثمہ بسند صحیح الی جویریۃ ابن اسماء سمعت اشیاخ المدینۃ یتحدثون ان معاویۃ رض لما احتضر دعی یزید فقال ان لک من اھل المدینۃ یوماً فان فعلوا فارمھم بمسلم بن عقبۃ فانی عرفت نصیحتہ۔
(الفصل الخامس عشر من الباب الثانی)

ابن ابی خیثمہ نے بسند صحیح جویریہ بن اسماء سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ میں نے مدینہ کے بزرگوں کو یہ تذکرہ کرتے ہوئے سُنا کہ جب معاویہ پر حالت احتضار طاری ہوئی تو یزید کو بلا کر کہا کہ تجھے اہل مدینہ سے ایک برا دن دیکھنا یقینی ہے جب وہ سر اُٹھائیں تو مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں سے اُنکی سرکوبی کرو دینا میں اس شخص کے جذبۂ اخلاص کی آزمائش کر چکا ہوں۔

علاوہ اس وصیت کے یزید کے زمانہ میں مدینہ پر جو فوج کشی کی گئی وہ کوئی نئی بات نہ تھی کیونکہ اُس سے پہلے امیر معاویہ کے حکم سے بُسر بن ارطاۃ صحابی نے مدینہ رسول کو تاخت وتاراج کرنے کی مثال قائم کر دی تھی اُس وقت کی روداد کا تذکرہ اس مقام پر طول کلام کا باعث ہوگا لہذا اُسکو نظر انداز کر دینا ہی زیادہ مناسب ہوگا خصوصاً اس سبب سے بھی کہ اہل سُنت کے علمائے کبار بسر بن ارطاۃ صحابی کے نامۂ اعمال پر نظر نہ کرنا ہی مقتضائے حیا وغیرت مناسب سمجھتے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر کتاب اصابہ میں رقمطراز ہیں "لہ اخبار شھیرۃ فی الفتن لاینبغی التشاغل بھا" یعنی بسر بن ارطاۃ نے جو فتنے برپا کیے اُن کے افسانے مشہور و زبان زد خاص وعام ہیں اُن کے تذکرہ میں مشغول ہونا بالکل غیر مناسب ہے لہذا ہم بھی اُن کو زیادہ زیر بار شرم وحیا بنانا خلاف ہمدردی تصور کرتے ہیں

جو لوگ اپنے اعمال پر خود شرمندہ ہو رہے ہوں اور اسکی خواہش ظاہر کر رہے

ہوں کہ اُنکے اعمالنامہ کو بار بار نہ دہرایا جائے ہم کو بھی اُن سے بمقتضاے روابط

انسانیت ہمدردی ضرور ہو گی لہذا اتنا ہی ثبوت ہمدردی دینے پر قناعت نہیں

کرینگے کہ جن اذکار سے اُن کو شرم آتی ہو اُنکو زبان پر نہ لائیں بلکہ اس بار ندامت

کو ہلکا کرنے کے لیے اُنکی خدمت میں یہ گذارش بھی پیش کرینگے کہ فضل خدا سے

یہ شرم وغیرت بالکل بے ضرورت ہے کیونکہ آنحضرتؐ کی حدیث شریف کے صاف

وصریح مفہوم کے بموجب صحابہ سب کے سب ستاروں کی حیثیت رکھتے ہیں ہر ایک

میں خدا کے فضل وکرم سے نور ہدایت کافی موجود ہے عقل کی آنکھیں بند اور

خوش اعتقادی کی آنکھیں کھول کر جسکی پیروی کی جائے منزل ہدایت پر پہونچ

جانا یقینی اور بہر حال یقینی ہے پھر اسلامی دُنیا میں ان ستاروں کے نورانی اخلاق و

اعمال سے جو روشنی پھیلی اُسپر شرمندگی کیسی اور اُنکے ذکر خیر کو حیا سے ترک کرنا کس لیے؟

آخر آپ سے زیادہ خوش قسمت وقابل مبارکباد اور کون فرقہ ہوگا جبکہ آپ ایسے

ایسے صحابہ کے انوار سے دیدۂ دل کو روشن فرمائے ہوے ہیں جن کی شان میں یہ

حدیث شریف مروی ہے۔

عن عمر بن الخطاب قال سمعت	عمر بن خطاب راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ
رسول اللہ صلعم یقول سألت	صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ میں نے
ربی عن اختلاف اصحابی	سوال کیا پروردگار عالم سے اپنے اصحاب کے
من بعدی فاوحی الی یا	اختلاف کی بابت جو میرے بعد اُنکے درمیان

محمد ان اصحابك عندى بمنزلة النجوم فى السماء بعضها اقوى من بعض ولكل نور فمن اخذ بشئى مما هم عليه من اختلافهم فهو عندى على هدى۔

(مشکوٰۃ)

واقع ہوگا تو مجھپر خدا نے وحی نازل فرمائی کہ تمہارے اصحاب میرے نزدیک مثل آسمان کے ستاروں کے ہیں بعض نورانیت میں بعض سے قوی تر ہے مگر نور سب میں ہے پس جو شخص بھی اُنکے اختلافات میں سے کسی کی پیروی کرے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہوگا۔

تنقیح پنجم جو لوگ سرزمین کربلا کے واقعات مظالم کا الزام شیعوں پر عائد کرنا چاہتے ہیں اُنھوں نے عارضۂ نافہمی وفتور عقل میں مبتلا ہو کر اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے کہ خاندان رسالت کی بربادی وتباہی بھی انہیں برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت تھی جو انوار صحابیت کی بدولت اسلامی دُنیا کو حاصل ہوئیں اگر ان لوگوں نے آنکھوں پر جاہلانہ تعصب کی مضبوط پٹی نہ باندھ لی ہوتی تو یہ اصلیت پوشیدہ رہنے کے قابل ہی نہ تھی کہ اہلبیت پر وحشیانہ وسفاکانہ مظالم کرنے میں وہی صحابہ وتابعین تمام تر شریک تھے جن کے ذکر خیر سے صفحات تاریخ روشن ہو رہے ہیں اور جن کی بیان کردہ روایات سے کتب احادیث کے سینے پُرنور ہیں علمائے مذہب اُنکی مدح وثنا میں رطب اللسان ہیں اور اُنکی روایتوں کو اُن مذہبی روایات کے ذخیرہ میں بے عذر شامل کیے ہوئے ہیں جن پر دین ومذہب کا انحصار ہے پھر کیا اُنکو "شیعہ" تصور کرنا اور "رافضیت" کے بدترین عیب کو اُنکی جانب منسوب کرنا وہ ناقابل عفو جرم نہیں ہے جسکے بعد سُنّی عقائد کے بموجب دین وایمان کی خیر نہیں ہو سکتی

پہلے رافضی شیعوں کے باب میں اس حدیث کو دیکھو اور پھر فیصلہ کرلو کہ جن صحابہ و تابعین نے سنت ہجری میں خاندان رسالت کی تباہی میں اخلاقی اور عملی طور پر پورا پورا حصہ لیا اُن کو "شیعہ رافضی" ٹھہرانا کہاں تک اُن عقائد و اصول کے مطابق ہوسکتا ہے جو مذہب اہل سنت کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن کی تبلیغ و اشاعت علمائے اسلام آجتک کرتے چلے آتے ہیں۔

روافض کی شان میں ایک حدیث نبوی

عن عکرمۃ عن ابن عباس مرفوعاً

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ (آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ) آخر امت میں ایک قوم رافضہ ہوگی جو میرے اہلبیت کی محبت کا جھوٹا دعوی کرے گی اُنکے کذب کی علامت یہ ہوگی کہ ابوبکر و عمر پر سب و شتم کرینگے تم میں سے جو شخص اُنھیں پائے قتل کردے کیونکہ وہ لوگ مشرک ہونگے۔

یکون فی آخر امتی الرافضۃ ینتحلون حب اہل بیتی وہم کاذبون علامۃ کذبہم شتمہم ابابکر و عمر من ادرکہم منکم فلیقتلہم فانہم مشرکون (میزان الاعتدال ذہبی ص؟)

مولوی عبد الشکور و مفتی محمد خلیل صاحبان انصاف سے فرمائیں کہ جب رافضی شیعہ آپ کی حدیثوں کے بموجب مشرک و واجب القتل ٹھہرے تو کسی صحابی یا تابعی کو "شیعہ" کہنا اُسکو "مشرک و واجب القتل" کہنا نہیں تو اور کیا ہے اور کیا صحابہ کی شان میں اس بے ادبی و شوخ چشمی کے بعد بھی اصول تسنن سے انحراف لازم نہیں آتا ہے کیا صحابہ رسولؐ نے ابن زیاد کے مقاصد کی تکمیل میں عملی و اخلاقی امداد نہیں کی کیا ایسا نہیں ہوا کہ جماعت صحابہ کے معزز اشخاص ہی کی قیادت میں خاندان

رسالت تباہ و برباد کیا گیا ہو اور کیا ایسا نہیں ہوا کہ صحابہ کرام اور تابعین ذوی الاحترام

اُن ایام میں جبکہ قتل فرزند رسولؐ کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور اس حادثۂ کبریٰ کے

بعد بھی خالص ارادہ اور اشتراک عمل کے اصول پر کاربند ہو کر اموی حکومت کی وفاداری

کا دم بھرتے رہے اور کیا حاضر دربار ہی اس دن بھی نا غہ نہیں ہوا جس میں حسینؑ و اصحاب

حسینؑ (صلوٰت اللہ و سلامہ علیہم اجمعین) کے سرہائے بریدہ مع اسیران حرم کے

دربار ابن زیاد میں لائے گئے؟ اگر واقعہ کی نوعیت یہی ہے اور ضرور یہی ہے جیسا کہ

آئندہ آپ دیکھیں گے تو کیا آپ ان صحابۂ رسولؐ اور اُن کے تابعین کو "رافضی شیعہ"

کہکر صحابیت کی انتہائی تذلیل و توہین نہیں کر رہے ہیں آخر شیعوں کے بغض و عناد میں

سرشار ہو کر اپنی عاقبت کو خراب کرنا کب تک؟

ایک فائدہ اتفاقیہ اس حدیث سے ایک فائدہ غریبہ اور بھی اتفاقاً حاصل

ہو گیا وہ یہ کہ حدیث میں صاف طور سے بتایا گیا ہے کہ آخر اُمت میں ایک فرقہ رافضہ

پیدا ہو گا جس سے ثابت ہو گیا کہ اول امت میں رافضیت کا وجود نہ تھا لہٰذا اس

حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے پہلی صدی کے صحابہ و تابعین کو "رافضی شیعہ" کہنا جہالت کا

ثبوت دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ الحمد للہ کہ خود اہلسنۃ کی مسلمہ روایت سے ثابت ہو گیا

کہ فرزند رسولؐ کو شہید کرنے والے تمام تر سُنی ہی تھے فرقۂ رافضہ کا تو اس عہد میں

وجود ہی نہ تھا۔

اگر امام حسینؑ سے لڑنیوالے شیعہ تھے اگر امام حسینؑ اور اُنکے اعزہ و اصحاب کو شہید

کرنے والے "رافضی شیعہ" کہے جائیں تو امیر المومنین ع کے صحابہ و تابعین "رافضی شیعہ"

خلاف صف آرائی کرنیوالے کہے جانے کے مستحق ٹھرائے جائین، جو کہ اسی لقب کے مستحق کیوں نہونگے حدیث مذکور کے بموجب ودمشرک و راجب القتل کا مرادف ہے) تو پھر کونسی وجہ ہوسکتی ہے کہ معاویہ کے ساتھ ہو کر امیرالمومنین علی ابن ابیطالب سے لڑنے والے مشرک و بے دین نہ کہے جائیں عقل تو یہی کہتی ہے کہ "الاعمال بالنیات" یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے امیرالمومنینؑ سے لڑنے والے اگرچہ آپ کو درجۂ شہادت پر نہ پہونچا سکے لیکن اس ارادۂ خیر کے سوا اور کونسا حوصلہ لے کر میدان جنگ مین شمشیر بکف ہوے تھے لہذا اگر بیٹے کے خلاف ہنگامہ کارزار گرم کرنے والے "رافضی اور مشرک" کہے جانے کے مستحق ہوں تو باپ کے خلاف تلوار کھینچنے والے بدرجۂ اولی "مشرک و بے دین" کے لقب سے سرفراز کیے جانے کے حقدار ثابت ہوں گے "یک بام دو ہوا نمارد" جملہ حقوق اور القاب و خطابات میں دونوں کا مساوی حصّہ دار ہونا ازروے انصاف ضروری ہے حالانکہ علمائے فرقۂ سُنیہ اپنے اصول مسلمہ کی بنا پر امیرالمومنینؑ کے حریفوں اور دشمنوں کی سیہ کاریوں کا قرار لینے کے بعد بھی اُن کی شان میں پاس ادب صحبت رسول کرتے ہوے ایک ناگوار کلمہ بھی زبان پر لانا دین و ایمان کے خلاف تصور کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ امام حسینؑ سے لڑنے والے صحابہ و تابعین رافضی و مشرک کے لقب سے ملقب کیے جائیں اور اُن کی تذلیل و توہین کے لیے رسائل و کتب تصنیف کیے جائیں اور اُن حقوق تعظیم و احترام سے سراسر محروم کردیے جائیں جو دشمنان امیرالمومنینؑ کو اصول مسلمہ کے روسے عطا کیے گئے ہیں۔

ناظرین پہلے علمائے اہلسنت کے مندرجۂ ذیل بیانات میں صحابیت کے مخصوص

حقوق ملاحظہ کریں اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ قتل اہلبیت رسولؐ میں حصہ لینے والے صحابہ کو نیم رضی بتانے والے اُن کے حقوق واجبہ کا کہاں تک احترام کر رہے ہیں اور انھوں نے اپنے اصول مسلمہ کی خلاف ورزی کر کے مذہب تسنن کی بیخکنی کی ہے یا نہیں اور اس طرح کے اعمال ناموں کے بعد خیر عاقبت کی امید اُن کو کہاں تک ہوسکتی ہے؟

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا بصیرت افروز ارشاد۔ محاربان جناب امیرؑ اہلسنت کے پیر و مرشد تھے

اے برادر! تنہا معاویہ درین مسئلہ نیست نصف اصحاب کرام کم و بیش درین معاملہ با وے شریک اند پس محاربان امیر اگر کفرہ یا فسقہ باشند اعتماد از شطر دین می خیزد کہ از راہ تبلیغ ایشان بما رسیدہ است و تجویز نکند این معنی را مگر زندیقے کہ مقصودش ابطال دین است۔ (مکتوب ۲۵۱ از مکاتیب شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی منقول از تشیید المطاعن جلد دوم ص ۲۳۵)

مجدد صاحب اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

اے بھائی! تنہا معاویہ ہی اس میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ کم و بیش نصف صحابہ کرام اس معاملہ (محاربہ جناب امیرؑ) میں ان کے شریک حال ہیں پس اگر جناب امیرؑ سے لڑنے والے کافر و فاسق ٹھہریں تو دین سے اعتماد اٹھ جائیگا حالانکہ دین انھیں صحابہ کی تبلیغ سے ہم تک پہونچا ہے اور اس بات کو وہی زندیق جائز ٹھہرائیگا جس کا مقصود دین کو ملیا میٹ کر دینا ہے۔

۵۱ حافظ ابن عبد البر کتاب استیعاب میں لکھتے ہیں جلد [illegible] حدثنا خلف بن قاسم حدثنا عبد اللہ بن عمر حدثنا احمد بن محمد بن الحجاج حدثنا یحیی بن سلیمان الجعفی حدثنا حفص بن غیاث حدثنا الثوری عن ابی القیس الاودی قال ادرکت الناس وهم ثلاث طبقات اهل دین یحبون علیاً واهل دنیا یحبون معاویة وخوارج۔ یعنی ابو قیس الاودی نے کہا کہ میں نے لوگوں کو تین طبقات میں منقسم پایا ایک اہل دین جو علیؑ کو دوست رکھتے تھے دوسرے دنیا پرست جو معاویہ کے محب تھے اور تیسرے خوارج۔ اس روایت پر نظر کرنے کے بعد منکشف ہو جائیگا کہ اصحاب رسولؐ کی کم و بیش نصف جماعت جو معاویہ کی شریک حال تھی خالص دنیا پرست تھی ۱۲

اس تحریر سے چند امور کا انکشاف ہوا جن سے مذہب اہل سنت کی حقیقت طشت از بام ہو گئی والحمد للہ علی ذلک۔

(۱) اگر جناب امیر سے لڑنے والے کافر و فاسق سمجھے جائیں تو اہل سنت کا دین وایمان رخصت ہو جائیگا کیونکہ وہ لوگ جس دین کے پیرو ہین وہ ان لوگون تک اونھین محاربان و دشمنان جناب امیرؑ کی تبلیغ سے پہونچا ہے۔ کیا اب بھی حضرات اہل سنت مستحق مبارکباد نہ ٹھہرین گے۔ کس قدر عجیب ماجرا ہے کہ جب شیعون کی طرف سے یہی طعن والزام علمائے فرقہ سنیہ کی خدمت مین پیش کیا جاتا تھا کہ آپ کے دین مذہب کا مدار دشمنان جناب امیرؑ کی تعلیم و تبلیغ ہے تو نہایت چراغ پا ہو کر مدافعت مین سرگرم ہو جاتے تھے مگر آج خود بخود اوس کا اقرار کر لیا گیا جس سے کہنے کا یہ حق باقی نہین رہ گیا کہ ہم اہل بیت رسول کے پیرو ہین۔

(۲) کم وبیش نصف تعداد اصحاب کرام کی جناب امیر سے منحرف ہو گئی تھی اور معاویہ کے ساتھ اشتراک عمل کر کے آپ کے خلاف شمشیر بکف تھی آخر اس کا سبب کیا تھا اوسکو علمائے اہل سنت ہی بیان فرما سکتے ہین۔

(۳) جناب امیرؑ سے لڑنے والون کو کافر و فاسق کہنا کفر و زندقہ ہے اسکی جرأت وہی شخص کر سکتا ہے جو دین کو ملیامیٹ کر دینا چاہتا ہو مین آیندہ یہ دکھاؤن گا کہ جن صحابہ و تابعین نے ابن زیاد کے مقاصد کی

تکمیل مین عملی یا کم از کم اخلاقی تائید فرمائی اہل سنت کا دین و مذہب انکی

تبلیغ و تعلیم کا بھی رہین منت و احسان ہے وہ بھی احادیث نبیؐ کے ناقل اور سیرت

شیخین کے حامل تھے کتب احادیث و اخبار کے اوراق اون کی روایات سے

بھی پر نور ہو رہے ہین پھر اس تفرقہ پردازی کی گنجائش کیونکر ہل سکتی ہے کہ

دشمنان و محاربان جناب امیرؑ کو کافر و فاسق کہنا تو کفر و زندقہ اور ابطال دین

ٹھیرے لیکن امام حسینؑ کے خلاف ابن زیاد کی امداد و تائید کرنے والون کو

"رافضی شیعہ" کہکر رسوا کرنا خرابی دین و ایمان کا سبب نہو سکے۔

مولوی عبدالشکور صاحب کی طرف سے پاس ادب صحبت سرور انبیاءؐ

مولوی عبدالشکور صاحب بسر بن ارطاۃ صحابی کے تذکرہ مین فرماتے ہین۔

"باقی رہے وہ بعض بعض صحابہ جو مبتلائے فتن ہوے اون کے فضائل کے ہم معتقد نہین ہین مگر صرف بپاس ادب صحبت سرور انبیاؐ اون کا سب و شتم جائز نہین سمجھتے ہین"

ترجمۂ اسد الغابہ منقول از رسالہ الآل والاصحاب

نہایت افسوس ہے کہ مولوی صاحب رسالہ قاتلان حسین کی تالیف کے وقت خود اپنے اس کلام کو فراموش کر گئے اور پاس ادب صحبت سرور انبیاء نہ کرتے ہوے قاتلان امام کو "رافضی شیعہ" کہنے لگے جو عقائد اہل السنۃ کے رو سے سب و شتم کی بدترین صورت ہو گی ہم وہ حدیث

پیش کر چکے ہین جسکا مفاد یہی ہے کہ رافضی مشرک وواجب القتل ہین لہذا صحابہ
وتابعین کو "شیعہ بمعنی رافضی" کہنا بمنزلہ اس کے ہوگا کہ اون کو مشرک
وواجب القتل کہا جائے اور اگر اون کو "شیعہ" کا لقب دینے سے "رافضی
شیعہ" کہنا مقصود نہین ہے بلکہ یہ لقب اون کو محض اس بناپر عطا کیا
ہے کہ بمقابل معاویہ وغیرہ اوںھون نے جناب امیر کا ساتھ دیا ورنہ وہ
تمامتر عقائد اہل سنت رکھتے تھے تو ہم کو مولوی صاحب پر توہین صحابہ کا
الزام قائم کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی ہم نہایت شکریہ کے ساتھ
شاباش ومرحبا کہتے ہوے اون کی اس تحقیق حق کو قبول کر لین گے۔

ہم اوّل اون صحابہ وتابعین کے اسماء مع مختصر حالات کے بیان پیش کرتے
ہین جنھون نے مظالم کربلا مین اخلاقی طور پر حصہ لیا اور جو افواج کوفہ مین بڑے بڑے

(۱) تاریخ کی اس شہادت سے انکار غیر ممکن ہے کہ سب سے پہلا خط امام حسین علیہ السلام
کی خدمت مین لکھنے والے اور وعدہ نصرت واعانت کرنے والے سلیمان بن صرد اور مسیب
بن نجبہ وغیرہ تھے ان لوگون نے حضرتؑ کو بیعت ونصرت کے وعدہ پر طلب کیا مگر بعد مین
مجرمانہ خاموشی کا رویہ اختیار کر لیا ان کی اس بے وفائی وغداری کو دیکھتے ہوے مناسب
تو یہی تھا کہ قاتلان حسینؑ کی فہرست مین ان کے اسماء بھی درج کئے جاتے مگر اون کو اس
فہرست سے اس بناپر علیحدہ رکھا ہے کہ اوںھون نے بعد مین ترک نصرت سبط رسولؐ پر توبہ
وانابت کا انتہائی طریقہ اختیار کیا اور آپ کے خون ناحق کا انتقام لینے کی غرض سے اپنی
جانون پر کھیل گئے لیکن یہ کہدینا ضروری ہے کہ فرزند رسولؐ کو بیعت ونصرت کا وعدہ

(بقیہ صہ پر)

شہدان پر متعین ہوکر کوفہ اور کربلا مین تمام ایمان سوز حوادث کے بانی ہوے

اون کو شیعہ بتانے والے حضرات اس بات مین آزاد و با اختیار ہون گے کہ

رافضیون کی تقلید کرکے اون پر صد ہزار لعنت کی بھرمار کرین یا اپنے مذہبی

اصول مسلمہ کی پیروی کرتے ہوے اون کو مستحق اجر و ثواب تصور کرلین اور

صبح و شام دعائے مغفرت فرماتے رہین۔

(بقیہ حاشیہ صـ کا) کرکے طلب کرنے والے بھی رافضی شیعہ نہین بلکہ صحابہ کرام ہی تھے

سلیمان بن صرد خزاعی صحابۂ کبار کے حلقہ مین نہایت ممتاز شخصیت کے مالک تھے حافظ

ابن عبد البر کتاب استیعاب مین لکھتے ہین :-

کان رضی اللہ عنہ خیرًا فاضلًا لہ دین وعبادۃ کان

اسمہ فی الجاھلیۃ یسارًا فسمّاہ رسول اللہ سلیمان

سکن الکوفۃ وابتنی بھا دارًا فی خزاعۃ

وکان نزولہ بھا فی اول ما نزلھا المسلمون

وکان لہ سن عالیۃ وشرف وقدر وکلمۃ

فی قومہ ... ...

وکان ممن کتب الی الحسین بن علی رضی اللہ عنھما

یسئلہ المقدوم الی الکوفۃ فلما قدمھا ترک

القتال

(باقی حاشیہ آئندہ)

سمرہ بن جندب صحابی

(۱) اصابہ ابن حجر عسقلانی مین مذکور ہے جلد ۲ ص ۷۹ ۔

نزل سمرة البصرة وكان زياد يستخلفه عليها اذا سار الى الكوفة ... كان الحسن وابن سيرين يثنيان عليه وقال ابن سيرين في رسالة سمرة الى بنيه علم كثير وروى عنه ابو رجاء العطاردي والشعبي وابن ابي ليلى ومطرف بن الشخير وآخرون وعبد الله بن سليمان عنه ۔

(۱) یعنی سمرة نے بصرہ مین سکونت اختیار کی زیاد جب کوفہ جاتا تھا تو ان کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ جاتا تھا ....
حسن بصری اور ابن سیرین ان کے ثنا خوان تھے ابن سیرین کا مقولہ تھا کہ سمرہ کے اوس مکتوب مین علم کثیر ہے جو اوس نے اپنے بیٹوں کو لکھا تھا۔ سمرہ سے ابو رجاء عطاردی شعبی ابن ابی لیلے مطرف بن الشخیر عبد اللہ بن سلیمان وغیرہم نے روایت کی ہے ۔

(بقیہ حاشیہ صـــ کا) معہ فلما قتل الحسین ع قدم هو والمسیب بن نجبة الفزاری وجمیع من خذله اذ لم یقاتل معه ثم قالوا ما لنا من توبة مما فعلنا الا ان نقتل انفسنا فی الطلب بدمه

یعنی سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ صاحب سیرہ مرد فاضل تھے دیندار و عبادت گذار تھے ان کا شمار اول مسلمانون مین ہے جو دوسرے مسلمانون سے پہلے کوفہ مین آکر آباد ہوئے اپنی قوم مین صاحب شرف و قدر و منزلت تھے سب پر ان کی باتین خاص اثر رکھتی تھین لوگ ان کے حکم کے تابع رہتے تھے امام حسین ع کو خط لکھنے والون مین یہ بھی تھے اپنے خط مین حضرت ع سے کوفہ آنے کی درخواست کی جب آپ تشریف لائے تو انھون نے آپ کے

(بقیہ حاشیہ صـــ پر)

(۲) حافظ ابن عبد البر استیعاب مین لکھتے ہین - جلد دوم ص ۵۷۹

سکن البصرۃ کان (۲) سمرہ نے بصرہ مین سکونت اختیار

زیاد یستخلفہ علیہا ستۃ اشھر کی زیاد اون کو چھ مہینے بصرہ اور چھ مہینے

(بقیہ حاشیہ ص کا) ساتھ ہو کر لڑنے سے منہ موڑ لیا جب حضرتؑ شہید ہو چکے تو یہ اور ان کے ساتھ مسیّب بن نجبہ فزاری اور دیگر اشخاص جنھون نے حضرتؑ کی امداد نہین کی تھی نادم ہوے اور کہنے لگے کہ اب ہمارے لئے اس جرم سے توبہ کی بس یہی صورت ہو سکتی ہے کہ حضرت کے خون ناحق کا قصاص و انتقام لینے مین اپنی جانین دیدین الخ اسیطرح مسیب بن نجبہ فزاری بھی صحابی تھے حذیفہ یمانی اور جناب امیر سے روایت کرتے تھے اور بڑے بڑے لوگون نے ان سے روایت کی ہین ان کی روایت جناب امیرؑ سے صحیح ترمذی مین موجود ہے (اصابہ جلد ۶ ص ۱۲۵) - اس حقیقت پر مطلع ہو جانے کے بعد کون عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ امام حسینؑ کو بیعت و نصرت کا وعدہ کر کے کوفہ تشریف لانے کی دعوت دینے والے اور پھر بیوفائی و غداری کا شیوہ اختیار کرنے والے رافضی تھے کیا وہ صحابی "رافضی" ہو سکتا ہے جس کی شان مین محدثین رضی اللہ عنہ" کا جملہ لکھ رہے ہین - اور جس کے فضائل و مناقب کے اعتراف سے دیدۂ دل کو منور کئے ہوے ہین اگر اب بھی یہ یقین ہو کہ بفضلہ تعالی امام حسینؑ کو کوفہ کی طرف بلانے والے اور آپ کو شہید کرنے والے صحابۂ کرام ہی تھے اور وہ بھی ایسے ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم جو اہل سنت کے بڑے پیر و مرشد تھے تو اس بے عقلی کا علاج خداوند عالم کے سوا کسی کے اختیار مین نہین -

وعلى الكوفة ستة اشهر
فلما مات زياد استخلفه
على البصرة فاقره معاوية عليها
عاما او نحوه ثم عزله ...
.... كان ابن سيرين و فضلاء
اهل البصرة يثنون عليه
.... قال ابن سيرين
فى رسالة سمرة الى بنيه
علم كثير وقال الحسن تذاكره
سمرة و عمران بن حصين
فذكر سمرة انه حفظ عن
رسول الله ﷺ سكتتين
اذا كبر و سكتة اذا فرغ
من قراءة ولا الضالين
فانكره ذلك عليه
عمران بن حصين فكتبوا
فى ذلك الى المدينه
الى ابي بن كعب فكان

کوفہ مین اپنا قائم مقام گورنر مقرر کرتا تھا
جب زیاد مرا تو اپنی جگہ اون کو حاکم بصرہ
مقرر کر گیا معاویہ نے بھی اون کو ایک سال
تک بصرہ کی گورنری پہ برقرار رکھا پھر معزول
کردیا .... ابن سیرین اور
دیگر فضلائے بصرہ اس صحابی کے مداح
وثنا خوان تھے .... ابن سیرین
کا مقولہ تھا کہ سمرہ کے اوس خط مین جو
بیٹون کے نام لکھا تھا علم کثیر ہے حسن بصری
راوی ہین کہ ایکمرتبہ سمرة اور عمران بن حصین
کے درمیان مباحثہ ہوا سمرہ نے دعویٰ کیا کہ
مجھے یاد ہے کہ آنحضرت ﷺ (نماز مین) دو جگہ
سکتہ فرماتے تھے ایک سکتہ بعد تکبیر اور
دوسرا "ولا الضالین" کی قرأت کے بعد
عمران بن حصین نے سمرہ کے اس بیان کو
نہ مانا تب اہل بصرہ نے فیصلہ کیلئے مدینہ مین
ابی بن کعب کے پاس اس بحث کو لکھ بھیجا
ابی بن کعب نے جواب مین تحریر کیا کہ سمرہ

اپنے قول مین سچے ہین اور یہ مسئلہ اون کو یاد ہے .... محمد بن سیرین کہتے تھے کہ جہان تک مجھے معلوم ہے سمرہ بڑا امانت دار روایت احادیث مین سچا تھا اور اسلام و مسلمین کو محبوب رکھتا تھا۔ .... سمرہ کا شمار اون صحابہ مین ہے جو احادیث کے یاد رکھنے والے اور آنحضرتؐ سے بہ کثرت روایات نقل کرنے والے تھے۔	فی جواب ابی بن کعب ان سمرۃ قد صدق و حفظ ...... عن محمد بن سیرین قال کان سمرۃ ما علمت عظیم الامانۃ صدوق الحدیث یحب الاسلام و اھلہ .. وکان سمرۃ من الحفاظ المکثرین عن رسول اللہؐ انتھی ملخصا۔

ان عبارات سے ظاہر ہوا کہ سمرہ بن جندب کس قدر بلند مرتبہ صحابی تھا اور ائمہ مذہب اہل سنت اوس کے کس قدر مداح و ثنا خوان تھے ابن سیرین تو صاف صاف کہتے تھے کہ "جہان تک مین جانتا ہون یہ صحابی بڑا امانت دار روایت احادیث مین نہایت سچا اور محب اسلام و اہل اسلام تھا" مگر افسوس ہے کہ اس شخص نے رسولؐ کی اوس امانت مین جس کی حفاظت اور نگہداشت کے بارے مین نہایت شد و مد سے آخری وصیت فرمائی تھی لاجواب خیانت کی اور فرزند رسولؐ کے ساتھ امانت داری و محبت کا برتاؤ کرنے کے عوض انتہائی دشمنی کا ثبوت دیا ممکن ہے کہ شخص فرزند رسولؐ کو مسلمان بھی نہ سمجھتا رہا ہو پھر آپکو محبوب کیونکر رکھتا۔

ائمہ اہل سنت کی یہ دیانت داری قابل صد آفرین ہے کہ قاتل حسینؑ کو بڑا امانت دار صدوق الحدیث اور محب اسلام و مسلمین تصور فرماتے اور اوسکی روایت کردہ احادیث پر اپنے مذہب کی بنیاد قائم کرتے ہین۔ باوجود اس کے زمانہ حاضرہ کے نام نہاد علماء کو یہ کہنے مین ذرا شرم دامن گیر نہین ہوتی کہ قاتلان حسینؑ شیعہ تھے این کار از تو آید و مردان چنین کنند

اس صحابی کے قاتل حسینؑ ہونے پر علامہ ابن ابی الحدید المعتزلی نے شرح نہج البلاغہ مین نص صریح فرمائی ہے۔

قال فبقے سمرۃ بن جندب حتے	راوی کا بیان ہے کہ سمرۃ بن جندب
شھد مقتل الحسین وروی	زمانہ قتل حسینؑ تک بقید حیات رہا۔
احمد بن بشیر عن مسعر بن	احمد بن بشیر نے مسعر بن کدام سے
کدام قال کان سمرۃ بن جندب	روایت کی ہے کہ جن دنوں مین امام حسینؑ
ایام مسیر الحسینؑ الی	نے کوفہ کیجانب کوچ کیا یہ شخص عبید اللہ
الکوفۃ علے شرطۃ	بن زیاد کا پولیس افسر تھا اور لوگون کو
عبید اللہ بن زیاد فکان	امام حسینؑ پر چڑھائی کرنے اور اون سے
یحرض الناس علے الخروج الی	لڑنے پر آمادہ کرنے کی خدمت انجام
الحسینؑ وقتالہ۔	دیتا تھا۔

ناظرین اس شخص کی صحابیت کا یہ دوسرا رخ بھی بغور ملاحظہ فرما کے انصاف فرمائین کہ یہ قاتل حسینؑ علمائے اہل سنت کے نزدیک عظیم الامانتہ

صدوق الحدیث، محب اسلام و اہل سلام ۔ حافظ و راوی احادیث کثیرہ ہونے کی حیثیت سے اون صحابیون کی صف اول مین جگہ پا سکتا ہی یا نہین جن کی تبلیغ سے بقول مجدد الف ثانی دین اہل سنت تک پہونچا ہے پھر اوسکو "شیعہ" بنانا اصول مسلمہ اہل سنّت کے مطابق کیونکر ہوگا اور اوسکو "شیعہ" کہنے والے توہین صحابی کے مجرم بلکہ بقول مجدد الف ثانی "زندیق" ٹھرین گے یا نہین؟ دیکھیے مولوی عبدالشکور صاحب اس بلند پایہ صحابی کے بارے مین پاس ادب صحبت سرور انبیاء آئندہ کہان تک فرماتے ہین ۔

یہ بات نظر انداز کرنے کے قابل نہین ہے کہ فرزند رسول کی عداوت ہی کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس صحابی کی موت نہایت عبرت خیز طریق پر ہوئی اس کے فی النار ہونے کی پیشنگوئی آنحضرت صلعم نے فرما دی تھی جس کی تصدیق دنیا مین جس طریق پر ہوئی اوسکی مفصل کیفیت ان عبارات سے معلوم ہو سکتی ہے ۔

سمرہ بن جندب کی عبرت خیز موت

قال ابن عبدالبر سقط فی قدرٍ مملوءٍ ماءً حاراً فکان تصدیقاً

(۱) ابن عبدالبر ناقل ہین کہ وہ کھولتے پانی سے بھرے ہوے دیگ مین گر پڑا اور اس سے آنحضرتؐ کے قول کی تصدیق ہوئی حضرتؐ نے سمرہ اور ابوہریرہ اور ابو محذورہ سے فرمایا تھا کہ تم لوگون مین سے

لقول رسول الله صلعم له ولابی هریرة
ولابی محذورة آخرکم موتا فی النار
لمّا مرض سمرة بن جندب
مرضه الذی مات فیه اصابه
برد شدید فاوقدت له نار
فجعل کانونا بین یدیه و
کانونا خلفه وکانونا عن
یمینه وکانونا عن یساره
قال فجعل لا ینتفع بذلك
ویقول کیف اصنع بما فی جوفی
فلم یزل کذلك حتی مات۔

جو شخص آخر مین مریگا وہ فی النار ہوگا
(سمرہ سب کے بعد مرا اور فی النار ہوا)
(۲) سمرہ جب مرض الموت
مین مبتلا ہوا تو شدید ٹھنڈک کا اثر
اوس پر غالب ہوا اوس کے لیے یہ
تدبیر کی گئی کہ اوسکے چارون طرف
چار بھٹیان آگ کی روشن کر دی
گئین مگر ان سب سے اوسکو کوئی فائدہ
نہ ہوتا تھا اور برابر یہی کہتا تھا کہ میرے
پیٹ مین جو (کرب وبیچینی) ہے اوسکو
کیونکر دفع کرون یہانتک کہ اسی حالت
مین جان بحق تسلیم ہوگیا۔ (الحمد للہ)

عمرو بن حریث صحابی

عمرو بن الحریث بن عمرو بن عثمان بن عبد الله بن عمر بن مخزوم القرشی له و

(۱) عمرو بن حریث قرشی

لابیه صحبة قال ابن حبان
ولد فی ایام بدر وقال
غیره قبل الهجرة
بسنتین ... وقد
روی عن النبی وابی بکر

خود بھی صحابی تھا اور اس کا باپ بھی۔
ابن حبان کا قول ہے کہ یہ صحابی جنگ بدر
کے ایام مین پیدا ہوا مگر دوسرے مورخین کا
بیان ہے کہ اسکی ولادت ہجرت سے دو سال
پہلے ہوئی ... حضرت سرور عالم صلعم اور ابوبکر

وعمر وعلي وابن مسعود وغيرهم
روى عن اخيه سعيد بن الحريث
وله صحبة روى عنه جعفر وآخرون
من اهل الكوفة ..... قال
البخاري وابن حبان وغير واحد
مات سنة خمس وثمانين كان
قد ولي امرتها نيابة لزياد ولابنه
عبيد الله بن زياد - اصابه جلد ۲ ص ۵۳۱

(۲) يكنى اباسعيد رائ النبي ؐ و
سمع منه مسح براسه ودعى له
بالبركة وخطله بالمدينة دارا
بقوس ..... نزل الكوفة
وابتنى بها دارا و سكنها
وولده بها وزعموا انه اول
قرشي اتخذ بالكوفة دارًا
وكان له فيها قدر وشرف
وكان قد ولي امارة
الكوفة ومات بها سنة

وعمر وعلی وابن مسعود وغیرہم سے نیز اپنے
بھائی سعید بن حریث صحابی سے روایت
کرتا تھا اور اوس سے جعفر اور دوسرے
کوفیون نے روایت کی ہے ... بخاری ابن
حبان اور دوسرے مؤرخین نے بھی کہا ہے
کہ اوسکی وفات ۸۵ھ مین ہوئی - زیاد اور
اوس کے بیٹے عبید اللہ بن زیاد کی نیابت
مین کوفہ کا گورنر رہ چکا تھا -

(۲) عمرو بن حریث کی کنیت ابوسعید تھی
حضرت سرور عالم کی زیارت (صحبت)
اوسکو نصیب ہوئی اور آپ سے حدیثین بھی سنین
حضرتؐ نے اوس کے سر پر دست شفقت پھیرا
اور برکت کی دعا دی اور ایک کمان سے
بنفس نفیس مدینہ مین اوس کے لئے ایک مکان
کی نقشہ کشی فرمائی ... یہ صحابی وارد کوفہ ہوا
اور وہان ایک مکان بنا کر سکونت اختیار کرلی
اوسکی اولاد بھی اسی شہر مین رہی - علماء کا
خیال ہے کہ عمرو بن حریث سب سے پہلا قریشی

خمس وثمانين وهو
اخو سعيد بن الحريث
من حديث عمرو بن حريث
عن النبی ؐ انه رأه يصلي
في نعلين مخصوفتين

استیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۴۹

جو کوفہ مین آباد ہوا اور اسی شہر مین ۸۵ھ
مین فوت ہوا یہ شخص سعید بن حریث صحابی کا
بھائی تھا منجملہ اوسکی روایت کردہ احادیث
کے ایک یہ بھی ہے کہ اوس نے حضرت سرور
عالم کو دیکھا کہ آپ پیوند دار نعلین پہنے ہوے
نماز پڑھتے تھے ۔

معلوم ہوا کہ یہ وہ بلند مرتبہ صحابی تھا جس کے سر پر سرور انبیاؐ نے دست
شفقت پھیرا تھا اور برکت کی دعا دی تھی اور خود بہ نفس نفیس مدینہ مین اوسکے
گھر کی نقشہ کشی فرمائی تھی خود بھی صحابی تھا اور اوسکے باپ اور بھائی بھی صحبت
نبیؐ کے شرف یافتہ تھے آنحضرتؐ کے علاوہ دیگر صحابہ کبار سے بھی روایت کرتا تھا
اور اوس سے روایت کرنے والے کوفہ مین کثیر التعداد تھے پھر بتاؤ کہ ایسے
صحابی کی جلالت قدر و منزلت مین اصول تسنن کے مطابق کس کو شبہہ ہو سکتا ہے
اور اوس کے مبلغ دین اہل سنت ہونے مین کون شک کر سکتا ہے اگر اوسکو
کافر و فاسق کہا جائے تو بقول شیخ احمد مجدد الف ثانی دین پر اعتماد و اعتبار ہی
باقی نہ رہے گا لہذا اوسکو "شیعہ" یعنی رافضی وہی اہل سنت کہہ سکتے ہین
جن کو اپنی عاقبت و آخرت کی خیر و فلاح مطلوب نہو اور پاس صحبت سرور انبیاؐ
چھوڑ کر کفر و زندقہ اور ابطال دین پر کمر بستہ ہو جائین یا یون کہو کہ رافضی مشرب
ہو جائین ۔

ہو جائیں ان تمام باتوں پر پوری اطلاع حاصل کر لینے کے بعد اب ناظرین تصویر صحابیت کا دوسرا رخ بھی بہ نظر عبرت ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ثم نزل ابن زیاد فدخل وقد عقد لعمرو بن حریث رایتہ و امرہ علی الناس طبری جلد ۶ ص ۲۱۱

(۲) ان ابن الاشعث حین قام لیاتیہ یابن عقیل بعث الی عمرو بن حریث وھو فی المسجد خلیفتہ علی الناس ان ابعث مع ابن الاشعث ستین او سبعین رجلا کلھم من قیس۔

طبری جلد ۶ ص ۲۱۱

(۱) ابن زیاد منبر سے اوترا اور دارالامارۃ مین داخل ہو گیا اور عمرو بن حریث کو ایک جھنڈا دیکر اہل کوفہ پر امیر و حاکم مقرر کر دیا۔

(۲) جب محمد ابن اشعث حضرت مسلم بن عقیل کی گرفتاری کیلئے جانے لگا تو ابن زیاد نے عمرو بن حریث کے پاس پیام بھیجا کہ محمد ابن الاشعث کے ہمراہ ساٹھ یا ستر سپاہی بھیجدو وہ سب کے سب قبیلہ قیس سے ہون عمرو بن حریث اون دنون مسجد کوفہ مین ابن زیاد کی قائم مقامی کو رہا تھا۔

معلوم ہوا کہ جن دنون مین حضرت مسلم کے قتل کی تیاری ہو رہی تھی یہ بدبخت صحابی مسجد کوفہ مین ابن زیاد کا قائم مقام تھا اور تمام امور حکومت و امارت اوس کے ہاتھون مین دیدئے گئے تھے چونکہ ابن زیاد حضرت مسلم اور آپکے غدار رفقا کیطرف سے خائف تھا اس لئے دار الامارت مین روپوش رہا کرتا تھا لہذا عمرو بن حریث کو اپنا جانشین بنا کر حکومت کی باگ اوس کے حوالہ کر دی تھی۔ یہ صحابی منجملہ اون لوگون کے ہے جنھون نے زیاد بن ابیہ کے حکم سے حجر بن عدی کندی

صحابیٔ جلیل کے خلاف شہادت دی تھی اور اون کے خون ناحق کا وبال اپنی گردنوں پر لیگئے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

عبدالرحمان بن ابی سبرۃ الجعفی۔ (۱) اصابہ ابن حجر عسقلانی میں مذکور ہی

عبد الرحمن بن ابی سبرة واسم ابی سبرة یزید بن مالك بن عبد الله بن سلمه بن عمرو الجعفی والد خیثمه عداده فی اهل الکوفة وقال ابن یقال له صحبة وقال واخرج احمد وابن حبان فی صحیحه من طریق ابی اسحٰق عن خثیمة بن عبد الرحمن عن ابیه قال اتیت النبی صلعم مع ابی وانا غلام فقال لابی ما اسم ابنك هذا قال اسمه عزیز قال لا تسم عزیزا ولکن سمه عبد الرحمن الخ صابه جلد ۲ ص ۳۹۹	(۱) عبد الرحمان بن ابی سبرۃ - ابو سبرۃ کا نام یزید بن مالک الجعفی تھا یہی عبد الرحمان خیثمہ کے والد تھے ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے ابن حبان نے کہا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ صحبت نبیؐ کے شرف یافتہ تھے احمد اور ابن حبان نے صحیح میں بطریق ابو اسحاق خیثمہ سے روایت کی ہے وہ اپنے باپ عبد الرحمان سے روایت کرتا ہے کہ میں (عبد الرحمان) اپنے باپ (ابو سبرۃ) کے ہمراہ خدمت رسولؐ میں حاضر ہوا اوس وقت میں کم سن تھا حضرتؐ نے میرے والد سے پوچھا کہ تمھارے اس لڑکے کا نام کیا ہی؟ عرض کی کہ اس کا نام عزیز ہے۔ فرمایا کہ اس کا نام عزیز نہ رکھو بلکہ عبد الرحمان رکھو۔
(۲) عبد الرحمن بن ابی سبرة الجعفی واسم ابی سبرة	(۲) خلاصہ عبارت یہ ہے کہ عبد الرحمان بن ابی سبرۃ الجعفی کے والد ابو سبرۃ کا نام یزید

یزید بن مالک معدود فی الکوفیین کان اسمہ عزیزاً فسماہ رسول اللہ ؐ عبد الرحمن وقال احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن ھو والد خیثمۃ بن عبد الرحمن روی عنہ الشعبی وابنہ خیثمۃ بن عبد الرحمن وقد ذکرنا ابا سبرۃ واخاہ سبرۃ بن سبرۃ بن ابی سبرۃ فی ما بینھما فی ھذا الکتاب استیعاب بر حاشیہ اصابہ صلہ

یزید بن مالک تھا ان کا شمار کوفی صحابیوں میں ہوتا ہے ان کا نام پہلے عزیز تھا پھر آنحضرتؐ نے عبد الرحمان نام رکھدیا اور فرمایا کہ محبوب ترین نام خدا کے نزدیک عبد اللہ و عبد الرحمان ہے یہ عبد الرحمان خیثمہ کے والد تھے ان سے شعبی نے نیز ان کے بیٹے خیثمہ نے روایت کی ہے ہم نے ان کے والد ابو سبرۃ اور ان کے بھائی سبرۃ بن ابی سبرۃ کا تذکرہ ان کے مخصوص ابواب مین اسی کتاب کے اندر کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ شخص خود بھی صحابی تھا اور اس کے باپ بھائی بھی شرف صحابیت سے سرفراز تھے اور سب سے بڑھکر فضیلت یہ کہ ان کا نام وہ عبد الرحمان یا خود آنحضرتؐ نے تجویز فرمایا تھا مگر نہایت افسوس ہے کہ اس صحابی نے ان تمام مناقب جمیلہ پر ایک بڑی فضیلت کا اس طرح اضافہ کیا کہ عمر بن سعد کی جانب سے بروز عاشورہ افواج کوفہ کے ایک حصہ کا جنرل بننا قبول کرلیا اور اسطرح صحابیت کی اصلی تصویر دنیا کے سامنے پیش کردی کیا اب بھی اس حقیقت مین شبہہ باقی رہ سکتا ہے کہ بڑی بڑی منقبت و فضیلت والے صحابہ ہی امام حسینؑ کے قاتل تھے نہ کہ غریب روافض۔

مورخ طبری و ابن اثیر لکھتے ہین ۔ طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۱ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۴

لما خرج عمر بن سعد بالناس کان

جب عمر بن سعد نے میدان جنگ مین صف آرائی کی

علی ربع اهل المدینة یو مئذٍ عبد اللہ بن تمیم بن سلیم الازدی و علی ربع مذحج و اسد عبد الرحمن بن ابی سبرة الجعفی

تو اہل مدینہ کی فوج کا سپہ سالار عبد اللہ بن ہیر بن سلیم ازدی تھا اور قبیلہ مذحج و اسد کی افواج کا جنرل عبد الرحمان بن ابی سبرة الجعفی تھا۔

عمارة بن عقبہ صحابی

عمارہ بن عقبۃ بن ابی معیط اخو الولید ... قال اتیت النبیؐ لا بایعہ قال فقبض یدہ فقال لبعض القوم انما یمنعہ ھذا الخلوق الذی بہ فذھب فغسلہ ثم جاء فبایعہ اقام عمارة بالکوفة وفیھا عقبہ الخ اصابہ جلد ۳ ص ۲۱۶

عمارہ بن عقبہ راوی ہیں کہ مین آنحضرتؐ کی خدمت مین بیعت کرنے کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے دست مبارک کھینچ لیا کسی شخص نے بتایا کہ بیعت لینے سے یہ خلوق (ایک خوشبودار شے جو زعفران وغیرہ سے بنائی جاتی تھی) مانع ہوا پس مین گیا اور اوسکو پانی سے دھو کر واپس آیا تو آپ نے بیعت لی عمارہ بن عقبہ کوفہ مین آباد ہوا وہان اوسکی نسل بھی آباد رہی۔

یہ صحابی حضرت عثمان کے مخصوص فدائیون اور مریدون مین سے تھا اور سب سے بڑھکر یہ کہ آپ کا برادر مادری تھا۔ اس نے آپکی شان مین ایک قصیدہ تصنیف کیا تھا جس کے چند اشعار حافظ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ مین نقل کئے ہین جو بخوف طوالت یہان نقل نہین کئے گئے۔

جب حضرت مسلم بن عقیل وارد کوفہ ہوئے اور کوفیون نے آپ کی بیعت کرلی تو عبد اللہ بن مسلم بن سعید الحضرمی اور عمارہ بن عقبہ و عمر بن سعد نے یزید کو خطوط لکھے مضمون سب کا ایک تھا اون مین ایک خط کی نقل یہان پیش کیجاتی ہے۔

اما بعد فان مسلم بن عقیل قد قدم الکوفۃ فبایعتہ الشیعۃ للحسین بن علی فان کان لک بالکوفۃ حاجۃ فابعث الیہا رجلا قویاً ینفذ امرک و یعمل فی عدوک مثل عملک فان النعمان بن بشیر رجل ضعیف او متضعف	یعنی مسلم بن عقیل کوفہ مین آئے ہین اور شیعون نے اون کی بیعت کرلی ہے پس اگر تجھے کوفہ کی حکومت درکار ہے تو کسی شخص کو حاکم کوفہ مقرر کرکے بھیجدے جو تیرا حکم نافذ کرے اور تیرے دشمنون کیساتھ تیرے ہی جیسا برتاؤ کرے کیونکہ نعمان بن بشیر یا تو دراصل کمزور واقع ہوا ہے یا عمداً کمزور بنتا ہی

طبری جلد ۶ ص ۱۹۹

جب ان لوگون کے خطوط یزید کے پاس پہونچے تو اوس نے سرجون سے مشورہ کرنے کے بعد عبید اللہ بن زیاد کے پاس جو شاہی فرمان بھیجا اوسکی ابتدا یون کی تھی "

اما بعد فانہ کتب الی شیعتی من اھل الکوفۃ یعنی " میرے پاس اہل کوفہ مین سے میرے شیعون نے لکھ بھیجا ہے "

ناظرین کو یزید کے فرمان مین مندرجہ بالا فقرہ دیکھ لینے کے بعد اس حقیقت مین کوئی شبہہ باقی نہ رہ جائیگا کہ امام حسینؑ کے قاتل وہی کوفی صحابہ و تابعین تھے " جو شیعہ معاویہ و یزید ہونے کا شرف رکھتے تھے " اور تاج و تخت بنی اُمیہ کے اس قدر پرجوش وفادار خیر خواہ تھے کہ گورنر کوفہ نعمان بن بشیر صحابی دشمن خاندان رسالت کو بھی اپنے مقابلہ مین کمزور بتانے لگے اور یزید کو یہ ہدایت کی کہ اگر تجھے کوفہ پر حکومت کرنے کی حاجت ہو تو کسی ایسے شخص کو امارت کیلئے بھیج جو تیرے دشمنون سے تیرے ہی جیسا سلوک کرے "

خالد بن عرفطہ صحابی۔

صحب النبیؐ و روی عنہ و
کان سعد بن وقاص ولاہ القتال
یوم القادسیۃ وھو الذی قتل
الخوارج یوم النخیلۃ و نزل
الکوفۃ بعد ذلک وابتنی
بھا دارا و لہ بقیۃ وعقب الی الیوم۔
طبری جلد ۶ ص ۱۲

(۱) طبقات ابن سعد مین ہے
خالد بن عرفطہ نے شرف صحبت رسولؐ پایا
سعد بن ابی وقاص نے اوسکو جنگ قادسیہ
کے دن سپہ سالار مقرر کیا تھا یہ وہ شخص ہے
جسنے خوارج کو بروز جنگ نخیلہ قتل کیا
بعد اس کے وارد کوفہ ہوا اور ایک گھر بنا لیا
وہان اوس کے اخلاف آجتک موجود ہین۔

آسمان صحابیت کے اس ستارے نے بہت سی اسلامی خدمات انجام دین ہین
منجملہ اون کے ایک یہ بھی ہے حجر بن عدی کندی جیسے صحابی جلیل کے خلاف حکومت
شام سے بغاوت کی شہادت دی اور اون کے قتل کے بانی ہوے چنانچہ مورخ طبری
لکھتے ہین۔

ثم بعث زیاد الی اصحاب حجر
حتی جمع منھم اثنی عشر رجلا
فی السجن ثم انہ دعی رؤس الارباع
فقال اشھدوا علی حجر بما
رائیتم منہ و کان
رؤس الارباع یومئذ
عمرو بن حریث بن علی ربع اھل

پھر زیاد نے اصحاب حجر کی گرفتاری کے لئے
(ایک فوج) بھیجی اور اون مین سے بارہ
آدمیون کو جمع کر کے قید خانہ مین مقید کر دیا
پھر افواج کے سردارون کو طلب کیا اور حکم
دیا کہ حجر کے خلاف اون کے اون حرکات کی
گواہی دو جو تم نے دیکھی ہین سردار ان افواج مین
عمرو بن حریث صحابی اور خالد بن عرفطہ صحابی

المدینة وخالد بن عرفطہ علی ربع تمیم وھمدان و قیس الخ — طبری جلد ۶ صفحہ ۱۵۱	بھی تھا مقدم الذکر اہل مدینہ کا سردار تھا اور مؤخر الذکر قبیلہ تمیم وہمدان وقیس کا سپہ سالار تھا۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ حجر بن عدی کندی صحابی کے خون مین شریک ہوے اون مین یہ دو صحابی عمرو بن حریث اور خالد بن عرفطہ نمایان شخصیت رکھتے تھے حجر بن عدی کے قتل کا واقعہ ایسا نہیں جو نظر انداز کیا جاسکے لہذا علمائے اسلام کی چند تحریرین پیش کیجاتی ہین جن سے اس خون ناحق کی عظمت واہمیت کے ساتھ ساتھ اون لوگون کے انجام پر بھی روشنی پڑتی ہے جو اوس کے بانی تھے۔

حجر بن عدی صحابی کے فضائل اور اون کے قاتلون کا حشر

(۱) استیعاب ابن عبدالبر مین ہے:

(۱) کان حجر من فضلاء الصحابة ومع صغر سنہ من کبارھم	(۱) حجر کا شمار فضلائے صحابہ مین تھا باوجود کم سنی کے زمرۂ صحابۂ کبار مین داخل تھے۔
(۲) قال احمد قلت لیحیی بن سلیمان ابلغک ان حجرا کان مستجاب الدعوة قال نعم وکان من افاضل اصحاب النبی صلعم۔	(۲) احمد ناقل ہے کہ مین نے یحیی بن سلیمان سے پوچھا کہ تمھین یہ معلوم ہوا ہے کہ حجر بن عدی مستجاب الدعوة (جسکی دعا بارگاہ الہی مین مقبول ہو) تھے اونھون نے کہا ہان اور وہ افاضل اصحاب نبی مین سے تھے۔
(۳) عن مسروق بن الاجدع قال سمعت عائشہ ام المومنین تقول	(۳) مسروق بن الاجدع نے روایت کی ہے کہ مین ام المومنین

اما واللہ لو علم معاویۃ ان اھل الکوفۃ منعۃ ما اجترء علیٰ ان یاخذ حجرًا واصحابہ من بینھم حتی یقتلھم بالشام ولکن ابن آکلۃ الاکباد انہ قد ذھب الناس ... ولما بلغ الربیع بن زیاد الحارثی من بنی الحرث بن کعب و کان فاضلاً جلیلاً وکان عاملاً لمعاویۃ علی خراسان وکان الحسن بن ابی الحسن کاتبہ فلما بلغہ قتل معاویۃ حجر بن عدی دعی اللہ عزّ وجلّ فقال اللھم ان کان لربیع عندک خیر فاقبضہ الیک وعجل فلم یبرح فی مجلسہ حتی مات ۔ استیعاب

عائشہ کو یہ فرماتے سنا کہ اگر معاویہ جانتا کہ اہل کوفہ مین کچھ بھی عزت وقوت باقی ہے تو کبھی اسکی جرأت نہ کرتا کہ حجر بن عدی اور اون کے اصحاب کو اونھین کے درمیان گرفتار کرلے اور شام مین لیجا کر قتل کرے لیکن ہندہ جگرخوار کے بیٹے نے تو یہ جان لیا تھا کہ اب کوفہ مین (عزت وقوت والے) لوگ نہین رہ گئے ۔ ۔ ۔ ربیع بن زیاد حارثی جو مرد فاضل جلیل تھا اور معاویہ کیطرف سے خراسان کا گورنر تھا جب اوسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ معاویہ نے حجر بن عدی کو قتل کرادیا تو اوس نے دعا کی کہ پروردگارا! اگر ربیع کیلئے تیرے نزدیک کچھ بھی خیر ہے تو اوسے بہت جلد اپنے پاس بلالے (ایسا ہی ہوا کہ) ابھی ربیع اپنے مقام سے اوٹھنے نہ پایا تھا کہ جان بحق تسلیم ہوگیا ۔

قتل حجر بن عدی کے متعلق رسول صلعم کی پیشینگوئی اس خون ریزی پر خدا اور ملائکہ غضبناک ہون گے ۔

(۴) عن ابی الاسود قال دخل معاویۃ علی عائشۃ فقالت

ابو الاسود ناقل ہین کہ معاویہ عائشہ کے پاس حاضر ہوا

ما حملک علی قتل اهل عذراء حجر واصحابه فقال یا ام المومنین انی رأیت قتلهم صلاحاً للامۃ وبقاءهم فساداً للامۃ فقالت سمعت رسول اللہ ص یقول سیقتل بعذراء ناس یغضب اللہ لهم واهل السماء الخ کنز العمال کتاب الفضائل

تو آپ نے کہا کہ آخر کن اسباب سے تو نے اہل عذرا حجر اور اون کے اصحاب کو قتل کرایا؟ معاویہ نے جواب دیا کہ ام المومنین! مین نے دیکھا کہ اون لوگون کے قتل مین امت کی بھلائی ہے اور باقی رکھنے مین خرابی (یہ سنکر) ام المومنین نے کہا کہ مین نے یہ ارشاد نبوی اپنے کانون سے سنا ہے کہ عنقریب عذرا مین کچھ لوگ قتل کئے جائین گے جن کے لئے خداوند عالم اور آسمان والے غضبناک ہونگے۔

جان کنی کے وقت حجر بن عدی کے قتل پر معاویہ کا پچتانا ہائے عاقبت کی خبر نہین۔

(۵) قال ابن سیرین بلغنا ان معاویۃ لما حضرته الوفاۃ جعل یقول یومی منک یا حجر طویل۔

تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۹۶

(۵) ابن سیرین ناقل ہین کہ جب معاویہ پر وقت موت آپہونچا تو کہنے لگا کہ اے حجر! تمھاری وجہ سے میرا روز حشر طویل ہوگا (یعنی اوسدن تمھارے خون کی بازپرس لمبی ہوگی)

امیر معاویہ کی بابت حسن بصری کی رائے

(۶) قال الحسن البصری اربع خصال کن فی معاویۃ

(۶) حسن بصری کہتے تھے کہ معاویہ مین چار باتین ایسی تھین کہ اگر ان مین ایک بھی ہوتی تو آخرت کی تباہی کیلئے کافی ہوجاتی

لو لم تكن فيه الا
واحدة لكانت موبقة
انتزائه على هذه الامة
بالسيف حتى اخذ الامر من
غير مشورة وفيهم بقايا
الصحابة وذو والفضيلة
واستخلافه بعده ابنه
سكيرا خميرا يلبس الحرير ويضرب
بالطنابير وادعائه زيادا و
قد قال رسول الله الولد للفراش و
للعاهر الحجر وقتله حجرا واصحاب
حجر مرتين فويلا له من حجر ويا ويلا له من حجر واصحاب حجر۔
کامل جلد ۳ صفحہ ۱۹۲

ایک[1] اس امت پر تلوار کے زور سے غالب ہوجانا
یہانتک کہ امر خلافت پر بغیر مشورہ مسلمین قابض
ہوگیا حالانکہ باقیماندہ صحابہ اور صاحبان فضیلت
موجود تھے۔
اور[2] اپنے نہایت بدمست اور بڑے شرابخوار بیٹے
کو جو کہ لباس حریر پہنتا اور طنبورہ بجاتا تھا اپنا
جانشین بنانا اور[3] زیاد کو اپنے نسب مین داخل
کرنا حالانکہ حدیث نبوی "الولد للفراش الخ"
اوس کے خلاف صریح نص ہے اور حجر وعدی
اور اون کے رفقا[4] کو قتل کرنا پس قتل حجر و
اصحاب حجر سے اوس پر حیف ہے اور صد حیف ہے۔

حجر بن عدی ولی خدا تھے
پیروان اجماع وشوری نے
مرید صحابہ ہونے کے باوجود
اون سے دغا نہ کی

صحابہ کی محبت وپیروی کا دم بھرنے والے
اپنے اعمال نامہ کے اوراق پر حجر بن عدی کے خون کے
نورانی قطروں کی جگمگاہٹ آنکھیں کھولکر دیکھیں
حجر بن عدی کوئی معمولی صحابی نہ تھے بلکہ خود علمائے
اہلسنت کو اعتراف ہے کہ یہ بہت بڑے فاضل مقدس اور ولی خدا تھے بارگاہ الٰہی مین انکی دعا
اسدرجہ مقبول تھی کہ اسکا اثر فوراً ظاہر ہو جاتا تھا لیکن ہزار حیف کہ صحابہ کے نام پر مرنے والے ایسے
صحابی کبیر کا خون بیدردی سے بہادینے میں بھی دریغ نہیں کرتے اور پھر اُسکے قاتل کو بھی امام حق

مجتہد شریعت سمجھنے میں اُن کو مطلق تردد نہیں ہوتا۔

ناظرین وہ روایت ملاحظہ کریں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر بن عدی ایک ولی خدا مستجاب الدعوۃ مقبول بارگاہ الٰہی تھے اور پھر فیصلہ فرمائیں کہ اُن کے قاتل کون تھے اور اُنکے قاتلوں کا اعمالنامہ سفاکی و خونخواری وحشت و بربریت کا وہ مرقع ہے یا نہیں جو وحشیان تاتار و بربر کے لیے بھی مرقع عبرت بن سکتا ہے؟

روی ابراھیم بن الجنید فی کتاب الاولیاء بسند منقطع ان حجر بن عدی اصابتہ جنابۃ فقال للموکل بہ اعطنی شرابی اتطھر بہ ولا تعطنی غدا شیئا فقال اخاف ان تموت عطشا فیقتلنی معاویۃ فدعی اللہ فانسکبت لہ سحابۃ بالماء فاخذ منھا الذی احتاج الیہ فقال لہ اصحابہ ادع ان یخلصنا اللہ فقال اللھم خیرلنا

اصابہ جلد اول ص۳۱۵

ابراہیم بن جنید نے کتاب اولیا میں روایت کی ہے کہ حجر بن عدی کو جنابت عارض ہوئی تو اُنھوں نے اُس شخص سے جو اُنکی نگرانی پر معین تھا یہ کہا کہ تو مجھے جتنا پانی پینے کے لیے دیتا ہے وہ آج ہی دیدے تاکہ طہارت کروں اسکے عوض میں کل کچھ پانی نہ دینا اُس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پیاس سے ہلاک ہو جاؤ اور معاویہ اس الزام میں مجھے قتل کردے۔ تب حجر بن عدی نے خدا سے دعا کی اور فوراً ایک ابر آیا اور پانی برس گیا حجر بن عدی نقدر حاجت پانی لے کر طہارت کرلی یہ ماجرا دیکھ کر اُن کے ساتھیوں نے درخواست کی کہ ہماری رہائی کیلئے دعا کیجیے اُنھوں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کہ پروردگار! ہمارے لیے خیر مقدر فرما۔

خالد بن عرفطہ صحابی نے حجر بن عدی کندی کے خون میں ہاتھ رنگ لینے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ قتل فرزند رسولؐ کی مہم میں بھی حکومت بنی اُمیہ کی شاندار خدمتیں انجام دیں۔ اصابہ ابن حجر عسقلانی میں مذکور ہے۔

عن سوید بن غفلة قال جاء رجل الی علیؑ فقال انی مررت بوادی القری فرأیت خالد بن عرفطة بها مات فاستغفر له فقال انه لم یمت ولا یموت حتی یقود جیش ضلالة ویکون صاحب لوائه حبیب بن حماز فقام رجل فقال یا امیر المومنینؑ انی لک محب وانا حبیب بن حماز فقال لتحملها وتدخل بها من هذا الباب واشار الی باب المقیل فاتفق ابن زیاد بعث عمر بن سعد الی الحسین بن علیؑ فجعل خالداً علی مقدمته وحبیب بن

سوید بن غفلہ ناقل ہے کہ ایک شخص نے آکر جناب امیرؑ سے عرض کی کہ میرا گذر وادی القری میں ہوا وہاں دیکھا کہ خالد بن عرفطہ مر گیا ہے آپ اُسکے حق میں استغفار فرمائیں حضرتؑ نے فرمایا کہ وہ نہیں مرا ہے اور نہ مرے گا اُسوقت تک کہ ایک لشکر ضلالت کا سردار بنے اور اُس لشکر کا علمبردار حبیب بن حماز ہوگا یہ کلام سنکر ایک شخص اُٹھکر کہنے لگا کہ امیر المومنینؑ! حبیب بن حماز میں ہی ہوں اور میں تو آپکا دوستدار ہوں (پھر آپ میرے حق میں یہ کیا فرماتے ہیں؟) آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہونے والا ہے کہ تو اُس لشکر کا علمبردار ہوگا اور اس دروازہ سے علم لیے ہوئے داخل کوفہ ہوگا آپ نے باب مقیل کی طرف اشارہ فرمایا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حسین بن علیؑ سے لڑنے کیلیے روانہ کیا اور اُس نے مقدمہ لشکر پر خالد بن عرفطہ کو مقرر کیا

اور حبیب بن حماز کو اُسکا علمبردار بنایا اور وہ علم لیے ہوئے باب مقبل سے داخل مسجد کوفہ ہوا۔	حماز صاحب رایتہ فدخل بھا المسجد من باب المقبل اصابہ جلد اول ص ۴۱۰

زبرقان بن اسلم ابن مندہ نے ان کا بھی شمار صحابہ میں کیا ہے۔

ابو وائل شفیق بن سلمہ راوی ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام میدان کربلا میں جنگ کے لیے تشریف لائے اور "هل من مبارز" فرمایا تو ایک ذی لعوہ سے مقابلہ میں آیا جس کا نام زبرقان بن اسلم تھا اور اُس نے حضرت سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ فرمایا کہ میں حسینؑ بن علی ہوں زبرقان نے کہا اے فرزند برادر تم واپس جاؤ اسلیے کہ خدا کی قسم میں نے ایک مرتبہ حضرت رسولخداؐ کو دیکھا کہ آپ قبا کی طرف سے ناقۂ سرخ پر سوار چلے آرہے تھے اور تم اُنکے آگے بیٹھے تھے پس میں نہیں چاہتا کہ رسولخداؐ سے اس حالت میں ملوں کہ تمھارا خون میری گردن پر ہو پس آئے اور زبرقان بھی لوٹ گیا۔ اسد الغابہ ص ۲۶۹ منقول از رسالۂ الآل والاصحاب۔

سبحان اللہ کسقدر باحیا اور حق شناس رسولؐ صحابی ہیں کہ سب کچھ جاننے اور سمجھنے کے باوجود یزید کی طرفداری کو فرزند رسولؐ کی حمایت پر مقدم رکھتے ہیں بہر حال یہی غنیمت ہے کہ آپ کو امام حسینؑ کے خون میں آلودہ ہوکر بروز قیامت رسول عربی سے آنکھیں چار کرنے میں شرم تو آئی دوسروں میں تو اتنی بھی حمیت و غیرت باقی نہ تھی

عمرو بن حجاج زبیدی علامہ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں۔

ذکرہ الطبرانی لہ صحبۃ جلد ۲ ص ۵۳۱

یہ صحابی اُس فوج کا افسر تھا جسکو عمر بن سعد نے نہر فرات پر متعین کیا تھا۔ مؤرخ طبری لکھتے ہیں

عن حميد بن مسلم الازدی قال جاء من عبید الله بن زیاد کتاب الی عمر بن سعد اما بعد فحل بین الحسینؑ اصحابه و بین الماء ولا یذق وقوا منه قطرة کما صنع بالتقی الزکی المظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان قال فبعث عمر بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمس مائة فارس فنزلوا الشریعة وحالوا بین حسینؑ و اصحابه وبین الماء ان یسقوا قطرة و ذلک قبل قتل الحسین بثلاث۔ جلد ۶ ص ۲۳۵

حمید بن مسلم ازدی راوی ہے کہ عمر بن سعد کے پاس عبیداللہ بن زیاد کا ایک خط پہونچا جس کا مضمون یہ تھا کہ حسینؑ و اصحاب حسینؑ پر پانی بند کر دے وہ ایک قطرہ پانی بھی نہ پی سکیں جس طرح کہ عثمان بن عفان کے لیے کیا گیا تھا حمید کہتا ہے کہ خط پہونچنے کے بعد عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانچسو سواروں کے ساتھ بھیجا ان لوگوں نے گھاٹ پر اُتر کر پہرہ بٹھا دیا یہ کام قتل حسینؑ سے تین دن پیشتر کیا گیا۔

عمرو بن حجاج صحابی امام حسینؑ کو دین سے خارج سمجھتا تھا صحابیت کی پرستش کرنے والوں کیلئے ایک اُسوہ حسنہ

مؤرخ طبری کا بیان ہے۔

قال الزبیدی انه سمع عمرو بن الحجاج حین دنی من اصحاب الحسینؑ یقول یا اهل الکوفة الزموا طاعتکم و جماعتکم و لا ترتابوا فی قتل من مرق من الدین و خالف الامام فقال له الحسینؑ

زبیدی ناقل ہے کہ اُسنے عمرو بن حجاج کو یہ کہتے ہوے سُنا کہ اے کوفہ والو! (اپنے امام کی) اطاعت اور اپنی جماعت بندی پر قائم رہو اور اُس شخص کے قتل کرنے میں کچھ تردد نہ کرو جو دین سے خارج ہو گیا ہے اور جس نے امام وقت کی مخالفت کی ہے (یہ سُن کر)

امام حسینؑ نے فرمایا کہ اے عمرو بن حجاج ! کیا تو میرے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے کیا ہم دین سے خارج ہیں اور تم دین پر ثابت قدم ہو؟	یا عمرو بن الحجاج اعلیّ تحرض الناس انحن مرقنا من الدین و انتم ثبتم علیہ الخ طبری صـ ۲۴۹

کیا عمرو بن حجاج صحابی کے اس کلام کو دیکھ لینے کے بعد بھی کوئی عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ قاتلانِ حسینؑ اکثر سُنّی نہ تھے دیکھو عمرو بن حجاج صحابی اُسی طاعت وجماعت پر ثبات واستقلال کا مظاہرہ کرنے کی اہل کوفہ کو ہدایت کر رہا ہے جو اہلسنت کا دین ومذہب ہے اور یہ صحابی امام حسینؑ کو دین سے خارج اور امام وقت کا مخالف ٹھہرا کر اپنے ہم مشرب لوگوں کو تاکید کرتا ہے کہ ایسے شخص کے قتل میں کچھ تردد نہ کریں جس سے اُس کے اس عقیدہ پر صاف روشنی پڑتی ہے کہ یزید امام وقت وخلیفہ رسولؐ ہے لہذا اُسکا مخالف خارجی وواجب القتل ہوگا اور اسکا یہ عقیدہ عبداللہ عمر جیسے بلند مرتبہ صحابی کے عقائد کے سراسر مطابق تھا طبقات بن سعد میں مذکور ہے (جلد پنجم صـ ۱۰۱)

عبداللہ بن عمر بھی بیعت یزید کو دین وایمان اور اُسکی مخالفت کو کفر وجاہلیتہ تصور فرماتے تھے عمرو بن حجاج وعبداللہ بن عمر کا اتحاد عقیدہ	(۱) ان عبد اللہ بن مطیع اراد ان یفر من المدینۃ لیالی فتنۃ یزید بن معاویۃ فسمع بذلک عبد اللہ بن عمر فخرج الیہ	یعنی جب شامیوں نے فتنے برپا کر رکھے تھے عبداللہ بن مطیع نے مدینہ سے بھاگ جانے کا قصد کیا جب یہ خبر عبداللہ بن عمر نے سُنی

حتیٰ جاءہ وقال این ترید یا ابن عمر فقال لا اعطیھم طاعۃ ابداً فقال یا ابن عمر لا تفعل فانی اشھد انی سمعت رسول اللہؐ یقول من مات ولا بیعۃ علیہ مات میتۃ جاھلیۃ	تو اُنکے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے بھائی! کہاں جاتے ہو عبداللہ بن مطیع نے جواب دیا کہ میں اہل شام کی اطاعت قبول نکرونگا عبداللہ بن عمر نے سمجھایا کہ ایسا نہ کرو میں اسکا گواہ ہوں کہ اپنے کانوں سے آنحضرتؐ کو فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص ایسی حالت میں مرے گا کہ کسی کی بیعت میں نہو تو اُس کی موت جاہلیۃ کی موت ہوگی۔

(۲) صحیح بخاری میں ہے۔ جلد ششم ص۵۵ برحاشیہ فتح الباری

عن نافع قال لما خلع اھل المدینۃ یزید بن معاویۃ جمع حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبیؐ یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامۃ وانا قد بایعنا ھذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم عذراً اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم احداً منکم خلعہ ولا تابع فی ھذا الامر الا کان الفیصل بینی وبینہ۔	نافع راوی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید بن معاویہ کی بیعت واطاعت کا طوق اُتار پھینکا تو عبداللہ بن عمر نے اپنی اولاد اور حشم وخدم کو جمع کرکے کہا کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سُنا ہے کہ ہر غدار کیلئے ایک جھنڈا بروز قیامت کھڑا کیا جائیگا (تاکہ رسوا ہو) ہم نے بیعت خدا اور رسول کے اوپر اس شخص (یزید بن معاویہ) کی بیعت کی ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس سے بڑا عذر کچھ اور بھی ہوگا کہ کسی شخص کی بیعت کرنے کے بعد اُس سے جنگ کی جائے لہذا تم لوگوں میں سے جو شخص یزید کو خلافت سے معزول کرنا چاہے گا اور اس امر میں (دوسروں کی) پیروی کرے گا تو ہمارے اور اس کے درمیان روابط کا فیصلہ ہوگا۔

دیکھئے اور بغور دیکھئے عبداللہ جیسا مقدس ترین صحابی بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ بیعت
یزید بن معاویہ پر دین وایمان کا انحصار ہے یہ طوق زرین جس کے گلے مین نہ ہوگا
اوس کی موت کفرو جاہلیتہ کی موت ہوگی پس جبکہ باعتبار عقیدہ عمرو بن حجاج
اور عبداللہ بن عمر مین کوئی فرق نہ تھا اور جس جماعت وطاعت پر ثابت قدم ہینے
کی ہدایت عمرو بن حجاج اہل کوفہ کو کر رہا تھا اوسی کی نصیحت عبداللہ بن عمر
بھی اپنی اعزہ واحباب کو کر رہے تھے تو کیا وجہ ہے کہ عبداللہ بن عمر کے فضائل
ومناقب مین دفتر کے دفتر سیاہ کئے جائین اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ روئے
زمین پر اون سے بڑھکر کوئی صاحب زہد وتقویٰ نہ تھا اور عمرو بن حجاج کو شیعہ
رافضی کہکر رسوا کیا جائے کسی ایسے صحابی کو جو عبداللہ بن عمر کی طرح فرقہ
سنیہ کے اصول وعقائد کی تبلیغ واشاعت مین جد وجہد کر رہا ہو "شیعہ رافضی"
ٹھیرانا اور یہ شور مچاتے رہنا کہ قاتلان حسینؑ شیعہ تھے بے عقلی اور بیدینی نہین
ہے اور تو کیا ہے کیا کوئی صحابی بھی "رافضی" ہو سکتا ہے اور وہ بھی ایسا
صحابی جو اہل سنت کے اصول وعقائد مذہبی کی تبلیغ مین مجاہدہ کر رہا ہو؟
نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے چند ناقبت اندیش مولوی صاحبان مبلغ
دین ومذہب صحابہ کو "رافضی ومستحق لعن وطعن" ٹھیرا کر اپنی عاقبت
خراب کر رہے ہین اور اپنے سادہ لوح مریدون کو بھی سب وشتم صحابہ کی
بدعت مین مبتلا کر دینا چاہتے ہین کاش یہ بندگان شکم صحابۂ رسولؐ ہی سے
وفا کرتے۔

حجار بن ابجر

اصابہ ابن حجر مین ہے جلد ۱ صفحہ ۳۷۴ ۔

حجار بن ابجر بن جابر العجلی لہ ادراک ۔	حجار بن ابجر بھی شرف یافتہ صحبت سرور انبیا تھا ۔

یہ صحابی عبید اللہ بن زیاد کے مخصوص وفاداروں مین سے تھا تاریخ طبری مین ہے جلد ۶ صفحہ ۲۰۸ ۔

وامر محمد بن الاشعث ان یخرج فیمن اطاعہ من کندہ وحضرموت فیرفع رایۃ الامان لمن جاءہ من الناس و قال مثل ذلک للقعقاع بن شور الذھلی وشبث بن ربعی التمیمی وحجار بن ابجر العجلی ۔	(واقعات حضرت مسلم کے ذیل مین ہے) عبید اللہ بن زیاد نے محمد بن الاشعث کو حکم دیا کہ قبیلہ کندہ وحضرموت مین سے جو لوگ اوسکی اطاعت کرین اون کو اپنے ہمراہ لیکر نکلے اور امان کا جھنڈا اون لوگون کے لیے نصب کرے جو (حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ کر) اوسکے پاس آئین ایسا ہی حکم قعقاع بن شور و شبث بن ربعی و حجار بن ابجر کو بھی دیا ۔

یہ صحابی میدان کربلا مین بھی عمرو بن سعد کی فوج مین موجود تھا چونکہ امام حسینؑ کے پاس خط طلب لکھنے والون مین وہ بھی تھا اس لئے حضرتؑ نے دوسرے خط بھیجنے والون کے ذیل مین اوسکو بھی بغرض اتمام حجت مخاطب فرمایا تھا۔ مؤرخ طبری لکھتے ہین جلد صفحہ ۳۴۳ ۔

قال فنادی یا شبث بن ربعی	امام حسین علیہ السلام نے بآواز بلند فرمایا

یا حجاز بن ابجر و یا قیس بن الاشعث و یا زید بن الحارث الم تکتبوا الیّ الخ۔	کہ اے شیث بن وِلبی۔ اے حجار بن ابجر۔ اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث کیا تم لوگون نے میرے پاس یہ باتین نہین لکھی تھین الخ۔

کثیر بن شہاب الحارثی

اس شخص کے صحابی ہونے مین اختلاف ہے لیکن اوس کے تابعی ہونے مین تو کچھ شبہ نہین۔ طبقات ابن سعد مین ہے جلد ششم ص۱۰۳۔

کان کثیر بن شہاب سید مذحج بالکوفۃ ... وقد روی عن عمر بن الخطاب وولی الری لمعاویۃ بن ابی سفیان۔	کثیر بن شہاب کوفہ مین قبیلۂ مذحج کا سردار تھا .... عمر بن الخطاب سے روایت کرتا ہے معاویہ بن ابی سفیان نے اوسکو ملک رے کا حاکم مقرر کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ یہ شخص معاویہ کی جانب سے ملک رے کا گورنر تھا اور بالخصوص حضرت عمر کی روایات کی تبلیغ واشاعت کرتا تھا اب کون مولوی عبدالشکور صاحب جیسے عقلائے زمانہ سے پوچھے کہ حضرت عمر کے خاص معتقدین اور امیر معاویہ کے خواص امرائے سلطنت کو "شیعہ رافضی" کہنا آخر عدیم المثال جہل ونافہمی نہین ہے؟ بہر حال حضرت عمر کے عقیدتمندون اور امیر معاویہ کے نمکخوارون سے بجز اس کے اور کیا امید کیجا سکتی ہے کہ خاندان رسالت کی تباہی مین کوئی دقیقہ کوشش کا اوٹھا نہ رکھا ہوگا اگر ایسے لوگ علمائے اہل سنت کے خیال مین شیعہ رافضی تھے تو شوق سے اون پر صد ہزار .... فرمائین ہم بھی "بشین باد"

کہنے کے لئے جان و دل سے حاضر ہین مگر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب تک ان لوگون
کی روایات کتب احادیث اہل سنت مین موجود ہین اور اون پر اس مذہب کے
عقائد و اعمال کی بنیاد قائم ہے اوس وقت تک ان لوگون کو "رافضی"
ثابت نہین کیا جا سکتا۔

اس صحابی نے عبید اللہ بن زیاد کی جو خدمات انجام دین اور جس طرح
وفاداری کا حق ادا کیا وہ مورخ طبری کے مندرجہ ذیل بیانات سے معلوم کیجئے۔

(۱) خرج کثیر بن شهاب یخذل الناس عن مسلم بن عقیل

(۲) قال أشرف علینا الاشراف فتکلم کثیر بن شهاب اول الناس حتی کادت الشمس ان تجب فقال یا ایها الناس الحقوا باهالیکم ولا تعجلوا الشر ولا تعرضوا انفسکم للقتل فان هذه جنود امیر المومنین یزید قد اقبلت

(۳) فلما اجتمع عند عبید الله کثیر ابن شهاب ومحمد

(۱) کثیر بن شہاب باہر آیا اور اہل کوفہ کو مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑ دینے پر بہکانے لگا۔

(۲) یعنی بالائے قصر سے اشراف و معززین ہماری جانب مخاطب ہوے سب سے پہلے کثیر بن شہاب نے تقریر کی یہان تک کہ آفتاب قریب غروب پہونچا اوس نے یہ کہا کہ لوگو! تم اپنے اہل و عیال کی طرف واپس چلے جاؤ اور شر انگیزی مین جلدی نہ کرو اور اپنی جانونکو معرض قتل و ہلاکت مین نہ ڈالو (دیکھو امیر المومنین یزید کی فوجین یہ آپہونچین آگئ)

(۳) جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس کثیر بن شہاب اور قعقاع بن شور جو اوس کے

والقعقاع بن شور فيمن	مخلصین مین سے تھے مع اون افراد قوم کے جنھون
اطاعهم من قومهم	نے ان لوگون کی اطاعت کی جمع ہوے تو کثیر نے
فقال له کثیر وکانوا	ابن زیاد سے کہا کہ تمھارے ساتھ اس قصر مین
مناصحین لابن زیاد اصلح	سرداران قبائل۔ پولیس کی سپاہیون اور
الله الامیر معک فی القصر	تمھارے گھرانے والون اور غلامون کی
ناس کثیر من اشراف الناس من	ایک بڑی جمعیت موجود ہے تم ہم سب کو ساتھ
شرطک واهل بیتک وموالیک	لیکر اصحاب مسلم کے مقابلہ کے لیے باہر چلو مگر
فاخرج بنا الیهم فابی عبید الله الخ	ابن زیاد نے اس رائے کو نہ مانا۔

مسروق بن وائل الحضرمی

قدم علی (۱) النبی صلعم فی وفد حضرموت فاسلموا (استیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۰۲)

یہ شخص وفد حضرموت کے ساتھ خدمت نبی صلعم مین حاضر ہوا اور ان سب نے اسلام قبول کیا۔

اس کا بھائی عبد الجبار بن وائل (جس کا شمار تابعین مین کیا گیا ہے اور جس کے متعلق ابن سعد کی رائے ہے "کان ثقة انشاء اللہ" یعنی انشاء اللہ یہ تابعی قابل وثوق و اعتبار تھا) خود اوس کی زبانی ناقل ہے۔

قال کنت فی اوائل الخیل	مین اون سوارون کی اگلی صف مین تھا جو
ممن سار الی الحسین ع فقلت	حسین ع کی طرف آئے تھے مین نے اپنے دل مین
اکون فی اوائلها لعلی اصیب	کہا کہ مین اگلی ہی صف کے سوارون مین رہون
راس الحسین ع فاصیب به منزلة عند	شاید مجھے حسین ع کا سر مل جائے اور اس ذریعہ سے

عبید اللہ بن زیاد الخ (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۶) عبید اللہ کے دربار مین قدر و منزلت پاؤن

سبحان اللہ! آسمان صحابیت کا یہ جگمگاتا ستارہ کس قدر روشن تمنائین دل مین رکھتا ہے کہ اگر مجھے حسینؑ کا سر ہاتھ آجائے تو قسمت چمک اوٹھے اور ابن زیاد کے دربار مین قدر و منزلت حاصل ہوجائے اور غریب اس تمنا مین یہ کوشش کرتا ہے کہ جہان تک ہوسکے قاتلان حسینؑ کی صف اول مین رہے تاکہ موقع ہاتھ سے جانے نہ پائے۔ کیا علمائے اہل سنت اس صحابی کو مصداق حدیث قدسی "ان اصحابك عندای بمنزلۃ النجوم فی السماء ولکل نور" قرار دیکر اوس کی پیروی نہ کرین گے؟ غالبًا میرا یہ سوال بے محل ہے کیونکہ اگر روح ابن زیاد و یزید کی خوشنودی کی وہی تمنائین دلون مین موج زبان نہین ہین جو مسروق بن وائل صحابی کے دل مین تھین تو ہر سال ماہ محرم کے آتے ہی عزاداری حسینؑ کے خلاف عالم جذبات مین طوفان عظیم کیون برپا ہوجاتا ہے اگر حسینؑ نہین نہ سہی اونکی یادگارین تو موجود ہین اونھین کو مٹانے کی ان تھک کوششین کرکے ثواب دارین کا سامان بہت کچھ جمع کر لیتے ہین۔

قاضی شریح

ان بزرگ کا نام نامی اسلامی دنیا مین زبان زد خاص و عام ہے سب سے پہلے حضرت عمر نے ان کو قاضی مقرر کیا اوس وقت سے یہ منصب تقریبًا اون کی جاگیر قرار پاگیا تھا ترپن ۵۳ برس کوفہ مین اور سات ۷ برس بصرہ مین اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ اصابہ ابن حجر مین مذکور ہے۔

قال ابن المدینی قضی لزیاد بالبصرۃ سبع سنین وقضی بالکوفۃ ثلاثا وخمسین سنۃ وقد روی شریح عن النبی وعن عمر وعن علی وابن مسعود وغیرہم وروی عنہ ابو وائل و قیس بن ابی حازم والشعبی ومجاھد وابن سیرین واخرون۔

ابن المدینی کہتا ہے کہ شریح زیاد کیجانب سے سات برس بصرہ کا قاضی رہا اور کوفہ مین ۵۵ سال اس عہدہ پر فائز رہا۔ شریح نبیؐ اور عمرو علی وابن مسعود وغیرہم سے روایت کرتا تھا اور اس سے ابو وائل و قیس بن ابی حازم وشعبی ومجاہد وابن سرین وغیرہم نے روایت کی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آپ باین ہمہ مناقب ومفاخر زیاد وابن زیاد کے آلہ کار بنے رہے پہلے زیاد کے حکم سے حجر بن عدی کندی اور اون کے رفقائکے خلاف شہادت دیکر اون لوگون کے خون ناحق مین شریک ہوے اور ثواب دارین حاصل کیا پھر ابن زیاد کے عہد مین اوس کے مقاصد کی تکمیل مین نمایان حصہ لیکر صحابیت مین چار چاند لگاتے رہے۔ (مؤرخ طبری لکھتے ہین)

وبلغ عمرو بن الحجاج ان ھانئا قد قتل فاقبل فی مذحج حتی احاط بالقصر ومعہ جمع عظیم ثم نادی انا عمرو بن الحجاج ھذہ فرسان مذحج ووجوھھا

جب عمرو بن حجاج کو معلوم ہوا کہ ہانی قتل کردیئے گئے تو اوس نے قبیلۂ مذحج کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ آکر قصر ابن زیاد کا محاصرہ کر لیا اور آواز دی کہ مین عمرو بن حجاج ہون اور یہ قبیلۂ مذحج کے شہسوار اور معززین ہین۔ ہم نے نہ طاعت سے اپنی

لم نخلع طاعة ولم نفارق
جماعة وقد بلغهم ان صاحبهم
يقتل فاعظموا ذلك فقيل
لعبيد الله هذه مذحج
بالباب فقال لشريح القاضي
ادخل على صاحبهم فانظر اليه
ثم اخرج فاعلمهم انه حي لم
يقتل وانك قد رايته فدخل
عليه شريح فنظر اليه قال
ابو مخنف فحدثني الصقعب
بن زهير عن عبد الرحمان بن
شريح قال سمعته يحدث اسمعيل
بن طلحة قال دخلت على هاني
فلما رآني قال يا الله يا
للمسلمين اهلكت عشيرتي
فاين اهل الدين واين
اهل المصر تفاقدوا ويخلوني
وعدوهم وابن عدوهم

گردنون کو چھڑایا اور نہ جماعت سے علیحدہ
ہوئے ہم کو یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ ہمارا ساتھی
(ہانی) قتل کیا جا رہا ہے اس خبر کو ہم نے
بہت عظیم سمجھا ہے ۔ ابن زیاد سے کہا گیا کہ
قبیلۂ مذحج قصر کے دروازہ پر جمع ہو گیا ہے
تو اوس نے شریح قاضی سے کہا کہ تم ہانی
کے پاس جاؤ اور اپنی آنکھوں سے دیکھکر
لوگون سے کہدو کہ وہ زندہ ہین قتل نہین
کئے گئے تم نے اون کو بچشم خود صحیح و سالم دیکھا
ہے قاضی شریح نے آکر ہانی کا معائنہ کیا
ابو مخنف نے روایت کی ہے کہ عبد الرحمان بن
شریح نے اپنے باپ کو اسماعیل بن طلحہ سے یہ
بیان کرتے ہوئے سنا کہ مین ہانی کے پاس گیا
اور اونھون نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ یا اللہ کیا
میرے عشیرہ والے سب کے سب ہلاک ہو گئے
کہان ہین اہل دین اور کہان ہین اس شہر والے
اونھون نے مجھے اپنے دشمن کے حوالے کیون کر دیا
ہے ہانی یہ کہہ رہے تھے اور خون اون کی ڈاڑھی پر

والدماء تسيل على لحيته اذ سمع
الرجة على باب القصر وخرجت واتبعني
فقال يا شريح اني لاظنها اصوات
مذحج وشيعتي من المسلمين ان دخل
علي عشرة نفر انقذوني قال فخرجت
اليهم ومعي حميد ابن بكر الاحمري
ارسله معي ابن زياد وكان من شرطه
ممن يقوم على راسه وايم الله لولا
مكانه لكنت ابلغت اصحابه ما امرني
به فلما خرجت اليهم قلت ان
الامير لما بلغه مكانكم ومقالتكم
في صاحبكم امرني بالدخول اليه
فاتيته فنظرت اليه فامرني ان
القاكم وان اعلمكم انه حي وان
الذي بلغكم من قتله كان
باطلاً - (طبری جلد ۶ صہ ۲۱۶)

جاری تھا اسی اثنا مین قصر کے دروازہ پر
شور وغل سنا مین باہر آنے لگا تو انھون نے
مجھ سے کہا کہ اے شریح مین گمان کرتا ہون کہ
یہ آواز قبیلۂ مذحج والون کی ہے اگر دس نفر
بھی اون مین سے مجھ تک پہونچ جائین تو مجھے
بچالین گے مین باہر آیا تو حمید ابن بکر جو اوس
کے محافظ سپاہیون مین سے تھا اور ابن زیاد نے
اوسکو میرے ساتھ بھیجا تھا میرے ہمراہ تھا اگر
وہ نہ ہوتا تو مین اصحاب ہانی تک اون کا پیام
پہونچا دیتا مین نے اون سے فقط اتنا ہی کہدیا
کہ جب امیر کو تمھارے آنے کی خبر معلوم ہوی اور
ہانی کے متعلق تمھاری گفتگو کا علم ہوا تو اوس
نے مجھے حکم دیا کہ مین ہانی کو اپنی آنکھون سے
دیکھ لون اور تم کو یہ بتاؤن کہ وہ زندہ صحیح
وسالم ہین اور اون کے قتل کی خبر جو تم نے
سنی غلط تھی -

یقین ہے کہ ناظرین کیلئے عمرو بن حجاج صحابی کے یہ کلمات کہ "مین عمرو بن
حجاج اور یہ قبیلۂ مذحج کے بڑے بڑے سردار حاضر ہین ہم لوگون نے تو طاعت

امام کا طوق گلے سے نہین اوتار پھینکا اور نہ جماعت مین تفرقہ پردازی کی ہے"
سرمۂ چشم بصیرت بن جائین گے کیونکہ اون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو بن حجاج
اور اوس کے قبیلہ کے دوسرے سرداروں نے امام حسینؑ اور جناب مسلم بن
عقیل کی جانب مائل ہوکر جادۂ طاعت و جماعت سے کبھی منہ نہین موڑا
تھا لہذا اوس کے راسخ العقیدہ اور خالص سنی ہونے مین چون و چرا کی گنجائش
کیونکر بل سکتی ہے اور جبکہ عمرو بن حجاج اور اوس کے وہی سرداران قبیلہ جنکو
امام حسینؑ کی طرف کبھی رجحان طبع سے کوئی واسطہ نہین رہا سرزمین کربلا پر
پہونچکر نہر کے کنارے پہرہ بٹھانے اور طرح طرح کے مظالم کرنے مین سرگرم رہے تو
یہ کہنا کیونکر نتیجۂ عقل و فہم تصور کیا جا سکتا ہے کہ "قاتلان حسینؑ شیعہ تھے"
کس قدر حیرت انگیز ماجرا ہے کہ خود عمرو بن حجاج صحابی جیسے کوفی سردار تو پکار
پکار کر یہ اقرار کر رہے ہین کہ ہم ابتدا سے مسلک تسنن پر ثابت قدم ہین ہم نے
اصول طاعۃ و جماعت سے منہ پھیر کر حسین بن علی اور مسلم بن عقیل کی بیعت و
اطاعت سے کبھی سروکار نہین رکھا مگر اس زمانہ کے روشن دماغ علمائے دنیا کو
یہ باور کرانا چاہتے ہین کہ وہ مذہب شیعہ کے پیرو تھے بھلا اس ہٹ دھرمی اور
کج فہمی کا کیا علاج ہے۔ نعوذ باللہ من سوء السریرۃ و فقدان البصیرۃ۔

حصین بن نمیر سکونی

اس دشمن خدا کا صحابی ہونا پہلے معلوم
ہو چکا ہے اسکی بداعمالیوں کا جائزہ لینے مین
بہت وقت ضائع کرنا پڑیگا لہذا اسیقدر لکھدینے پر اکتفا کیجاتی ہے کہ یہ شخص

ابن زیاد کی فوج مین بہت بڑا افسر تھا اور تمام اطراف وجوانب سے کوفہ تک
پہونچنے والے راستون کی ناکہ بندی پر مقرر کیا گیا تھا اس نے امام حسین ع
کے قاصد قیس بن مسہر صیداوی کو مقام قادسیہ مین گرفتار کرکے ابن زیاد
کے پاس بھیجا اور وہ اوس کے حکم سے بہ کمال ظلم وستم شہید کردیئے گئے۔

(دیکھو طبری جلد ۶ صہ ۲۲۳)

اس صحابی کی روایت کردہ حدیثین کتب احادیث اہل سنت مین موجود
ہین۔ میزان الاعتدال مین ہے۔

یزید بن حصین بن نمیر عن ابیہ
قال البخاری لم یصح حدیثہ سمع
منہ محمد بن الزبیر (جلد ۲ صہ ۵۹۹)

شبث بن ربعی (۱) لہ ادراک
وروایۃ
عن حذیفۃ وعلی روی عنہ
محمد بن کعب القرظی و
سلیمان التیمی قال الدارقطنی
یقال انہ کان موذن سجاح التی
ادعت النبوۃ ثم راجع الاسلام
وقال ابن الکلبی کان

یزید بن حصین بن نمیر نے اپنے باپ سے
روایت کی ہے بخاری نے کہا کہ اوسکی حدیث
صحیح نہین ہے اوس سے محمد بن الزبیر نے سنا ہے

(۱) شبث بن ربعی رسول ص کا صحبت
یافتہ تھا حذیفہ اور علی ع سے روایت کرتا تھا اور
اوس سے امام محمد بن کعب قرظی اور سلیمان
تیمی نے روایت کی ہے دارقطنی نے کہا کہ سجاح
بنت منذر جو بعد آنحضرت ص مدعی نبوت ہوئی تھی شبث
بن ربعی اسکا موذن بنا پھر دوبارہ اسلام مین داخل ہوا ابن
کلبی کہتے ہین کہ وہ حضرت علی ع کے اصحاب مین داخل ہوا پھر خوارج
کا ساتھی ہوگیا پھر اس نے توبہ کرلی اسکے بعد قاتلان حسین ع

من اصحاب علے ثم صار مع الخوارج ثم تاب ثم کان فیمن قاتل الحسین ... ... کان اول من اعان علے قتل عثمان وبئس الرجل ھوالخ۔	مین شامل ہو گیا .... یہ پہلا شخص ہے جس نے قتل عثمان مین قاتلون کی امداد کی وہ بہت برا آدمی تھا۔ (۲) مین کہتا ہون کہ اوس نے خارجیون سے جدا ہو کر توبہ وانابت کر لی تھی۔

ان عبارتون سے معلوم ہوا کہ صحابیت مین جتنے کمالات واوصاف مضمر ہو سکتے ہین شبث بن ربعی اون سب کا مظہر اتم تھا کاش نظر والے اب بھی عبرت حاصل کر لین اور سمجھ لین کہ کسی کے صحابی ہونے سے یہ لازم نہین ہے کہ خواہمخواہ وہ شخص پاکباز ودیندار بھی ہو بلکہ صحابیت کے دنیا مین ایسی ایسی نظیرین موجود ہین جن کے سایہ سے دور رہنا ہی ہر دین دار کا سب سے بڑا فریضہ ہوگا علامہ ذہبی نے اس کا شریک قاتلان حسینؑ ہونا بالکل نظرانداز کر دیا غالباً اس تذکرہ کی ضرورت اس لئے نہین سمجھی کہ یہ کوئی بڑا جرم وعیب نہ تھا جو خاص طور سے نظرین کھٹکنے کے قابل ہو رہا خوارج کے مذہب مین داخل ہو جانا تو وہ اس جرم سے توبہ وانابت کر کے پاک وصاف ہو گیا تھا غالباً اسی سبب سے ائمہ اہل سنت نے اوسکی روایات کو قبول کر لینے مین تردد نہین فرمایا۔

اس صحابی کے اعمالنامہ مین یہ عجیب وغریب خصوصیت ہے کہ جس طرح قاتلان حسینؑ کی جماعت کا افسر اور رفیق کار رہا اوسی طرح حضرت عثمان کے

خون ناحق مین سب سے پہلے اوسی نے امداد دی تھی اب دیکھنے مولانا عبدالشکور صاحب اور اون کے دوسرے ہم خیال اوس کے مذہب کے بارے کونسا ناطق فیصلہ فرماتے ہین کہنے والے تو یہی کہین گے کہ اگر بفرض محال اوس نے شیعہ ہونے کی حیثیت سے امام حسینؑ کے خون ناحق مین شرکت کی تو کونسا تعجب ہے جبکہ وہ اس سے پہلے "سُنی" ہونے کے باوجود قتل عثمان کا سب سے پہلا بانی ہو چکا تھا لہذا اوس نے میزان انصاف کو برابر رکھکر یہ ثابت کر دیا کہ اگر بالفرض شیعون نے اپنے امام سے غداری کی تو مذہب اہل سنت کے علمبردار بھی اون سے پہلے اپنے امام وخلیفہ برحق کے خون سے دین وایمان کی کھیتی کو سیراب کر چکے تھے پھر فرقہ شیعہ کو بالخصوص مجرم وملزم قرار دینے کی ہوس کرنا انتہائی ناعاقبت اندیشی ہے یا نہین؟

ابوبکر صدیق کے بھانجے محمد بن الاشعث

اس مشہور ومعروف قاتل حسینؑ کی جلالت قدر اہل سنت کے نزدیک اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا حقیقی بھانجا تھا اور اس قرابت کی وجہ سے ام المومنین عائشہ کے حضور مین آمد ورفت کا شرف عظیم رکھتا تھا طبقات ابن سعد مین ہے (جلد پنجم صہ ۲۶)

امہ ام فروة بنت ابی قحافہ	اسکی مان ام فروہ بنت ابی قحافہ تھی۔
ان محمد بن الاشعث	کنیت اسکی ابوالقاسم تھی۔ ... ...
وکان یکنی اباالقاسم ...... وکان	ام المومنینؓ عائشہ کی خدمت مین حاضر

يدخل على عائشة فيكنونه باني القاسم وقد روى محمد بن الاشعث عن عمر و عثمان۔	ہوا کرتا تھا۔ عمر و عثمان سے روایت کرتا تھا (غرض حضرت علیؑ سے اسکو کوئی سروکار نہ تھا)۔

کیا اندھیر ہے کہ رافضیون کی عداوت مین سرشار ہو کر بعض علمائے اہل سنت ایسے شخص کو بھی "شیعہ" کا لقب دے رہے ہین جو حضرت ابوبکر کا بھانجا ام المومنین عائشہ کا پھوپھی زاد بھائی حضرت عمر و عثمان سے روایت کرتا تھا اور اوس نکے مرویات سے کتب احادیث مالامال ہین میزان الاعتدال ذہبی مین اسکی تصریح موجود ہے کہ ابن عدی جیسے امام ملت ورکن مذہب کے شیوخ واساتذہ مین سے تھا (دیکھو میزان الاعتدال جلد دوم صفحہ ۳۵۱) چونکہ ابن زیاد کے دربار مین اس شخص کا تقرب اور کوفہ و کربلا کے واقعات مظالم مین اوس کی پرجوش سرگرمی عام شہرت کی حد کو پہونچی ہوئی ہے لہذا اوس کے اعمال کی فہرست پیش کرنا غیرضروری معلوم ہوتا ہے اوراق تاریخ پر اوس کا طویل و عریض اعمالنامہ موجود ہے ناظرین عند الضرورۃ ملاحظہ کر سکتے ہین۔

قیس بن الاشعث محمد بن الاشعث کا بھائی ہے اسکی انتہائی شقاوت کے ثبوت کے لیے طبری کا یہ بیان کافی ہے۔

واخذ قیس بن الاشعث قطیفتہ وکان من	قیس بن اشعث (بعد شہادت امام حسینؑ جسم مبارک سے) خز کی ردا اوتار لے گیا

خر وكان يسمى بعد قيس قطيفة - (طبری صفحہ ۲۶)

اوس دن سے لوگ اسکو قیس قطیفہ کہنے لگے ۔

حمید بن مسلم الازدی مشہور تابعی ہے بہت سی روایات جنمین مظالم کربلا کا تذکرہ ہے اون کا ناقل یہی شخص ہے علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین لکھتے ہین (صفحہ ۲۵۶) ۔

حميد بن مسلم الازدي رأى واثلة بن الاسقع تفرد بالرواية عنه سعيد بن ابي ايوب ۔

حمید بن مسلم نے واثلہ بن الاسقع صحابی کو دیکھا تھا سعید بن ابی ایوب اس سے روایت کرتے مین متفرد ہے ۔

واقعات کربلا کے تذکرہ مین اس شخص کا ذکر خیر جا بجا کیا گیا ہے منجملہ اون کے ایک موقع یہ بھی ہے ۔

فسرح براسه من يومه ذلك مع خولي بن يزيد وحميد بن مسلم الازدي الى عبيد الله بن زياد

عمر بن سعد سر مطہر امامؑ خولی بن یزید اور حمید بن مسلم کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیجا ۔

عزرہ بن قیس احمسی طبقات ابن سعد مین ہے ۔

روى عن خالد بن الوليد وكان معه في مغازيه بالشام وروى ابو وائل عن عزرة بن قيس ۔ جلد ۶ صفحہ ۱۴۸

عزرہ بن قیس خالد بن الولید صحابی سے روایت کرتا تھا اون کے ساتھ شام کی لڑائیون مین رہ چکا تھا ابو وائل تابعی اوس سے روایت کرتا ہے ۔

طبری جلد ۶ صفحہ ۲۶۰ و کامل جلد ۴ صفحہ ۳۴

مورخ طبری کا بیان ہے (جلد پنجم صـ۲۵۰)

وقاتلهم اصحاب الحسینؑ قتالاً شدیداً واخذت خیلهم تحمل وانما هم اثنان وثلاثون فارساً واخذت لا تحمل علی جانب من خیل اهل الکوفة الا کشفته فلما رای ذلک عزرة بن قیس وهو علی خیل اهل الکوفة ان خیله تنکشف من کل جانب بعث الی عمر بن سعد عبدالرحمان بن حصین فقال الا تری ما تلقی خیلی مذ الیوم من هذه العدة الیسیرة ابعث الیهم الرجال والرماة

سپاہ کوفہ سے اصحاب حسینؑ نے سخت جنگ کی فقط ۳۲ سوار تھے مگر حالت یہ تھی کہ جس جانب کوفیون پر حملہ کرتے تھے اونکی صفون کو درہم وبرہم کر دیتے تھے عزرہ بن قیس جو کوفیون کی سوار فوج کا افسر تھا اوس نے یہ حالت دیکھکر کہ اوس کی فوج مین ہر جانب بھگدڑ پڑی ہوئی ہے عمر بن سعد کے پاس عبدالرحمان بن حصین کے ذریعہ سے پیام بھیجا کہ تو دیکھتا ہے کہ ان گنتی کے چند سوارون کے ہاتھون سے آج میری فوج کس آفت مین مبتلا ہے لہذا تو اون پر حملہ کرنے کے لیے تیر اندازون کی فوج روانہ کر۔

اس شخص کے مذہبی عقائد کا جائزہ لینے کے لئے طبری کی مندرجہ ذیل تحریر پر نظر کرنی چاہیے۔ (طبری جلد ۶ صـ۲۴۷)

فقال لهم حبیب بن مظاهر اما والله لبئس القوم عند الله غداً قوم یقدمون علیه قد

حبیب بن مظاہر نے اشقیائے کوفہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ مطلع ہو جاؤ وہ قوم خدا کے نزدیک کل بہت بری ثابت ہوگی جو نبیؐ کی

قتلوا ذریۃ نبیہ علیہ السلام
وعترتہ واھلبیتہ صلعم وعباد
اھل ھذا المصر المتہجدین با
لاسحار والذاکرین اللہ کثیرا
فقال لہ عزرۃ بن قیس انک لتزکی
نفسک ما استطعت فقال
لہ زھیر یا عزرۃ ان اللہ
قد زکاھا وھداھا فاتق اللہ
یا عزرۃ فانی لک من الناصحین
انشدک اللہ یا عزرۃ ان تکون
ممن یعین اھل الضلال علی
قتل النفوس الزکیہ قال
یا زھیر ما کنت عندنا
من شیعۃ اھل ھذا البیت
انما کنت عثمانیاً قال
افلست تستدل بموقفی
ھذا انی منھم۔
.. .. ..

ذریت وعترت واہل بیت اور اس شہر کے
ان عابدوں کی جو صبح کے اوقات میں طاعت
وعبادت خدا کرنے والے اور خدا کو بہت یاد
کرنے والے ہیں قاتل ہوگی عزرہ بن قیس نے
حبیب سے کہا کہ جہاں تک تم سے ہوسکا اپنے نفس
کی پاکیزگی بیان کر رہے ہو زہیر بن قین نے
جواب دیا کہ اے عزرہ! اس نفس کو خدا ہی نے
پاک کیا ہے اور اوسکی ہدایت فرمائی ہے پس
خدا سے ڈر میں تیرے نصیحت کرنے والوں
میں سے ہوں میں تجھے خدا کی قسم دیکر کہتا
ہوں کہ تو اون لوگوں میں شامل نہو جو نفوس
زکیہ کے قتل کرنے پر گمراہوں کی مدد کرتے
ہیں۔ عزرہ نے کہا اے زہیر! ہمارے خیال
میں تم تو اس خاندان کے پیرؤوں میں کبھی بھی
نہ تھے تم تو عثمانی تھے زہیر نے فرمایا کہ تو میرے
اس مقام پر ہونے سے اس بات پر استدلال
نہیں کرسکتا کہ میں اسی گھرانے کا ساتھ دینے
والا ہوں۔

علی بن قرظہ انصاری یہ شخص قرظہ بن کعب انصاری کا بیٹا تھا۔

ففقتل عمرو بن قرظۃ بن کعب وکان مع الحسینؑ وکان علی اخوہ مع عمر بن سعد فنادی علی بن قرظۃ یا حسینؑ یا کذاب بن الکذاب اضللت اخی وغررتہ حتے قتلتہ الخ۔	(مؤرخ طبری لکھتے ہین) عمرو بن قرظہ بن کعب امام حسینؑ کے ساتھ تھے وہ جب شہید ہوے تو علی بن قرظہ جو اون کا بھائی تھا اور عمر بن سعد کے ساتھ تھا پکار کر کہنے لگا اے حسینؑ اے کذاب ابن کذاب تم نے آخر میرے بھائی کو گمراہ کر کے قتل ہی کرا دیا۔

قعقاع بن شور تابعی علامہ ذہبی فرماتے ہین۔ میزان الاعتدال جلد ۲ صہ ۳۱۳

قعقاع بن شور قال ابو حاتم ضعیف الحدیث۔	ابو حاتم کا قول ہے کہ یہ شخص ضعیف الحدیث تھا۔

کثیر بن شہاب کے ساتھ اس شخص کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے زیادہ تطویل بے ضرورت ہو گی۔

حبیب بن حماز تابعی طبقات ابن سعد مین ہے۔ (جلد ۶ صہ ۱۶۲)

قد روی حبیب عن علی۔	حبیب نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے۔

اس تابعی کا تذکرہ خالد بن عرفطہ صحابی کے تذکرہ کے ذیل مین گذر چکا ہی

عمر بن سعد بن ابی وقاص ملا علی قاری کا وہ ارشاد نقل کیا جا چکا ہے جس مین آپ نے صاف لفظون مین افواج کوفہ کے اس امیر الامراء وقائد

اعظم کو مجتہد اور خوش انجام ظاہر فرمایا ہے۔

اب علامہ ذہبی کا وہ کلام پیش کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علمائے اہل سنت اس دشمن اہل بیت کی جلالت قدر کے کس حد تک قائل ہین اور وہ اسکو کہان تک نظر اعتماد و اعتبار سے دیکھتے ہین۔

(۱) عمر بن سعد ابی وقاص الزهری هو فی نفسه غیر متهم لکنه باشر قتال الحسین علیه السلام وفعل الافاعیل روی شعبة عن ابی اسحاق عن العیزار بن حریث عن عمر بن سعد فقام الیه رجل فقال اما تخاف الله تروی عن عمر بن سعد فبکی وقال لا اعود وقال العجلی روی عنه الناس تابعی ثقة۔

میزان جلد ۲ صفحہ ۲۳۲

(۱) عمر بن سعد بن ابی وقاص زہری گرچہ فی نفسہ متہم نہین ہے (یعنی روایت احادیث کے معاملہ مین اوس پر کسی قسم کی تہمت وارد نہین کی گئی ہے) لیکن اوس نے حسینؑ سے جنگ کی اور بہت سے افعال اوس سے سرزد ہوئے ایک موقع پر شعبہ نے بسلسلہ ابو اسحاق عمر بن سعد سے روایت نقل کی تو ایک شخص نے اوٹھکر یہ کہا کہ کیا تجھے خوف خدا نہین ہے جو عمر بن سعد سے روایت کرتا ہے اس کلام سے شعبہ رونے لگے اور کہا کہ آئندہ ایسا نہ کرونگا عجلی نے کہا کہ لوگون نے عمر بن سعد سے روایت کی ہے اور وہ تابعی ثقہ تھا۔

(۲) نیز تہذیب التہذیب مین ہے عمر بن سعد بن ابی وقاص الزهری

(۲) عمر بن سعد بن ابی وقاص زہری اس کی کنیت ابو حفص تھی اپنے باپ سعد بن ابی وقاص اور

ابو حفص المدنی سکن الکوفۃ روی	ابو سعید خدری سے روایت کرتا تھا اور اوس
عن ابیہ و ابی سعید الخدری و عنہ ابن	ابراہیم اور اوس کے پوتے ابو بکر بن حفص اور
ابراہیم و ابن ابنہ ابو بکر بن حفص	ابو اسحاق السبیعی اور عیزار بن حریث و یزید
بن عمر و ابو اسحاق و السبیعی العیزار	بن ابی مریم و قتادہ و زہری و یزید بن ابی
بن حریث و یزید بن ابی مریم قتادۃ	حبیب وغیرہم نے روایت کی ہے وہ تابعی
والزہری و یزید بن ابی حبیب وغیرہم وھو تابعی	ثقہ تھا اور اوسی نے حسین کو قتل کیا۔

معلوم ہوا کہ یہ اس قدر مقبول اور معتبر تابعی و صحابی زادہ ہے کہ بڑے بڑے تابعین و محدثین کی کثیر تعداد نے اوس سے روایتین لینے مین مطلق تردد نہین کیا ہے اور اوس کی جلالت قدر کے مقابلہ مین جرم قتل حسین کو نہایت کم وزن و ناقابل اعتنا سمجھکر اوسکو ثقہ اور قابل اعتبار کہنے مین شرم و حیا کی کچھ بھی ضرورت محسوس نہین کی ہے۔ اس سے پہلے عرض کیا گیا ہے کہ یہ مجتہد تابعی تخت و تاج بنی اُمیہ کا اس قدر خیر اندیش و وفادار تھا کہ حضرت مسلم کے معاملہ مین گورنر کوفہ نعمان بن بشیر کی طرف سے تشدد و سخت گیری کی پالیسی ظاہر نہ ہونے کی وجہ سے اس نے یزید کے پاس ایک شکایت نامہ لکھکر یہ مشورہ دیا کہ اگر تجھے کوفہ پر حکومت کرنا مطلوب ہے تو گورنر کسی ایسے شخص کو بنانا چاہئے جو تیری ہی طرح سخت گیر و تشدد پسند ہو نیز یزید نے اپنے اوس فرمان مین جو اس خط کے پہونچنے کے بعد ابن زیاد کو لکھا تھا عمر بن سعد کو بھی "شیعتی" کا ممتاز خطاب عطا کیا لہذا کسی صحیح الدماغ کو یہ خیال کیونکر ہو سکتا ہے کہ فوج کوفہ کا یہ قائد اعظم

رجو تمام بداعمالیون کا واحد ذمہ دار تھا اور جو خیام حسینی کیجانب سب سے پہلے
تیراندازی کر کے فوج سے خطاب کرتا ہے کہ تم اس کے گواہ رہنا کہ سب سے پہلا
تیرانداز مین ہون دیکھو طبری صد ۲۴۴)

کبھی زمانہ مین بھی شیعون کی جماعت مین داخل رہا ہو گا کیا یہ حیرت انگیز ستم ظریفی
نہین ہے کہ جس شخص کو خود یزید اپنا بندۂ خاص ظاہر کرتا ہے اور شیعہ
بااخلاص کا خطاب دے رہا ہے اوسی کے ذمہ چند خوش فہم علمائے اہل سنت
شیعہ علیؑ ہونے کا الزام عائد کر رہے ہین اور ان لوگون نے تاریخ کی اس
شہادت کی طرف سے اپنے ہوش و گوش کو بالکل معطل کر رکھا ہے کہ
عمر بن سعد تو کیا اوس کے باپ سعد بن ابی وقاص کو بھی شیعہ علیؑ بننے کی
توفیق کبھی نہین ہوئی تھی ۔

شمر بن ذی الجوشن ۔

حافظ ابن حجر کتاب اصابہ مین لکھتے ہین جلد اول صد ۴۸۵

لہ حدیث عند ابی داؤد من طریق ابی اسحاق عنہ ویقال انہ لم یسمع منہ وانما سمعہ من ولدہ شمر ۔	یعنی ذوالجوشن ضبابی سے امام ابوداؤد نے بذریعہ ابواسحاق روایت حدیث کی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ابواسحاق نے اُن سے نہین سنا بلکہ اونھون نے ان کی حدیث اُن کے بیٹے شمر سے سنی ہے

(۲) علامہ ذہبی میزان الاعتدال مین لکھتے ہین جلد ۲ صد ۲۴

شمر بن ذی الجوشن ابو السابغۃ الضبابی عن ابیہ وعنہ ابو اسحاق السبیعی ۔ یعنی شمر بن ذی الجوشن اپنے باپ سے روایت کرتا تھا اور اوس سے ابواسحاق سبیعی نے روایت کی ہے

شمر کی عزت افزائی اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ ابواسحاق السبیعی جو صحیح بخاری کے راوی ہین

اور امام بخاری سے صدق وامانت کی سند حاصل کر چکے ہین اُس سے روایت کرتے
ہین اور امام ابو داؤد بھی اوس روایت کو بسر وچشم قبول کر کے سرمایۂ دین وایمان مین
داخل کر لیتے ہین۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان بزرگ کا شمار صحابۂ کبار مین ہے ان کے
فضائل ومناقب کے بیان کیلیئے کافی وقت درکار ہوگا اور پھر تحصیل حاصل کے
سوا کوئی ثمرہ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ دنیائے اسلام مین اس نجم فلک صحابیت وعدالت
کی روشنی اس قدر پھیلی ہوی ہے کہ وہ اپنے کمالات کی آپ دلیل بن گیا ہے کسی
کے تعارف کرانے کا بالکل محتاج نہین دنیا جانتی ہے کہ آپ علی درجہ کے صحابی
تھے اگر آپ کے مناقب ورکمالات کا اعتراف نہ کر کے جرح وقدح مین کچھ بھی لب
کشائی کیجائے تو دین ومذہب سے اعتماد واعتبار کے اوٹھ جاتے مین کچھ دیر نہ لگے
گی لہذا مین پاس ادب صحبت رسول صلعم کرتے مین مولوی عبد الشکور صاحب کی
پوری تقلید کرتے ہوے فقط اتنا ہی کہنے پر اکتفا کرونگا کہ ناظرین قاتلان
حسین ع کی فہرست مین آپ کا نام نامی دیکھکر حیرت زدہ نہون کیونکہ جناب امیر ع
کی طرف سے آپ کا انحراف زبان زد خاص وعام ہے جب تک حدیث طیر کے
اوبھرے ہوے حروف کی سیاہی کتب احادیث کے صفحات پر موجود ہے گی
یہ حقیقت بھی دنیا پر روشن رہے گی کہ امیر المومنین ع پر آپ ایک خاص قسم
کی نظر عنایت رکھتے تھے اور ایک وہ وقت بھی آگیا تھا جس مین دعائے
رسول صلعم اور ان بزرگوار کے جذبات قوم پروری مین سخت کشمکش رونما ہو گئی تھی

اور امیر المومنینؑ کی حالت اوس وقت اوس سیارہ کی ہو رہی تھی جو دو متضاد قوتون کے اثرات سے متاثر ہوکر ایک خاص محور پر گردش کرتا ہے دعائے رسولؐ آپ کو خدا کا سب سے زیادہ محبوب بندہ قرار دیکر خدمت رسول کیجانب کھینچ رہی تھی اور انس بن مالک کے جذبات اوس کشش کی پرزور مدافعت کر رہے تھے غرض جناب امیرؑ نہ اپنے مقام پر ساکن رہ سکتے تھے نہ خدمت رسولؐ مین باریابی کا موقع پاتے تھے اسیطرح آسمان صحابیت و عدالت کے اس چمکتے ستارے کی پیشانی کے شہرۂ آفاق داغہائے سفید جن کی چمک تک "نور علی نور" کا دلکش و نظر فریب منظر دکھا رہی تھی مُہر صدق و عدالت یا بغض و عداوت امیر المومنینؑ کے اعزازی تمغہ کی حیثیت رکھتے تھے امیر المومنینؑ کی جو بددعا کے بموجب بارگاہ سبحانی سے حدیث غدیر کا صاف انکار کر دینے کے صلہ مین عطا ہوا تھا جس کے بعد آپکی جبین پر نور مین ناصبیون کیلئے ہزارون بشارتین تڑپنے لگی تھین کہ اہلبیت رسول کے معاملہ مین حق پوشی و ناحق کوشی شوق سے کرو روسیاہی کے عوض منہ اُجالا ہی ہوتا رہے گا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوے یہ امید موہوم کسی عقلمند کے دل و دماغ مین کب جگہ پا سکتی ہے کہ یہ حضرت کسی وقت مین بھی خاندان رسالت کے ہمدرد ثابت ہوے ہونگے۔ اگرچہ آپنے دست و بازو سے وفاداری بنی امیہ کا بظاہر کوئی حق ایام قتل فرزند رسولؐ مین ادا نہین کیا مگر آپ ایسے باثر اور بلند مرتبہ بزرگان دین سے ارباب حکومت کو اخلاقی امداد و تائید کی جو امید ہو سکتی اوسکو حق بجانب ثابت کر دینے مین آپ نے مطلق کوتاہی نہین کی

آپنے دربار ابن زیاد مین یہ منظر نہایت سکون و وقار سے مشاہدہ کیا کہ فرزند رسول کا سر مطہر طشت مین ابن زیاد کے سامنے رکھا ہے اور وہ روسیاہ چھڑی سے بے ادبی کر رہا ہے مگر شان وفاداری حکومت پرستی یہ تھی کہ اوس کے خلاف ایک حرف شکایت اور ایک کلمہ احتجاج بھی زبان سے نہین نکلا سبحان اللہ کس قدر باحمیت اور حق شناس صحابی ہین کہ خاندان رسالت کی بربادی اور توہین وتذلیل کے تمام ہولناک مناظر آنکھون سے دیکھنا ٹھنڈے دل سے گوارا کرتے ہین مگر حکومت وقت سے ترک موالاۃ تو درکنار اوس کے اعمال وحرکات پر معمولی نکتہ چینی بھی مقتضائے مروت ودیانت نہین سمجھتے جن لوگون کو میری اس گذارش کی حقیقت مین کچھ شبہہ ہو وہ صحیح بخاری کی اس روایت کو دیکھکر اطمینان کرلین اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حق مین دعائے خیر اور پاس ادب صحبت سرور انبیا کا جو مناسب طریقہ سمجھ مین آئے اوسکو آخر دم تک فراموش نہ فرمائین۔

عن محمد بن انس بن مالک اتی عبید بن زیاد براس الحسین فجعل فی طست فجعل نیکث فقال فی حسنہ شیأ فقال انس کان اشبھم برسول اللہ	محمد بن انس بن مالک روایت کرتے ہین کہ جب امام حسین کا سر مبارک ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو ایک طشت مین رکھا گیا اور وہ ملعون چھڑی سے چھیڑنے لگا اور کوئی بات آپکے حسن کے بارے مین کہی انس بن مالک نے اوس سے کہا کہ امام حسین رسول خدا سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت انس بن مالک نے دربار ابن زیاد مین اس نازک موقع پر صدائے احتجاج بلند نہ کرکے صحابیت کے قالب مین دینی حمیت کی جس روح کے موجود ہونے کا ثبوت دیا اوس نے خود آپکے مریدون کو بھی غرق حیرت کردیا ہے چنانچہ علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین تمطراز ہین (جلد ۷ صفحہ ۶۵۷ منقول از رسالہ الآل والاصحاب)۔

قال سبط ابن الجوزی ما کان لرسول اللہ علی انس	سبط ابن جوزی نے کہا کیا رسول خدا کا انس
من الحقوق ان ینکر علی ابن زیاد و یقبح لہ ما	پر اتنا حق بھی نہ تھا کہ وہ ابن زیاد کے اس فعل پر
فعلہ من قرع ثنایا الحسین بالقضیب	اظہار ناپسندیدگی اور مذمت کرتے ؟

لہذا میرے قلم کی جنبش درحقیقت سبط ابن الجوزی کے اسی سوال کی ترجمانی کر رہی ہے جو خدا جانے کس حیرت کے عالم میں قلم سے نکل کر سرمۂ چشم بصیرت بن گیا ہے اگر پاس ادب صحبت سرور انبیاء مانع نہ ہوتا تو اس سوال کا جواب اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسالتمآبؐ کے حقوق ماضیہ پر ابن زیاد جیسے ولی نعمت کے حقوق حاضرہ کو از روے عدالت و دیانت مقدم سمجھتے تھے پھر اُس کے کسی اسلام کش و کفر نواز فعل پر اظہار ناراضی کیونکر فرماتے اور سچ تو یہ ہے کہ جب کوئی شکایت و ناراضی تھی ہی نہیں تو اظہار کیا کرتے۔

انس بن مالک کی اس معنی خیز خاموشی کے مقابلہ میں جسکے اسرار کی تحقیق کیلیے اُنکے خاص عقیدتمندوں کے سوا روافض کے افکار و خیالات موزوں نہیں ہو سکتے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ اخلاقی جرأت بہت غنیمت سمجھی جا سکتی ہے کہ آپ ابن زیاد کے ہاتھوں فرزند رسولؐ کی توہین و تذلیل کا منظر زیادہ دیر تک صبر و سکون سے نہ دیکھ سکے اور بطور احتجاج چند ایسے کلمات کہہ گزرے جو اگر خدا توفیق دے تو طرفداران بنی اُمیہ کے لیے بہت کچھ سامان عبرت بہم پہونچا سکتے ہیں۔ مؤرخ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتے ہیں۔ جلد ۴ صہ ۳۲

فجلس ابن زیاد واذن للناس	ابن زیاد دربار میں بیٹھا اور لوگوں کو حاضر ہونیکی

فاحضرت الرؤس بین
یدیہ وھو ینکت بقضیب
بین ثنیتیہ ساعۃ فلما
رأہ زید بن الارقم لا
یرفع قضیبہ قال اعل ھذا
القضیب عن ھاتین الثنیتین
فو الذی لا الہ غیرہ لقد
رأیت شفتی رسول اللہ علی
ھاتین الشفتین یقبلھما
ثم بکی فقال لہ ابن زیاد ابکی
اللہ عینیک فواللہ لولا انک
شیخ قد خرفت وذھب عقلک
لضربت عنقک فخرج وھو
یقول انتم یا معشر العرب
العبید بعد الیوم قتلتم ابن فاطمۃ
وامرتم ابن مرجانۃ فھو یقتل
خیارکم ولیستعبد شرارکم
فرضیتم بالذل فبعداً لمن یرضی بالذل

اجازت دی پس شہدا کے سرہائے مبارک اُسکے
سامنے لائے گئے اور وہ کچھ دیر تک امام حسینؑ
کے دندان مبارک کو چھڑی سے چھیڑ رہا جب
زید بن ارقم نے دیکھا کہ وہ چھڑی کو نہیں اُٹھاتا
تو اُس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ان دانتوں
پر سے یہ چھڑی اُٹھا لے قسم خدا کی میں نے
دیکھا تھا حضرت رسولؐ کے لبہائے مبارک کو
کہ انکے لبوں کو بوسہ دے رہے تھے یہ
کہکر زید بن ارقم رو پڑے ابن زیاد نے
اُن سے خطاب کیا کہ خدا تمہاری آنکھوں کو
رولائے بخدا اگر تم بڈھے خرف نہوتے اور
تمہاری عقل زائل نہو گئی ہوتی تو میں تمہیں
قتل کرا دیتا زید بن ارقم دربار سے باہر
نکل آئے اور یہ کہتے چلے گئے کہ اے قوم عرب آج
سے تم سب غلام ہو گئے تم نے ابن فاطمہ کو قتل کیا اور ابن
مرجانہ کو حکومت و امارت دی وہ تمہارے اچھے لوگوں کو
قتل کرتا اور شریروں کو غلام بناتا ہے تم اس ذلت پر
راضی ہو گئے ہو پس لعنت ہے اُن لوگوں پر جو ذلت پر راضی ہو گئے ہیں

اگرچہ انس بن مالک کی شان وفاداری کو دیکھتے ہوئے زید بن ارقم کی یہ
اخلاقی جرائت اور صافگوئی قابل قدر ضرور ہے پھر بھی یہ بات کہنے مین آسکتی ہی
کہ جناب والا! اہل کوفہ نے بنی امیہ کے ہاتھون متاع دین وایمان کا سوداکر کے
دائمی ذلت وخواری کا جو سامان مہیا کرلیا وہ دراصل آپ ہی جیسے صحابۂ کبار کی
رفتار وکردار کا نتیجہ تھا اگر آج سے پہلے آپ حضرات نے اسی اخلاقی جرأت سے
کام لیا ہوتا اور اپنے اوس غیر معمولی روحانی اثر و اقتدار کو جس کا سکہ عوام
کالانعام کے دلون پر بیٹھا ہوا تھا خاندان رسالت کو کمزور کرنے اور اوس کے
دشمنون کو امارت وحکومت کے منصب پر پہونچانے مین صرف نہ فرمایا ہوتا تو
آج وہ منظر آنکھون کے سامنے نہوتا جس پر آپ خون کے آنسو بہا رہے ہین
آپنے اجماع وشورے کے بل بوتے پر خاندان رسالت کی وقعت وعظمت کو
عامۃ الناس کی نگاہون سے گرایا اور اوس کے دشمنون سے سلسلہ موالاۃ
قائم کیا آج سے پہلے ابن زیاد اور اوس کے آقاؤن کے دربار مین حاضر باش
رہکر نیازمندی اور وفاداری کا مظاہرہ فرمانے مین کبھی کوتاہی نہین کی اور
اون کے جملہ افعال کو رضامندی کی آنکھون سے دیکھتے اور عقیدتمندی کے
کانون سے سنتے رہے پھر اوسی کے تلخ ثمرات آپکی برہمی مزاج کا سبب کیون
ہو رہے ہین جب ابن زیاد فرزند رسولؐ کے خلاف نعرۂ جنگ بلند کیا تھا
اوسی وقت اگر آپنے ذرا جرأت وہمت سے کام لیکر اوس کے خلاف صدائے
احتجاج بلند کی ہوتی دربار کی روزمرہ حاضر باشی چھوڑ بیٹھے ہوتے تو یقین تھا

کہ بے اثر نہ رہتی کیونکہ عوام کے جذبات و عقائد آپ کے دامن صحابیت سے
تمام تر وابستہ تھے اور اگر اہل کوفہ آپ کی بات نہ مانتے تو آپ اتنا تو کرسکتے تھے
کہ امام حسینؓ کے دوسرے جان نثاروں کی طرح کوفہ سے نکلکر میدان کربلا میں آتے
حضرت کے سینہ سپر ہو جاتے آخر اوس وقت بھی آپ کے سینوں میں دل تھے
اور دلوں میں ایمان و عرفان کی روشنی موجود تھی پھر یہ کیوں ہوا کہ کوفہ سے
انصار حسینؓ کی ایک معتد بہ تعداد سخت ناکہ بندی اور محاصرہ کے باوجود خدمت
باسعادت میں جان نثاری کیلئے آپہونچی مگر آپ قدیم عادت کے بموجب
امیر کوفہ ابن زیاد کے ایوان حکومت کا طواف کرکے غلامانہ ذہنیت کا مظاہرہ
فرماتے ہی رہے دیکھئے عام خلقت پر آپ کا جو روحانی اثر قائم تھا اوسی کی
بنا پر امام حسینؓ اہل کوفہ سے فرمارہے تھے کہ میری شان میں جو احادیث نبوی
وارد ہوی ہیں اگر میرے بیان سے اون کا تمھیں یقین نہیں ہوتا تو زید بن ارقم
اور انس بن مالک سے پوچھو پھر اگر آپ حضرات اوس موقع پر ہوتے اور حضرت کے
کلام کی تصدیق فرماتے تو بھلا یہ کب ممکن ہوتا کہ فرزند رسول شہید ظلم و جفا
اور خاندان رسالت مورد آفت و بلا ہو جائے۔

صحابہ کی دین فروشی۔ خطا معاف۔ اک آپ کی ذات بابرکات
نہ سہی مگر اس میں تو شبہہ کا محل ہی باقی نہیں کہ آپکی جماعت کے دیگر معزز افراد
اور ممتاز ارکان نے متاع دنیا اور چند روزہ جاہ و منصب کے بدلہ دین و ایمان کا
سودا کرنے کی رسم قائم کی آخر حیات بن یزید بن علقمہ بھی آپ ہی کی جماعت کے

ایک ممتاز ممبر تھے جو معاویہ سے صاف ستھرے الفاظ مین درخواست کرتے تھے کہ "اشترمنی دینی" یعنی میرا دین مجھ سے مول لے لو (استیعاب ابن عبد البر جلد اول ص ۱۵۴)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری آپ ہی کے گروہ کے ایک معزز ترین شخص تھے جو دربار معاویہ مین حاضر ہوتے اور "یا امین اللہ" کہکر سلام فدویانہ بجالاتے محض اس طمع مین کہ شاید حکومت کا کوئی عہدہ مل جائے۔ (کامل ابن اثیر جلد ۴ ص ۵ طبری جلد ۶ ص ۱۸۵)

پھر اگر آپ کی جماعت کے انھین ہم خدا و ہم دنیا پرست حضرات کے طرز زندگی سے اون کے سچے تابعین اور عوام الناس کے دل متاثر ہوے اور اونھون نے انھین حضرات کی سیرت و سنت پر چلکر متاع جان و دل کے ساتھ ساتھ سرمایۂ دین و ایمان کو بھی مال تجارت قرار دے لیا تو کونسا نیا قصور کیا جو آپکی زبان سے مستحق ملامت ٹھہرے۔ دیکھئے جماعت صحابہ کی دنیا طلبی و زبردستی آخرکار اس درجہ عیان ہوکر رہی کہ امام فخرالدین رازی۔ فدوی خاص بھی تاویلون اور سخن سازیون سے تنگ آکر رافضیون کے ہم خیال وہم آواز ہوگئے اور تفسیر کبیر کے ایک ورق پر اپنا حسب ذیل بیان ناظرین کیلئے سرمۂ چشم بصیرت بنا گئے۔

صحابہ کی دنیا طلبی کا اعتراف اذا عرفت خلاصہ عبارت یہ ہے امام رازی کے قلم سے۔ ھذا فنقول عرب حضرت رسالتمآب کی

العرب كانوا قبل مقدم
رسول الله طالبين للمالی والجاه
والمفاخرة وكانت محبتهم معللة
بهذه العلة فلا جرم كانت تلك
المحبة سريعة الزوال وكانوا بأدنی
سبب يقعون فی الحرب والفتن
فلما جاء الرسول عليه السلام دعاهم
الی عبادة الله تع والاعراض عن
الدنيا والاقبال علی الاخرة زالت
الخصومة والخشونة منهم
وصاروا اخوانا موافقين ثم
بعد وفاته عليه السلام لما فتحت
عليهم الدنيا وتوجهوا الی طلبها
عادوا الی محاربة بعضهم بعضا و
مقاتلة بعضهم مع بعض
تفسیر کبیر

یف آوری سے پہلے مال وجاہ ومفاخرۃ
کے طالب تھے اور اون کی محبت وودوستی
اسی کا نتیجہ ہوا کرتی تھی اور اسی سبب سے
وہ محبت وودوستی بہت جلد زوال پذیر
ہو جایا کرتی تھی اور ذرا ذرا سی باتون
پر لڑائیون اور فتنون مین پڑ جایا کرتے
تھے مگر جب آنحضرتؐ آئے اور اون کو
خدا کی پرستش اور دنیا سے روگردانی
اور آخرت کیجانب توجہ کی دعوت دی
تو اون سے خصومت اور درشت مزاجی
جاتی رہی سب کے سب آپس مین مل
جلے بھائی بن گئے پھر حضرتؐ کی وفات
کے بعد جب دنیا کے دروازے اون پر کھل
گئے اور وہ دنیا طلبی کی جانب متوجہ ہوے
تو باہمی جنگ وجدال کیطرف لوٹ گئے
آپس مین لڑائیان ٹھن گئین -

علی ہذا القیاس محدث دہلوی شاہ عبد الحق بھی شرح مشکوۃ مین اون احادیث
حوض کی شرح لکھتے ہوے جن مین ارتداد صحابہ کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور اس

ارتداد کا انجام مذکور ہے کھلم کھلا وہ ناگفتہ بہ باتین لکھ گئے جن کو رافضی بھی کہتے تو ہین مگر اس طرح علانیہ نہین کہتے محدث صاحب کا بصیرت افروز ارشاد یہ ہے۔

محدث دہلوی کی گہرفشانی

صحابہ مرتد ہو گئے۔ آخر کیون؟ اس لئے کہ مبتلائے دنیا طلبی ہو کر نہ اہل بیت کے حقوق ادا کئے اور نہ اونکا ادب کیا۔

مراد بردت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض حقوق وصلاح سرپرت در بعض امور و رجوع از مرتبہ حسن اخلاق وصدق نیت و تقصیر در بعض حقوق و رعایت اہل بیت مرادب بایشان بجہت ابتلا بدنیا و فتنہ چہ آنحضرتؐ فرمودہ بود کہ من نمی ترسم بر شما کفر و بت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا و آفات آن کذا قال وہ انتہی۔

شرح مشکوۃ جلد ۴ منقول از فلک النجاۃ حصہ اول ص۱۱۷

"ارتداد" سے دین اسلام سے نکل جانا مراد نہین ہے بلکہ دنیا اور اوس کے فتنون مین پڑکر باہر ہو جانا حد استقامت سے بعض حقوق مین اور صلاح باطن سے بعض امور مین اور لوٹ جانا مرتبہ حسن اخلاق و صدق نیت سے اور بعض حقوق اہل بیت اور اون کے پاس ادب مین کوتاہی کرنا مراد ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ مین تمھاری طرف سے کفر و بت پرستی مین پڑ جانے کا خوف تو نہین رکھتا مگر اس سے ڈرتا ہون کہ دنیا اور آفات دنیا کی مداخلت ہو جائے گی۔

امام رازی اور محدث دہلوی کے ان بیانات کو چشم بصیرت سے دیکھو

اور پھر فیصلہ کر لو کہ ان حضرات نے جو کھری کھری باتین سنائی ہین وہ سرسر
شیعی عقائد وخیالات کے مطابق ہین یا نہین؟ جب ایسے ایسے ائمہ دین
وارکان ملت اس خیال کے اظہار سے ثواب دارین حاصل کرتے ہین کہ "
مرور ایام سے صحابہ کی روحانی کیفیات مین انقلاب عظیم ہو گیا تھا دنیا سے
نفرت اور آخرت کی طلب جیسی عہد رسالت مین تھی بعد مین نہین رہ گئی تھی
مبتلائے دنیا طلبی ہو جانے کی وجہ سے صلاح باطن حسن اخلاق صدق نیت
غرض تمام اگلے اوصاف جو مدار تدین تھے ایک ایک کرکے رخصت ہو چکے تھے
اور یہ کہ اونھون نے حقوق اہل بیت کی رعایت اور اون کا ادب
کرنے مین تقصیر کی لہذا "مرتد" ٹھہرے" پھر بتاؤ کہ اگر یہی باتین
غریب رافضی سال مین ایکمرتبہ نوین ربیع الاول کی مخصوص صحبتون مین
کہہ لیا کرتے ہین تو اون سے ناراض ودل گرفتہ ہونے کا کیا سبب اور
نفرت وبیزاری کس لئے؟ الحمد للہ کہ ائمۂ اہل سنت کے محققانہ خیالات وافکار
کی گردش اوسی نقطہ تک جاکر ختم ہوئی جو عقائد روافض کا مرکز ہے
ان بزرگان دین کو جو کچھ کہنا تھا کہہ گئے اور ارتداد صحابہ کی حقیقت
اون کے بیانات سے بے نقاب ہو چکی اب مولوی عبد الشکور صاحب پاس
ادب صحبت سرور انبیاؑ فرمایا کرین۔

شیعون کو مولوی عبد الشکور صاحب وغیرہ کا ممنون ہونا چاہیے
کہ اون کی غیر ضروری چھیڑ چھاڑ کی بدولت قاتلان حسینؑ کی مذہبی حیثیت

اور دینی حالت نکھر کے دنیا کے سامنے آگئی اور واضح ہوگیا کہ جس نام و
نہاد تشیع کی نسبت اون کی طرف کتب تواریخ و سیر مین دی گئی ہے وہ
دراصل "تسنن" ہی کا دوسرا نام ہے محض اشتراک لفظ کی وجہ سے
جہلائے امت کو گرفتار دام فریب بنا دینے کی کوشش کی جارہی ہے اس
رسالہ مین جو حقائق دنیا کے سامنے پیش کئے گئے وہ اس طلسم فریب کو توڑ دینے
کیلئے کافی ثابت ہون گے انشاءاللہ المستعان والسلام علےٰ من اتبع الہدے۔

سیرۃ السعداء فی مصائب الشہداء
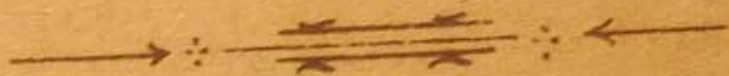
یہ رسالہ مولوی خلیل احمد صاحب عرف بابا خلیل ساکن مقیم بنارس کے جواب میں لکھا گیا ہے مولوی صاحب موصوف نے اپنے اخبار خادم میں تعزیہ داری پر بہت سے جارحانہ حملے کیے تھے مثلاً حسینؑ کے سرخ سرخ خون کی یاد میں نیلے نیلے سبز رنگ کے کپڑے پہنے جاتے ہیں، حسینؑ کی بھوک و پیاس کی یاد میں گوٹے مصالے حلوے شیرمال کھائے جاتے ہیں اور برف اور دودھ ڈال کر اعلیٰ درجہ کا شربت پیے جاتے ہیں، رات رات بھر شیشوں کے گلاس بجلی کے قمقمے گیس کے ہنڈے جلا جلا کر جشن و میلہ قائم رکھتے ہیں، شیعوں کے گھرانے کی عورتیں اپنی تمام راتیں خوش الحانی و موسیقی کی پوری رعایت کے ساتھ سوز خوانوں کے کمالات دکھاتی ہیں، حسینؑ کے کان میں کبھی باجے کی آواز نہیں پڑی تھی یہ لوگ گلی کوچوں میں ڈھول و تاشہ بجاتے ہیں، اُس زمانہ میں بالی کا رواج نہیں تھا جناب سکینہؑ کی بالی کیونکر چھینی گئی، بین و بکا صبر کے خلاف ہے، مہندی لگانا مکروہ ہے جناب قاسمؑ کے کیونکر لگایا ہوگا، جناب سکینہؑ کربلا میں جوان تھیں، تعزیہ میں قبر حسینؑ سمجھ کر ماتم کرنا فضول ہے بھلا سبط رسول امین کہاں، سینہ زنی اسلام کے منافی ہے فقیر بنا کے کلاوہ باندھنا جہالت ہے، اور بھی بہت سے اسی قسم کے اعتراضات تھے جنکے اس رسالہ میں مو دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں جنکی تردید مولوی صاحب موصوف سے اب تک نہ ہو سکی اس موضوع پر یہ رسالہ اپنی نظیر نہیں رکھتا، قیمت فی جلد ۳ر - ٹکٹ ۱ آنے پر ارسال خدمت کیا جا سکتا ہے،

ملنے کا پتہ

فدا حسین سکریٹری انجمن حسینیہ محلہ کٹھر - شہر بنارس